http://kitabosunnat.com /// محدث لائبریری/// کتاب وسُنّت ڈاٹ کام

لا اِلہَ اِلّا اللہ و مُحمد رسولُ اللہ

مِثالی شخصیات

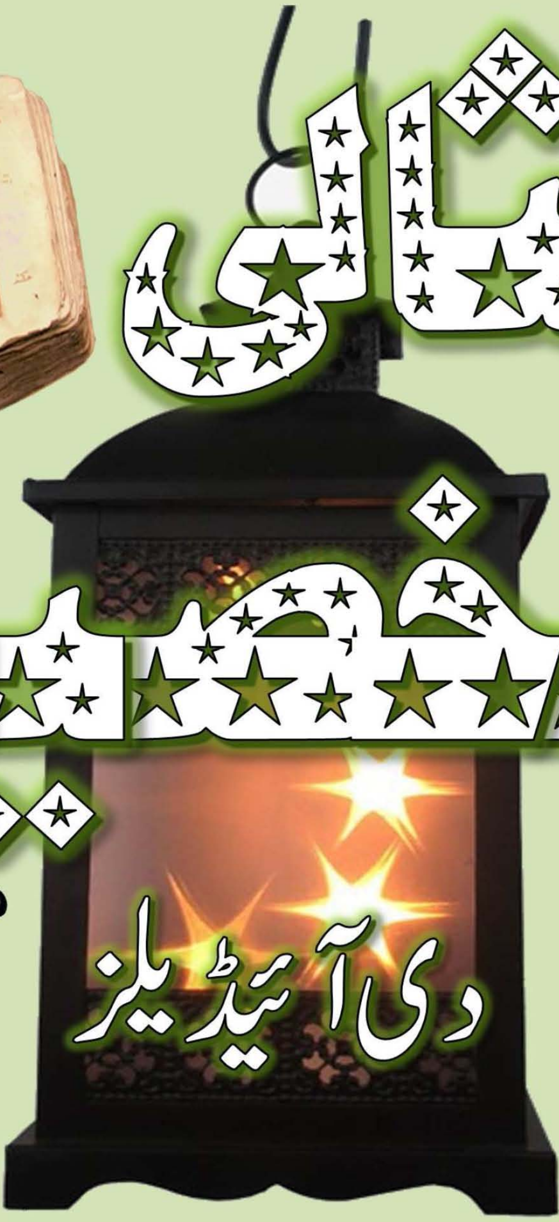

دی آئیڈیلز

تالیف : عادِل سُہیل ظفر

دُوسرا حصہ / پہلا برقی اصدار

http://kitabosunnat.com /// محدث لائبریری/// کتاب وسُنّت ڈاٹ کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

فہرست

:::: :مقدمہ :::::: 2

صحابہ کون تھے ؟؟؟ اُن کی شخصیات کے بارے میں بُری صِفات ماننے والے کیا جرم کرتے ہیں ؟؟؟ 3

❁❁❁ ابو محجن عَمرو بن حبیب الثقفی ، رضی اللہ عنہُ ❁❁❁ 10

❁❁❁ ابو یحییٰ، صُھیب الرُومی، ابن سنان النمری رضی اللہ عنہُ ❁❁❁ 13

❁❁❁ النُعمان بن مِقرن المُزنی، رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ ❁❁❁ 17

❁❁❁ حواری ءرسول، ابو عبداللہ زُبیر ابن العوام، رضی اللہ عنہُ ❁❁❁ 22

❁❁ زید بن أرقم، رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ ❁❁ 29

❁❁ سعد بن الربیع، رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ، بارہ نقیبوں میں سے ایک ❁❁ 32

❁❁❁ شماس بن عُثمان رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ ❁❁❁ 38

❁❁❁ ضحاک، بن سُفیان، رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ، سیاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ❁❁❁ 42

❁❁❁ طفیل الدوسی، اور، عَمرو بن طُفیل رضی اللہ عنہما وأرضاھُما، شہید باپ، اور شہید بیٹا ❁❁❁ 44

❁❁❁ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ ❁❁❁ 49

❁❁❁ مُصعب الخیر، بن عُمیر رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پہلے رسول، اور سفیر ❁❁❁ 57

❁❁❁ حبیب بن زید الانصاری، رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ ❁❁❁ 63

❁❁❁ اُم عمّارہ، نُسیبہ بنت کعب بن عَمرو رضی اللہ عنہا و أرضاھا ❁❁❁ 66

❁❁❁ ضِرار بن الازور رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ ، جِنّ آ گیا، جِنّ آ گیا ❁❁❁ 69

❁❁❁ خولہ بنت الازور رضی اللہ عنہا وأرضاھا ❁❁❁ 73

محدث لائبریری /// کتاب وسُنّت ڈاٹ کام /// http://kitabosunnat.com

::::::: مقدمہ :::::::

أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ و الصَّلاةُ والسَّلامُ عَلىٰ رَسولهِ الكريم مُحمدٍ و عَلىَ آلہِ وَأصحابہِ وَأزواجِہِ وَمَن تَبِعَھُم بِاِحسانٍ إِلىٰ يَومِ الدِين ، أما بَعد :::

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

آپ اِس وقت "مثالی شخصیات، دی آئیڈیلز" کے دُوسرے حصے کا مطالعہ فرما رہے ہیں ، اِس حصے میں بھی سابقہ، یعنی پہلے حصے کی طرح پندرہ شخصیات کا تعارف وذِکر پیش کیا گیا ہے،

آئیڈیل، خیالی شخصیت یا مثالی شخصیت کوئی ایسی شخصیت جِس کو کوئی اپنے لیے معیار مقرر کر لیتا ہے اور اپنے ہر ہر کام، ہر ہر بات کو اُسکے کام اور بات کے مُطابق بنانے کی کوشش میں رہتا ہے، اپنے لیے کِسی کو مثالی شخصیت قرار دے کر اُسکی نقالی کرنے میں کوئی خرابی نہیں، خرابی تو صرف شخصیت اختیار کرنے سے پیدا ہوتی ہے، دُنیا اور آخرت کی خرابی، یا بسا اُوقات صرف آخرت کی خرابی جو کہ دُنیا کی خرابی سے کہیں زیادہ بڑھ کر نقصان دہ ہے،

اِنسانی تاریخ میں سب سے بہترین شخصیت جِس کا حق ہے کہ اُس کو آئیڈیل بنایا جائے، وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہیں، اور اُن کے بعد دیگر انبیاء اور رُسل، اور اُن کے بعد رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں، جِن کے دِلوں کی پاکیزگی اور تقوے کی شہادت خود اللہ جلّ عُلا نے دی اور جن کو جیتے جی اِس دُنیا میں جنّت کی خوش خبریاں دی گئیں، کافروں، مُنافقوں اور کلمہ گو مُشرکوں نے آج ہمیں اُن شخصیات سے بہت دُور کر رکھا ہے، تاکہ ہم اُنہیں اپنا آئیڈیل نہ بنا لیں،

کیونکہ اگر ہم نے اُنہیں اپنا آئیڈیل بنالیا اور اُنکے اَنداز و اَطوار اپنا لیے تو اللہ کی رحمت اور فتح و نصرت پھر اُسی طرح آئے گی جیسے اُنکے لیے آئی تھی اور کُفر و شرک ذلیل ورسوا ہو گا اور کافر اور مُشرک مُسلمانوں پر حکم چلانے کی بجائے پھر سے اُن کے محکوم بن جائیں گے،

لہٰذا کہیں نصاب بدلا جاتا ہے اور کہیں اُستاد،

کہیں اَیوانِ حکومت سجائے جاتے ہیں اور کہیں خانقاہیں،

کہیں اِنسانی حقوق کے نام پر ذہن و سوچ تبدیل کیے جاتے ہیں اور کہیں آزادیءِ نسواں کے نام پر،

کہیں آزادیءِ رائے کے نام پر کچھ بھی پڑھایا سکھایا جانا دُرست سمجھایا جاتا ہے، اور کہیں وحدتءِ ادیان و مذاہب کے نام پر شیطانیت کی پیروی کی طرف مائل کیا جاتا ہے،

اور یہ سب کچھ اِس لیے کہ ہمارے آئیڈیل کافر، مُشرک، بد عقیدہ اور بد عمل گُناہ گار لوگ ہوں، اور ہماری زندگیاں اُن کی نقالی میں ہی ختم ہوں جائیں، نہ دُنیا میں اللہ کی فتح و نُصرت اور رضا حاصل ہو اور نہ آخرت میں،

قارئین محترم، یہ ایک جنگ ہے کُفار و مُشرکین اور اُن کے حامی و مددگار ہماری صفوں میں پائے جانے والے مُنافقین

کی طرف سے، اور جِہاد ہے مُسلمانوں کے لیے اپنے عقیدے کے دفاع اور اُسکی سر بُلندی کے لیے، تاکہ اُن کا رب اُن پر راضی ہو جیسے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم أجمعین پر راضی ہوا تھا،

صحابہ کون تھے ؟؟؟ اُن کی شخصیات کے بارے میں بُری صِفات ماننے والے کیا جرم کرتے ہیں ؟؟؟

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اِیمان، کِردار، صِفات و شخصیات کے بارے میں کسی بھی اور سے کوئی بھی گواہی لینے کی حاجت ہی نہیں، کیونکہ تمام تر مخلوق کے اکیلے، لا شریک خالق اللہ العلیم، الخبیر نے اُن کے بارے میں بہت سے گواہیاں خود دی ہیں،

اور اللہ سے بڑھ کر سچ بولنے والا کوئی نہیں:::

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ ٱللَّهِ حَدِيثًا ::: اور اللہ سے بڑھ کر بھلا کِس کی بات سچی ہو سکتی ہے﴾ سُورت النِساء (4)/ آیت 87،

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ ٱللَّهِ قِيلًا ::: اور اللہ سے بڑھ کر بھلا کون اپنی بات میں سچا ہو سکتا ہے﴾ سُورت النِساء (4)/ آیت 122،

اور خالق سے بڑھ کر اپنی مخلوق کو جاننے والا کوئی نہیں:::

﴿أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ::: بھلا وہ نہیں جانتا جِس نے سب کی تخلیق فرمائی، اور وہ بہت ہی باریک بین ہے اور مکمل ترین خبر رکھنے والا ہے﴾ سُورت المُلک (67)/ آیت 14،

اور ازل سے ابد تک ہر ایک بات اُس کے عِلم میں ہے:::

﴿عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ وَٱلشَّهَٰدَةِ ٱلْكَبِيرُ ٱلْمُتَعَالِ::: اللہ غیب اور حاضر (ہر چیز اور معاملے) کا عِلم رکھتا ہے وہ سب سے بڑا ہے، اور بہر حال بالاتر ہے))) سُورت الرعد (13)/ آیت 9،

﴿لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا::: تاکہ تُم لوگ جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور یقیناً اللہ نے ہر ایک چیز کو اپنے عِلم میں کے گھیرے میں لے رکھا ہے﴾ سُورت الطلاق (65)/ آیت 12،

﴿عَالِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ::: اللہ ہی غیب کا عِلم رکھتا ہے، آسمانوں اور زمین مین کوئی ذرہ برابر چیز بھی اُس کے عِلم سے باہر نہیں، اور نہ ہی کِسی ذرے سے چھوٹی کوئی چیز اور نہ ہی کوئی بڑی چیز، سوائے اِس کہ اُس چیز کے بارے میں واضح کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے﴾ سُورت سباء (34)/ آیت 3،

اور اپنے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زُبان مُبارک سے یہ خبریں عطاء فرمائیں:::

﴿إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ فَقَالَ اكْتُبْ. فَقَالَ مَا أَكْتُبُ . قَالَ اكْتُبِ الْقَدَرَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ

إِلَى الأَبَدِ ::: اللہ نے سب سے پہلے قلم تخلیق فرمایا، اور اُسے حکم دِیا کہ، لکھو، قلم نے عرض کی، کیا لکھوں، اللہ نے فرمایا، جو کچھ پہلے تھا اور جو کچھ ابد تک ہونے والا ہے سب کچھ لکھو﴾سُنن الترمذی/حدیث2308/کتاب القدر/باب 17،إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا،

﴿قَدَّرَ اللَّهُ الْمَقَادِيرَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ::: اللہ نے آسمان اور زمین بنانے سے پچاس ہزار سال پہلے ہی سب (مخلوق کے بارے میں سب) کچھ لکھوا دِیا تھا﴾سُنن الترمذی/حدیث2309/کتاب القدر/باب 18، صحیح ابن حبان/حدیث6138/کتاب التاریخ/باب 2،إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا۔

اُن گواہیوں سے پہلے، اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کے یہ فرامین مُبارک پڑھتے چلیے، اور اِنہیں دِل و دِماغ میں بٹھا لیجیے ﴿إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَن يَضِلُّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ::: بے شک (اے محمد) آپ کا رب سب سے زیادہ عِلم رکھتا ہے کہ کون اللہ کی راہ سے گمراہ ہے (اور گمراہ ہو گا)، اور کون ہدایت پایا ہوا ہے﴾سُورت الانعام (6)/آیت 117،

﴿أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ::: کیا اللہ وہ کچھ نہیں جانتا جو کچھ دُنیا والوں کے دِلوں میں ہوتا ہے﴾سُورت العنکبوت (29)/آیت 10،

اور اِس پر اِیمان رکھیے کہ اللہ جلّ وعُلانے جِن کے ہدایت یافتہ ہونے کی گواہیاں دِی ہیں، وہ یقینی طور پر جانتا تھا کہ وہ لوگ اُسی حال میں مریں گے، اور اُسی حال میں اُس کے سامنے حاضر ہوں گے،

پس خُوب اچھی طرح سے سمجھ لیجیے کہ، بعد میں آنے والوں کی ہفوات کا کوئی اعتبار نہیں،

جو کوئی بھی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں کِسی ایک کے بارے میں بھی کوئی ایسی بات کہتا یا لکھتا ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے کِسی فرمان کے خِلاف ہو، اُس شخص کا کہا اور لکھا سب ہی مَردُود ہے، خواہ اُس کے لیے وہ کوئی بھی عُذر پیش کرتا رہے، دُنیاوی زندگی میں تو اُس کا کوئی بھی عُذر اُسے اللہ تعالیٰ کے فرامین کی تکذیب کے گناہ سے مُبراء نہیں کر سکتا، آخرت کا معاملہ اللہ کے سُپرد ہے، ایسے شخص کے ساتھ جو چاہے گا کرے گا،

اب پڑھتے ہیں، اللہ العلیم کی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اِیمان و کردار کے بارے میں تعریف، اور گواہیاں،

﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ::: محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو اُس کے ساتھ ہیں (اُن کی صِفات میں سے ہے کہ وہ) کافروں پر شدید ہیں، اور ایک دُوسرے پر رحم

کرتے ہیں، آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ اللہ کا فضل اور اللہ کی رضا پانے کے لیے (اللہ کے سامنے) رُکُوع اور سجدے کرتے ہیں، اُن کے چہروں پر سجدوں (کی کثرت سے ہونے والا نشان) اُن کی پہچان ہے، اُن کی یہی نشانی تورات میں (بھی بتائی گئی) ہے، اور انجیل میں اُن کی مِثال یہ دِی گئی ہے جیسا کہ کھیتی کی کوئی بوٹی اپنا سِرا نکالتی ہے، پھر اُسے مضبوط کیا، اور پھر بڑی (اور موٹی) ہو گئی، پھر اپنے تنے پر قائم ہو گئی، اور کسان کو خوش کرتی ہے، تا کہ اللہ (اِیمان والوں کی کھیتی کے پھلنے پھولنے سے) کافروں کو جلائے، اللہ کا وعدہ ہے کہ اِن میں سے جو اِیمان لائے، اور نیک عمل کیے تو اُن کے لیے بخشش ہے اور بہت عالی شان اجر ہے ﴾ سُورت الفتح (48)/آیت 29،

ایک دُوسرے پر رحم کرنے والے، اور اللہ کی رضا پانے کے لیے اُس کے سامنے رکوع و سجود کرنے والے، کِن مؤمنین کی اللہ نے تعریف فرمائی،،،، کیا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین تھے؟؟؟ یا بعد میں آنے والے وہ لوگ جو اپنی ناقص اور چکرائی ہوئی عقل کے مُطابق، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو تو اپنے اِرد گرد پائے جانے والے عام مُسلمان سمجھنے لگے، اور اپنے آپ کو ایسا برتر و اعلیٰ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں جاہلیت و عصبیت بھی دِکھائی دینے لگی،

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ::: وہ مہاجر اور انصار میں سے وہ لوگ جنہوں نے (اِسلام کی دعوت کے) بالکل آغاز آغاز میں ہی اِسلام قُبول کر لیا، اور (پھر) وہ جو، نیک نیتی اور نیکی کے ساتھ اِن (مہاجر و انصار صحابہ) کی پیروی کرتے ہیں، اللہ اُن سب سے راضی وہ گیا، اور وہ سب اللہ سے راضی ہو گئے، اور اللہ نے اِن کے لیے کرنے میں سے جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو بعد میں راستبازی کے ساتھ پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے اِن لوگوں کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں، جِن کے نیچے سے دریا بہتے ہیں، یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ اُن باغات میں رہیں گے، یہ بہت ہی بڑی عالی شان کامیابی ہے ﴾ سُورت التوبہ (9)/آیت 100،

﴿هُوَ ٱلَّذِيٓ أَيَّدَكَ بِنَصۡرِهِۦ وَبِٱلۡمُؤۡمِنِينَ O وَأَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوبِهِمۡۚ لَوۡ أَنفَقۡتَ مَا فِي ٱلۡأَرۡضِ جَمِيعٗا مَّآ أَلَّفۡتَ بَيۡنَ قُلُوبِهِمۡ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ أَلَّفَ بَيۡنَهُمۡۚ إِنَّهُۥ عَزِيزٌ حَكِيمٞ::: (اے محمد) وہ (اللہ) ہی ہے جِس نے اپنی مدد سے، اور اِیمان والوں (کے ساتھ) سے آپ کو تقویت پہنچائی O اور اُن اِیمان والوں کے دِلوں میں ایک دُوسرے کے لیے اُلفت پیدا کی، اگر آپ زمین میں موجود سب ہی کچھ خرچ کر دیتے تو بھی اُن کے دِلوں میں (ایک دُوسرے کے لیے ایسی) اُلفت پیدا نہ کر سکتے تھے، لیکن اللہ نے اُن کے دِلوں میں یہ اُلفت پیدا کر دی، بے شک اللہ بہت زبردست اور حِکمت والا ہے ﴾ سُورت الانفال (8)/آیات 62،63،

مہاجرین اور انصار دونوں کی تعریف فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ::: اور وہ لوگ جو اِیمان لائے، اور جِنہوں نے (اپنا سب کچھ چھوڑ کر) ہجرت کی، اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، اور وہ لوگ جِنہوں نے

(اِن مہاجرین کو) پناہ دِی،اوراِن کی مدد کی، یہ (سب) ہی لوگ یقینی اور حقیقی اِیمان والے ہیں،اِن کے لیے (اللہ کی) بخشش ہے،اور عِزت والارزق ہے ﴾سُورت الانفال (8)/آیت 74،

﴿لَكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ Oأَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ::: لیکن رسول،اور جواُن کے ساتھ اِیمان لائے اوراپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جِہاد کیا، اور یہی ہیں جِن کے لیے خیر ہی خیر ہے،اور یہی ہی لوگ کامیابی والے ہیں O اللہ نے اِن لوگوں کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں، جن کے نیچے سے دریا بہتے ہیں، یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ اُن باغات میں رہیں گے، یہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے ﴾سُورت التوبہ (9)/آیات 88،89،

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ::: بے شک جو لوگ رسول اللہ کے سامنے اپنی آوازیں بُلند نہیں کرتے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دِلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے،اِن لوگوں کے لیے بڑی بخشش ہے اور عظیم ثواب ہے))) سُورت الحُجرات (49)/آیت 3، [1]

مہاجرین میں سے غریب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے لیے خصوصی طور پر اِرشاد فرمایا ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ::: (وہ مال جو اللہ نے دِلوایا ہے) اُن غریب مہاجرین کے لیے ہیں جنہیں (حق قُبول کرنے کی پاداش میں) اُن کے گھروں اور اُن کے اموال سے نکال دِیا گیا (اور وہ غریب ہو گئے ، لیکن پھر بھی) وہ لوگ اللہ سے اُس کا فضل اور اُس کی رضا چاہتے ہیں ، اور اللہ اور اُس کے رسول کی مدد کرتے ہیں ، یہ ہی لوگ سچے (اِیمان والے) ہیں﴾سُورت الحَشر (59)/آیت 8،

اِس سے اگلی آیت شریفہ میں انصار کی تعریف میں خصوصی طور پر اِرشاد فرمایا ﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ::: اور (وہ مال جو اللہ نے دِلوایا ہے) اُن لوگوں کے لیے بھی ہے جو (مہاجرین سے) پہلے ہی (یہاں مدینہ المنورہ میں) گھر اور اِیمان لیے موجود تھے، جواِن کی طرف ہجرت کر کے آتا ہے اُس سے محبت کرتے ہیں،اور جو کچھ اُن مہاجرین کو دِیا جاتا ہے اُس کے بارے میں اپنے دِل میں کوئی خلش نہیں پاتے، اور مہاجرین کو اپنے آپ سے زیادہ اہمیت دیتے

[1] الحمد للہ، تقویٰ کے بارے میں ایک مُفصل مضمون الگ سے نشر کیا جا چکا ہے، جو درج ذیل ربط پر میسر ہے : تقویٰ، تعریف، مفہوم، اور ذرائع حصُول ::: http://bit.ly/1EbqpSS ۔

 محدث لائبریری/// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام/// http://kitabosunnat.com

ہیں، خواہ (یہ انصار) خود تنگی، غربت اور محتاجی کی حالت میں ہوں، اور جو کوئی اُس کے نفس کی کنجوسی اور لالچ سے بچالیا گیا تو وہی لوگ خیر (اور کامیابی) پانے والے ہیں﴾ سُورت الحَشر (59)/آیت 9، [2]

﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ ::: وہ لوگ جو نبی کے ساتھ اِیمان لائے ، قیامت والے دِن اُن (کے اِیمان) کی روشنی اُن لوگوں کے (آگے اُن کے) دونوں ہاتھوں کے درمیان، اور اُن کے دائیں طرف چل رہی ہو گی﴾ سُورت التحریم (66)/آیت 8،

اِن آیات شریفہ کے عِلاوہ اور بھی بہت سی آیات مُبارکہ اور احادیث شریفہ ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے حقیقی سچے اِیمان والے ہونے کی گواہی ہیں،

پس، مجھے اِس میں کوئی ادنیٰ سا بھی شک نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں تاریخ میں ایسی کوئی بھی روایت جو اللہ تعالیٰ کے کسی فرمان کی مُطابقت نہ رکھتی ہو، وہ روایت مَردُود ہے، خواہ اُس کا راوی کوئی بھی رہا ہو، اور اُس کو نشر کرنے والا، اُس کو پھر سے نقل کرنے والا، اُس کو بیان کرنے والا کوئی بھی رہا ہو،

ہم اِس بحث میں نہیں پڑتے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی شخصیات میں، اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرامین کی مخالف صِفات دِکھانے والوں میں سے کِس نے وہ روایات کِس نیت سے ذِکر کیں، کیونکہ ہمارے اندر، بالخصوص پاک و ہند کے مُسلمانوں کے اندر شخصیت پرستی، آباء پرستی، گروہ پرستی، جماعت پرستی، اپنے علاقے، اپنے قبیلے، اپنے خاندان کی نسبت وغیرہ قِسم کی صِفات ہڈیوں کے اندر تک سرایت شُدہ ہیں، سِوائے چند لوگوں کے جو اللہ اور اُس کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق، اور اُن کی مقرر کردہ حُدود میں رہتے ہوئے کِسی سے نِسبت مقرر کرتے ہیں، اور کِسی کی اِتباع کرتے ہیں،

لہٰذا، اگر ہم کِسی شخص کے کہے ہوئے کو اُس کی شخصیت کی نِسبت سے زیر کلام لاتے ہیں تو، ہمیں اُس کے کہے ہوئی کی غلطی سُجھائی نہیں دیتی، بلکہ ہمارا ہدف اُس شخص کو ہی دُرُست ثابت کرنا ہی ہو جاتا ہے، خواہ اُس کے لیے ہم قران و صحیح حدیث کی نصوص کی غلط تاویلات ہی کرتے رہیں، اور ایسے لوگوں پر طعن و تشنیع ہی کرتے رہیں جن کے تقویٰ، اعتدال و انصاف پر صدیوں کی گواہیاں ہوں،

افسوس، صد ہا افسوس، کہ مُسلمانوں کی صفوں میں ایسے بھی ہیں جو اِن سابقون الاولون میں سے کِسی کو تو مُسلمانوں میں پھر سے جاھلیت داخل ہو جانے کا سبب کہتے ہیں، اور کِسی کو قبائلی اور خاندانی تعصب کی وجہ سے کِسی دُوسرے کی خِلافت پر راضی نہ ہونے والا، اور، اور، اور،،،،،،،

وہ لوگ یہ بھی نہیں جان پاتے کہ، وہ اِس قِسم کی باتیں کہہ کر، لکھ کر، اللہ تبارک و تعالیٰ کے کئی فرامین مُبارکہ کے اِنکار کا مُرتکب ہوتے ہیں،

---

[2] الحمد للہ، شُح کے بارے میں بھی ایک مضمون الگ سے نشر کیا جا چکا ہے، جو درج ذیل ربط پر میسر ہے :

شُح، یعنی خیر کے کاموں کے لیے کنجوسی اور برائی والا لالچ ہلاکت کا سبب ہے ::: http://bit.ly/1lxbFhO ۔

معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ، کیا اللہ جلّ جلالہُ کو یہ عِلم نہ تھا کہ جنہیں وہ اپنی رضامندی کی سندیں عطاء فرمارہا ہے، وہ لوگ مُستقبل قریب میں پھر قبل از اِسلام والی جاھلیت والے عمل کرنے لگیں گے ؟؟؟

سوچیے، قارئین کرام، کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں اِس قِسم کی صِفات کو ماننا اللہ پاک کے کلام کی تکذیب نہیں تو اور کیا ہے ؟؟؟

اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کے عِلم میں نقص کا اِلزام نہیں تو اور کیا ہے ؟؟؟

اب اگر کوئی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں ایسی باتیں کہے، لکھے جو اللہ عزّ و جلّ کے فرامین کے خِلاف ہو، اور کہے کہ میں نے تو صِرف تاریخی روایات کا ذِکر کیا ہے، تو ایسا کہنا اُس کا اللہ کے مذکورہ بالا فرامین کی مخالفت پر مبنی تاریخی خرافات کو نشر کرنے کا عُذر نہیں بن سکتا،

جی اگر وہ کوئی ایسا جاھل ہو جِسے اللہ تعالیٰ کے اِن فرامین کا عِلم نہ ہو تو، اُس کی جہالت اِسی صُورت میں عُذر مانی جاسکتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے فرامین جاننے کے بعد وہ اپنی کہی، لکھی ہوئی خِلاف قران روایات کی تاویلات کرنے کے بجائے، اور ٹوٹے پھوٹے عُذر پیش کرنے کی بجائے، صراحتاً اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور اُس غلطی کا ہر ممکن ازالہ کرنے کی کوشش کرے،

اللہ عزّ و جلّ پر اِیمان رکھنے والے تو اپنے رب اللہ جلّ جلالہُ کے کلام پاک کے ہر ایک حرف پر کِسی شک و شبہے کے بغیر اِیمان رکھتے ہیں، اور اُس کے خِلاف کِسی بات کو قُبول نہیں کرتے،

بلکہ اپنی ہی آنکھوں سے دیکھے ہوئے، اور اپنے ہی کانوں سے سُنے ہوئے کو بھی اگر اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کے کِسی فرمان کے مخالف پائیں تو اپنے دیکھے اور سُنے کو دھوکہ مانتے ہیں اور اللہ کے کلام کو حق،

اپنی غلطیوں کی تاویلات، اور اِدھر اُدھر کے عُذر پیش کرنے کی بجائے، اِصلاح کرتے ہیں، اور اپنے کیے ہوئے کے منفی اثرات سے اپنے اور دُوسروں کے بچاؤ کی کوشش کرتے ہیں،

کچھ لوگ اپنی، یا اپنی کسی پسندیدہ شخصیت کے طرف سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے خِلاف کہی یا لکھی ہوئی باتوں کو دُرُست دِکھانے کے لیے، اُس شخصیت کو ہی دُرُست سمجھانے کے لیے کہتے ہیں کہ، صحابہ میں اِجتہادی اختلاف بھی تو، جِس میں کوئی ٹھیک تھا تو کوئی غلط، تو پھر دیگر معاملات میں بھی تو ایسا ہو سکتا ہے،

تو ایسے لوگوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ، اپنی شخصیت زدہ، جماعت و گروہ کے کنویں میں بند عقل و فہم سے باہر تشریف لایے اور یہ جان لیجیے کہ فقہی مسائل میں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی اپنے اپنے عِلم کے مُطابق بات کی ہے، اور ایک دُوسرے کی بات مختلف ہونے کے باوجود کِسی نے بھی اپنے دُوسرے مُسلمان بھائی کے حق میں کوئی تقصیر نہیں کی،

محدث لائبریری /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام /// http://kitabosunnat.com

وہ اختلاف دُنیا کے کسی لالچ کی بِناء پر نہیں تھے، شخصیات ، جماعتوں ، گروہوں وغیرہ کی نُصرت کے لیے نہیں تھے،

اِسی لیے نہ تو کوئی فقہ ابو بکریہ بنی، نہ کوئی فقہ عُمریہ، نہ کوئی فقہ عُثمانیہ، نہ کوئی فقہ علویہ، اور نہ کسی اور صحابی رضی اللہ عنہُ کے نام پر کوئی مذھب دریافت ہوا،

بالکل اِسی طرح دُنیاوی معاملات میں رائے کا اِختلاف ہوا، لیکن یہ ماننا کہ دُنیاوی کاموں میں ایک دُوسرے سے جیتنے کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے دُوسرے عام دُنیا داروں والا رویہ اپنایا سراسر خِلاف قُران ہے، اور اللہ کے کلام کی تکذیب ہے جو کہ کُفریہ کاموں میں شامل ہوتی ہے،

پس ہر وہ شخص جو خود کو مُسلمان کہتا اور سمجھتا ہے ، اُس کی عافیت اِسی میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں کوئی بھی ایسی بات کہنے ، لکھنے اور نشر کرنے سے باز رہے جو اللہ عزّ و جلّ کے کلام پاک میں سے کِسی ایک بھی حرف کے خِلاف ہو،

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اللہ کے ہاں مُقام اور رُتبے کا یہ مختصر سا بیان پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اِس بات کا اچھی طرح سے اندازہ ہو جائے کہ اللہ کے رسولوں اور نبیوں کے بعد، سب سے زیادہ پاکیزہ ہستیاں یہی تھے، اور اِن سے اللہ عزّ و جلّ کے نبیوں اور رسولوں کے بعد ہمارے لیے اِن سے اچھا آئیڈیل کوئی اور نہیں ہو سکتا،

اللہ تعالیٰ ہمیں ، یہ ہمت عطاء فرمائے کہ ہم اللہ کی رضامندی پانے والے ، اللہ کے اِن سچے اور حقیقی اولیاء کو اپنا آئیڈیل بنالیں، اور اپنے قول اور اپنے فعل سے اِن کے اُس مُقام کی حفاظت کریں جو اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ نے اِنہیں عطاء فرمایا،

آیئے آپکو اللہ کے سچے ولیوں ، جنّت کے وارثوں میں سے کچھ ایسی شخصیات کا تعارف کرواؤں ، جِن کا عام طور پر مُسلمانوں کی بہت بڑی اَکثریت نام تک نہیں جانتی ، اور وہ لوگ سچے ولی ہیں ، خود ساختہ قُرآن و سُنّت کی مخالفت کرنے والے نام نہاد ولی نہیں، اللہ کرے کہ آپ اِن سچے ولیوں کو اپنا آئیڈیل بنالیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

طلب گارِ دُعاء،

عادِل سہیل ظفر۔

محدث لائبریری /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام /// http://kitabosunnat.com

❁ أبو مِحجن عَمرو بن حبیب الثقفی، رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ ❁

اللہ سبحانہُ و تعالیٰ نے جب ابلیس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے آسمان سے زمین پر جانے کا حکم دِیا، تو اُس نے اللہ تعالیٰ سے کچھ درخواستیں کیں، اور اللہ تعالیٰ اور ابلیس کے درمیان گفتگو ہوئی یہ واقعہ اللہ تعالیٰ نے قران میں مختلف مقامات پر ذِکر فرمایا،

اُن میں سے ایک مقام سُورت ص ہے، جہاں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ابلیس نے اللہ سے کہا ﴿ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ O إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ O قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ O لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ::: ابلیس نے کہا اے اللہ تیری عِزت کی قسم میں سب کے سب اِنسانوں کو ضرور اَغوا کروں گا O سوائے تیرے مخلص بندوں کے O اللہ نے کہا اور حق یہ ہے اور میں حق کہتا ہوں O میں ضرور تُم سے اور جو کوئی تُمہاری پیروی کرے گا اُن سے جہنم کو بھروں گا ﴾ سُورت ص (38)/آیات 82 تا 85،

ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے قیامت تک کی مہلت مانگی کہ وہ اِنسانوں کو اللہ کے راستے سے اَغوا کر کے اپنے راستے پر چلائے گا، اور یہ اَغوا رُوحانی جسمانی، ذہنی ہر طرح سے ہوتا رہا، اور ہو رہا ہے، اور ہوتا رہے گا،

اللہ عزّ و جلّ کے راستے سے ہٹانے کے لیے ابلیس ہر ایک اِنسان پر فرداً فرداً وار کرتا ہوا طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے طرح طرح کے فلسفوں کا شِکار کرتا ہے اور اِن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کِسی مُسلمان کو نیکی کا کوئی کام کرنے سے روکتا ہے یہ وسوسہ سے کر کہ تُم تو فُلاں فُلاں گناہ یا غلطی کرتے ہو، ایسے کام کرتے ہوئے بھلا کِس منہ سے نیکی کا کام کرو گے، مثال کے طور پر کتنے ایسے مُسلمان ہیں جِنہیں اللہ کا یہ دُشمن یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ تُم تو جھوٹ بولتے ہو اور مجبور ہو کہ تمہیں جھوٹ بولنا پڑتا ہے اب جھوٹے کی نماز کیا قُبول ہو گی؟ لہذا جب تک جھوٹ سے جان نہیں چھوٹتی نماز پڑھنے کا کیا فائدہ؟

اِسی قِسم کے کتنے وسوسے اِس بد بخت کی طرف سے مُسلمانوں کو نیکیوں سے روکتے ہیں، لیکن جیسا کہ اِس بد بخت نے اللہ پاک سے کہا کہ میرا وار تمہارے مخلص بندوں پر نہیں چلے گا تو جو مُسلمان واقعتاً دِل میں اللہ کے لیے اِخلاص رکھتا ہے اُس پر اِبلیس کا داؤ نہیں چلتا، اور اگر کبھی چل بھی جائے تو وہ فوراً اپنے رب کی رجوع کرتے ہیں اور اپنی غلطی پر نادم ہوتے ہوئے توبہ کرتے ہیں،

آیے ایک ایسے ہی سچے اِیمان والے کا واقعہ پڑھتے ہیں جس سے غلطی سرزد ہوتی تھی لیکن اللہ کی مُحبت اُسے چین نہ لینے دیتی تھی اور اللہ کی جنّت کی مُحبت اُسے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پھرنے پر مجبور کرتی رہتی تھی،

یہ اللہ کے سچے ولیوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صحابی تھے، اِن کا نام ابو محجن عَمرو بن حبیب الثقفی رضی اللہ عنہُ ہے،

اِسلام قُبول کرنے کے بعد جہالت کی ہر عادت ترک کر دی لیکن کبھی کبھی شراب پینے سے جان نہ چھڑا سکے،

 محدث لائبریری///کتاب و سُنّت ڈاٹ کام/// http://kitabosunnat.com

اِس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اوراُس کے دِین سے مُحبت کا یہ عالم تھا کہ ہر میدانِ جہاد میں پہلی صف میں مُوجود ہوتے، اور اللہ عزّ و جلّ سے شہادت کی دُعاء ہر وقت زُبان پر رہتی،

جہادِ قادسیہ جو مُسلمانوں پر بھاری ترین جنگوں میں سے ایک تھا، اِس معرکے میں امیرءِ جہاد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے رشتے میں ماموں، اور اِسلام کی راہ میں سب سے پہلا تیر چلانے والے، اور اللہ کی راہ میں جاںنثاری کا اور مُحبت رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا اِس طرح ثبوت دینے والے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا ﴿میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں﴾، فاتحِ ایران، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہُ تھے،

معرکے والے دِن کے اِن ابو مِحجن رضی اللہ عنہُ کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہُ کے پاس لایا گیا، کہ اِنہوں نے شراب پی ہے، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہُ نے پوچھا تو سچائی سے اعتراف کر لیا،

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہُ نے کہا کہ فی الحال اِنہیں باندھ کر ایک خیمے میں بند کر دِیا جائے معرکہ جہاد کے بعد اِس معاملے کو دیکھا جائے گا، پھر سعد نے خود ہی ابو مِحجن کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اُنہیں ایک خیمے میں بند کر دِیا، اتنی دِیر میں دونوں طرف کی فوجیں آمنے سامنے آچکی تھیں، سعد رضی اللہ عنہُ خود کافی زخمی تھے، سب ساتھیوں نے اُنہیں میدانِ جہاد میں اُترنے سے روکے رکھا، تو وہ ایک اونچی جگہ پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور میدانِ جہاد کو دیکھ دیکھ کر اپنے مجاہد بھائیوں کی راہنمائی کرنے لگے،

اُدھر ابو مِحجن رضی اللہ عنہُ خیمے میں قید تڑپ رہے تھے کہ کِس طرح میدانِ جہاد میں پہنچیں، یہ سوچ کر آرام سے پڑے نہیں رہے کہ میں تو شراب پی تھی ایسے گناہ کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں کیسے جہاد کے لیے جاؤں؟

بلکہ نیکی سے روک دیے جانے پر اِنتہائی غم زدہ تھے اور جہاد سے دُور ہونے کی حسرت میں اِنتہائی غم ناک شعر کہے اور بہت اونچی آواز میں سعد رضی اللہ عنہ کو پکارنے لگے، اُن کی پُکار سُن کر خواتین کے خیموں میں سے کوئی خاتون وہاں آئیں اور پوچھا کہ کون ہو اور کیا چاہیے؟

ابو مِحجن رضی اللہ عنہُ نے بتایا """میں فُلاں ہوں اور تُم سے درخواست کرتا ہوں کہ سعد کی بیوی تک میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ میرے ہاتھ پاؤں کھول دے تا کہ میں جو چیز اللہ کے لیے لے کر آیا ہوں (یعنی اپنی جان) اُسے اللہ کے حضور پیش کر سکوں """،

ابو مِحجن رضی اللہ عنہُ کا یہ پیغام سُن کر سعد رضی اللہ عنہُ کی بیوی نے جواب بھجوایا """میں اپنے خاوند اور امیر الجہاد کی نافرمانی نہیں کروں گی """،

جواب میں ابو مِحجن نے پھر یہ پیغام بھیجا کہ """میں نے جو گناہ کیا ہے اُس کی سزا یہ نہیں جو مجھے دی جا رہی ہے، اللہ کی راہ میں جانے میں میری مدد کرو اگر اللہ نے مجھے شہادت عطاء فرمادی تو سعد رضی اللہ عنہُ تُم پر ناراض نہیں ہو گا اور اگر میں زندہ رہا تو میں تُم سے وعدہ کرتا ہوں کہ سعد کے یہاں آنے سے پہلے ہی میں واپس آکر اپنے آپ کو اِن بند شوں میں باندھ لوں گا """،

سعد رضی اللہ عنہُ کی بیوی نے پھر بھی بات نہ مانی اور خود ابو مِحجن رضی اللہ عنہُ کے خیمے کے پاس پہنچ گئیں اُسوقت

ابو محجن رضی اللہ عنہُ بڑی حسرت سے پھر شوقِ جہاد میں شعر کہہ رہے تھے یہاں تک اللہ کی مُحبت میں رو پڑے،
سعد رضی اللہ عنہُ کی بیوی نے جو خیمے کے پاس آچکی تھیں اُنکی یہ حالت دیکھ کر اُن کی بندشیں کھولوا دِیں، آزاد ہوتے ہی ابو محجن نے سعد رضی اللہ عنہُ کی بیوی سے کہا """ بہن اب مجھے سعد کے گھوڑے بلقاء تک پہنچادو اور کچھ ہتھیار بھی دے دو """،
یہ دونوں چیزیں پانے کے بعد ابو محجن رضی اللہ عنہُ فوراً میدانِ جہاد میں جا پہنچے،
وہاں حال یہ تھا کہ ایرانی اپنی تمام تر قوت کے ساتھ مُسلمانوں پر حملہ آور ہو رہے تھے اور میدان مُسلمانوں کے ہاتھوں سے نکلتا نظر آرہا تھا، سعد رضی اللہ عنہُ خود میدان میں جانے کے لیے بہت بے چین تھے، مجاھدین بھی کافی مشکل سے معرکہ سنبھالنے کی کوشش میں تھے، اچانک ایک طرف ایک گھڑ سوار نکلا جس کا سر منہ چُھپا ہوا تھا اور وہ آسمانی بجلی کی طرح دشمنوں کی صفوں پر ٹوٹ رہا تھا اور آگ کی لپیٹ کی طرح سب کچھ جلاتا ہوا نکل جاتا تھا اور پھر اُسی طرح پلٹتا، تھوڑی ہی دیر میں میدان کا پانسہ پلٹنے لگا، میدان میں مجاھدین ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ شاید یہ کوئی فرشتہ ہے جو اللہ نے مدد کے طور پر بھیجا ہے، اور سعد رضی اللہ عنہُ دُور مچان سے دیکھتے ہوئے یہ سوچ رہے تھے کہ یہ گھوڑے کی پلٹ جھپٹ تو بلقاء جیسی ہے اور سوار کی قوت پھرتی درستگی اور کامیاب وار کا انداز ابو محجن جیسا ہے لیکن اُسے تو میں باندھ کر آیا تھا،
دیکھتے ہی دیکھتے میدانِ جہاد کا پانسہ پلٹ گیا اور """ اللہ """ نے اپنے نام لیواوں کو """ خُدا """ کے پجاریوں پر فتح دی اور وہ اپنے """ یزادں """ کو پکارتے ہوئے """ درگاہِ یزادنی """ کی طرف واپس بھاگے، اور مُسلمان اپنے سچے اکیلے حقیقی معبود """ اللہ تقدس اِسماوہُ """ کی تکبریں بلند کرتے ہوئے اپنے امیر کے حکم کے مطابق اپنی لشکر گاہ میں پلٹ آئے،
معرکہ جِہاد کے رُکنے کے بعد جب امیرِ جِہاد سعد رضی اللہ عنہُ مجاھدین سے ملے تو ایک دُوسرے سے پوچھی جانے والی پہلی بات یہ ہی تھی """ وہ گھڑ سوار کون تھا؟ """،
لیکن کوئی بھی جواب نہ جانتا تھا،
سعد رضی اللہ عنہُ اپنے مجاھد بھائیوں کی خیریت دریافت کرنے سے اور اُن سے بات چیت سے فارغ ہو کر خیموں کی طرف واپس آئے اور اپنے گھوڑے بلقاء کو دیکھا تو وہ پسینے سے شرابور ہو رہا تھا،
سعد رضی اللہ عنہُ کی بیوی اُن کے پاس پہنچی اور پوچھا کہ """ جہاد کی کیا خبر ہے؟ """،
سعد رضی اللہ عنہُ نے کہا """ آج معاملہ ہمارے ہاتھ سے نکلنے والا ہی ہوا چاہ رہا تھا کہ اللہ نے مدد کی اور ایک گھڑ سوار آیا اور اللہ نے میدان ہمارے ہاتھ میں دے دِیا """،
بیوی نے پوچھا """ کون تھا وہ گھڑ سوار جسے اللہ نے فتح کا سبب بنایا؟ """،
سعد رضی اللہ عنہُ نے کہا """ اگر میں ابو محجن کو باندھ کر نہ گیا ہوتا تو وہ یقیناً ابو محجن ہی ہوتا """،
سعد رضی اللہ عنہُ کی بیوی نے کہا """ جی ہاں وہ ابو محجن ہی تھا """ اور سارا واقعہ سنایا،

 محدث لائبریری /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام /// http://kitabosunnat.com

سعد رضی اللہ عنہُ اپنی بیوی کی بات سُن کر ابو محجن رضی اللہ عنہُ کے پاس گئے ، ابو محجن اپنے وعدے کے مُطابق خیمے میں واپس آکر اپنے آپ کو بندھوا چکے تھے ، جب سعد رضی اللہ عنہُ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ابو محجن رضی اللہ عنہُ کے ہاتھ پاؤں ویسے ہی بندھے ہوئے ہیں لیکن اُن کے کپڑے اور جسم خون سے تر ہیں ،

سعد رضی اللہ عنہُ نے اپنے ہاتھوں سے ابو محجن رضی اللہ عنہُ کی بندشیں کھولیں ، اور کہا """ اللہ کی قسم میں کِسی ایسے شخص کو (کوڑے) نہیں ماروں گا جِس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے مُسلمانوں کو فتح دی ہے """ ،

اور سعد رضی اللہ عنہُ کی اِس بات نے ابو محجن رضی اللہ عنہُ پر سوچ و فہم کی ایک نئی اور بہت ہی دُرست راہ کھول دی ، جو اُنہیں سچی پکی توبہ تک لے گئی ،

اِسی لیے ابو محجن رضی اللہ عنہُ نے کہا """ اللہ کی قسم میں شراب پینے کی سزا پانے کے بعد پھر اِس لیے پی لیتا تھا کہ حد جاری ہونے کی وجہ سے میں گناہ سے پاک ہو جاتا تھا ، اور اب اگر آپ مجھے بغیر سزا دیے چھوڑ رہے ہیں تو اللہ کی قسم اب کبھی دوبارہ نہیں پیوں گ (کیونکہ میرا گناہ آخرت میں میرے ساتھ جائے گا اور یہ میں ہر گز نہیں چاہتا) """ ،

اِس واقعہ کے بعد عَمرو بن حبیب ابو محجن رضی اللہ عنہُ نے اپنا یہ وعدہ پورا بھی کِیا اور پھر زندگی بھر کبھی شراب نہ پی ، بلکہ شوقِ شہادت وجنّت میں اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اپنی اپنی زندگی بسر کی ۔

اللہ کرے کہ ہم اپنے آئیڈیل اللہ کے اِن سچے اور حقیقی ولیوں کو بنالیں ، اور اللہ تعالیٰ ہم پر اُس طرح راضی ہو جائے جِس طرح اُن پر ہوا ۔

❁❁❁ اُبو یحییٰ ، صُھیب الرُّومی ، ابن سنان النَّمری رضی اللہ عنہُ و اُرضاہُ ❁❁❁

اللہ سبحانہُ و تعالیٰ جب اپنے کِسی بندے پر رحمت کرتا ہے تو اپنے دِین کی سمجھ عطاء فرماتا ہے ، اِیمان کی روشنی اور اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مُحبت سے اُس بندے کی زندگی اُس کا ظاہر و باطن پُر نُور اور مُعطر کر دیتا ہے ، پھر اُس بندے کو ہر لحمہ ہر لحظہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی لگن رہتی ہے ، ملنے کی لگن ، تابع فرمانی کی لگن ، اگر کوئی غلطی ، کوتاہی ، گُناہ کرلے تو چین نہیں آتا ،

اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے کِسی بھی حکم کی کوئی نافرمانی کرلے تو اُسکے دِل و دِماغ دُکھ ، جلن اور ندامت سے بھر جاتے ہیں ،

کہیں نافرمانی ہوتی نظر آئے تو ندامت کی جگہ غُصہ شامل ہو جاتا ہے اگر اللہ عزّ و جلّ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے دُوری والا کوئی معاملہ پیش آجائے تو اپنا سب کچھ لُٹا کر اُس دُوری کو ختم کرنے کی ہر مُمکن کوشش کرتا ہے ، یہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے مُحبّ کی نشانیوں میں ہے ، یہ اللہ کے ولیوں کی نشانیوں میں سے ہے ، اور جب بندے کی یہ کیفیت ہوتی ہے تو وہ ولایت کے رُتبے پر فائز ہو جاتا ہے ، سچا اور حقیقی """ ولی

اللہ """ بن جاتا ہے ،
ایسے ہی سچے اور حقیقی """ اَولیاءِ اللہ """ میں سے ایک ابو یحی صُہیب بن سنان النَّمری رضی اللہ عنہ ُ بھی تھے ،
جِن کی مُحبت الہی کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر فرمائی ﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَؤُوفٌ بِالْعِبَادِ ::: اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کی خوشی حاصل کرنے کے لیے اپنا آپ (بھی) بیچ دیتے ہیں اور اللہ اپنے (ایسے) بندوں پر بہت زیادہ شفقت کرنے والا ہے ﴾ سورت البقرہ (2)/آیت 207 ،
صُہیب رضی اللہ عنہ ُ مکہ میں غلامی کی زندگی بسر کرتے تھے ، بچپن میں رومیوں نے اُن کو اَغوا کر کے کوفہ کے بازار میں بیچ دِیا تھا اِسی لیے اُنہیں صُہیب الرومی بھی کہا جاتا ہے ، اور ایک روایت میں خُود صُہیب رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ عربوں نے ہی اُنہیں اغوا کر کے کوفہ میں فروخت کیا اور اُن عربوں سے ہی صُہیب رضی اللہ عنہ ُ کو اپنے حسب نسب کا پتہ چلا ، دُرُست یہ ہی ہے کہ یہ اصلاً عرب ہی تھے ، اِن کے والد روم کے قریبی عِلاقے میں آباد تھے وہاں اِن کو رومیوں نے اغوا کیا اور بچپن کا کچھ حصہ اُن رومیوں کے ساتھ گذانے سے یہ رومی زُبان سیکھ گئے ، پھر عربوں میں پہنچے ، اور اُنہوں نے اِنکا حسب نسب جان لیا ، لہذا اُن کا نام اور نسب """ صُہیب بن سِنّان بن مالک بن النَّمر بن ساقط """ لکھا جاتا ہے ، اور کُنیت """ ابا یحی """ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے عطا فرمائی ،
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے مدینہ المنورہ ہجرت فرمانے کا اِرادہ فرمایا تو صُہیب رضی اللہ عنہ ُ بھی اُنکے ساتھ ہجرت کا اِرادہ رکھتے تھے ، ہجرت کے وقت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ُ نے صُہیب رضی اللہ عنہ ُ کو تین دفعہ بلوایا لیکن ہر دفعہ اُنہیں نماز پڑھتے پایا ، لہذا وہ سب اکٹھے نہ نکل سکے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ُ کے مکہ سے نکل جانے کے بعد صُہیب رضی اللہ عنہ ُ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ُ کے گھر پہنچے تو اُنکی بیوی اُم رومان رضی اللہ عنہا کہا """ آپکے دونوں بھائی رُخصت ہو چکے ہیں اور اپنے زادِ سفر میں سے آپ کے لیے کچھ چھوڑ گئے ہیں """ ،
صُہیب رضی اللہ عنہ ُ اپنے گھر پہنچے اور اپنی بیوی اُم عمر سے اپنی تلوار ، کمان ، اور تیر لیے اور مدینہ منورہ کی طرف نکلے ، لیکن قُریشوں نے صُہیب رضی اللہ عنہ ُ کو قید کر لیا ، اور اُن پر نگران مقرر کر دیے ، جب رات ہوئی تو صُہیب رضی اللہ عنہ ُ لیٹنے کی بجائے بار بار بیٹھتے یا کھڑے ہوتے اور یوں ظاہر کیا گویا اُنکے پیٹ میں کوئی گڑبڑ ہے ، قریشی نگرانوں نے کچھ دیر تک تو سختی سے اُنکی نگرانی کی ، آخر کار ایک دوسرے سے یہ کہہ کر سوگئے کہ """ آج اللہ نے اِس کا پیٹ خراب کر تمہارا کام آسان کر دِیا ہے """ ، جب وہ قریشی پہرے دار سوگئے تو صُہیب رضی اللہ عنہ ُ مکہ سے نکل کھڑے ہوئے ،
کچھ دُور پہنچنے تک قریشی اپنے دوسرے ساتھیوں کو لے کر پیچھا کرتے ہوئے صُہیب رضی اللہ عنہ ُ تک آپہنچے ،
صُہیب رضی اللہ عنہ ُ نے جب اُن لوگوں کو دیکھا تو اپنے تیروں کا جائزہ لیا ، اور کہا """ اے قریش والو ، اللہ کی قسم میں تُم سب میں سے زیادہ سچے نشانے والا ہوں اور تُم لوگ بھی یہ جانتے ہیں ، اگر میں اپنے تیروں سے تمہارے چالیس آدمی مار دُوں ، اور پھر تلوار سے لڑوں اِس کے بعد اگر تُم لوگ مجھ پر قابو پا بھی لو تو کیا فائدہ ہو گا ؟ کیا میں تُم لوگوں کو

فائدہ والا کام نہ بتاؤں؟"""،

قریشوں نے کہا""" بتاؤ فائدے والا کام کیا ہے؟"""،

توصُہیب رضی اللہ عنہ ُنے کہا""" میں تُم لوگوں کو اپنے مال کا پتہ بتاتا ہوں وہ لے لو اور میرا راستہ چھوڑ دو"""،

قُریشوں کو پتہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور اُن کے سارے ساتھی سچے ہیں، لہٰذا یہ سودا فائدہ مند ہے، اور یہ سودا منظور کر لیا، توصُہیب رضی اللہ عنہ ُنے کہا""" مکہ میں فُلاں گھر کے دروازے کی دہلیز کے نیچے میرا مال دفن ہے، اور فُلاں جگہ پر اتنا اتنا مال ہے، اور فلاں کے پاس یہ یہ چیز ہے، جا کر یہ مال لے لو اور میرا راستہ چھوڑ دو"""،

پس وہ لوگ واپس چلے گئے، اپنی دِن رات کی شدید محنت اور مُشقت بلکہ حقیقی طور پر خُون پسینے کی کمائی اللہ پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مُحبت میں لُٹا کر صُہیب رضی اللہ عنہ ُمدینہ منورہ پہنچتے ہی کسی بھی تاخیر کے بغیر اپنے محبُوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اُن کو دیکھتے ہی تین دفعہ اِرشاد فرمایا ﴿رَبِحَ البَيعُ يا أبا يَحيَ ::: اے یحیٰ کے والد فروخت فائدہ مند ہو گئی ﴾ اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے اِس عمل کی قبُولیت اور اپنی مُحبت کا اِظہار فرمایا اور سورت البقرہ کی آیت 207 نازل فرمائی جِس کا ابھی اوپر ذِکر کیا گیا ہے،

مُحب اپنے محبُوب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور محبُوب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور اپنے رب کی طرف سے اپنی مُحبت کی قبُولیت کی سند بھی پا گیا، اور پھر تا زندگی اپنی مُحبت کا ثبوت دیتا رہا، کہ ہر ایک سفر میں، ہر ایک بیعت میں، ہر ایک مِیدانِ جہاد میں اپنے محبُوب، خلیل اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھ ہی رہا، اور وہ بھی اِس طرح کہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دائیں ہوتے تو کبھی بائیں، اگر سامنے کی طرف سے دُشمن کا خطرہ ہوتا تو سامنے ہو جاتے اگر پیچھے کی طرف سے خطرہ ہوتا تو پیچھے ہو جاتے، دُشمن سے ٹکراو ہو جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور دُشمن کے درمیان آڑ بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر اپنی جان فِدا کرنے کے لیے پیش کیے رکھتے،

جو کچھ اُنہیں ملتا اللہ پاک کی راہ میں خرچ کر دیتے، ایک دفعہ عُمر رضی اللہ عنہ ُنے اُن سے پوچھا""" آپ جو چیز بھی حاصل کرتے ہیں اُسے خرچ کر دیتے ہیں؟"""، تو فرمایا،

جی ہاں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ وَمَآ أَنفَقتُم مِن شَيءٍ فَهُوِ يُخلِفُهُ وهُوَ خَيرُ الرَّازِقِينَ ::: اور تُم جو کچھ بھی (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہو تو اللہ اُس کا (بہترین) بدلا دے گا اور اللہ سب سے بہتر رِزق دینے والا ہے ﴾

سورت سباء(34)/آیت 39،

میرے محترم بھائیو، اور بہنو، یہ ہے تابع فرمانی اور یہ ہے مُحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، نہ کہ مُحبت کے دعوے اور نعرے لگا لگا کر سُنّت کے خِلاف اپنے مَن گھڑت خود ساختہ طور طریقوں کو اپنے ہی تئیں """عِشقِ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم""" بنائے رکھنا، جس میں سب سے پہلی بے ادبی تو """عِشق""" نامی سفلی جذبے کو اللہ

کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے منسوب کرنا ہے ،
اِس """عِشق""" کے بارے میں کئی مواقع پر تفصیلی بات ہو چکی ہے ، لہذا یہاں اُسے دہرا کر میں آپ صاحبان کو اپنے رواں موضوع سے دُور نہیں لے جانا چاہتا ،
اللہ کے اِس """ حقیقی اور سچے ولی """ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے """ حقیقی اور سچے مُحبّ """ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا ثبوت سورت بقرہ کی آیت 207 میں بھی ہے ، جِسکا ذِکر کیا جا چکا ہے ،
اور حدیث شریف میں بھی کہ ، ایک دفعہ صُہیب ، بِلال اور سلمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے سامنے سے ابو سفیان رضی اللہ عنہُ گذرے ، (اُس وقت تک اُنہوں نے اِسلام قُبول نہیں کیا تھا) تو اِن تینوں نے کہا """ اللہ کے اِس دُشمن کی گردن میں سے اللہ کی تلواروں نے ابھی تک اپنا حصہ نہیں لیا """ ،
ابو بکر رضی اللہ عنہُ نے اُن سے کہا """ تُم تینوں قُریش کے سردار اور بُزرگ کے بارے میں ایسی بات کر رہے ہو """ ،
اور پھر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بتایا ، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہُ سے اِرشاد فرمایا ﴿ يا أَبَا بَكرٍ لَعَلَّكَ أَغضَبتَهُم لَئِن كُنتَ أَغضَبتَهُم لقد أَغضَبتَ رَبَّكَ ﴾ ::: اے ابو بکر تُم نے ایسا کہہ کر کہیں اُن تینوں کو ناراض نہ کر دِیا ہو ، اور اگر تُم نے اُن تینوں کو ناراض کر دِیا تو تُم نے اپنے رب کو ناراض کر دِیا ﴾ صحیح مُسلم /حدیث 2504 /کتاب فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین / باب 42 ،
صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں صُہیب رضی اللہ عنہُ کی عِزت اور مُحبت کی ایک مثال :::
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دُوسرے بلا فصل خلیفہ أمیر المؤمنین عُمر الفاروق رضی اللہ عنہُ پر ایرانی غلام نے حملہ کیا ، اور أمیر المؤمنین عُمر الفاروق رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ کی موت کا وقت قریب ہوا أمیر المؤمنین عُمر الفاروق رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ نے وصیت کی کہ جب تک مجلسِ شُوریٰ کِسی کو خلیفہ مقرر نہیں کر لیتی ، صُہیب رضی اللہ عنہُ اِمامت کروائیں ،
اللہ جلّ جلالہُ اور رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مُحبت میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مکمل تابع فرمانی کرتے ہوئے ، اللہ کے حکم سے ، اللہ کے یہ " حقیقی اور سچے ولی " ستر 70 سال کی عمر میں ، مدینہ منورہ میں ، شوال 38 ہجری میں فوت ہوئے ، اور قبرستان البقیع میں دفن کیے گئے ،
اللہ أرحم الراحمین اُن پر اپنی مزید رحمتیں فرمائے اور اُن کے درجات بُلند فرمائے ، اور ہم سب مُسلمانوں کو توفیق عطاء فرمائے کہ ہم اُن کے اور اُن جیسے دیگر """ حقیقی اور سچے أولیا """ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مکمل تابع فرمانی کرتے ہوئے اُن سے اپنی مُحبت کا ثبوت دیں اور اللہ اُسے قُبول فرمائے ،
:::سر راہ::: مدینہ منورہ کے قبرستانوں میں سے ایک " قبرستانِ بقیع " ہے جِسے عام طور پر غلطی سے " جنّت البقیع " کہا جاتا ہے ،

اور مکہ المکرمہ کے قبرستانوں میں سے ایک کو """جنّت المعلیٰ""" کہا جاتا ہے،
اور اللہ نے آدم علیہ السلام کا واقعہ بتاتے ہوئے اِرشاد فرمایا ﴿وَقُلنَا اھبِطُوا بَعضُکُم لِبَعضٍ عَدُوٌّ وَلَکُم فِی الأَرضِ مُستَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَی حِینٍ::: ہم نے کہا تُم سب (جنّت) میں سے اُتر جاوؑ(اوراب) تُم ایک دوسرے کے دُشمن ہو اور تُم سب کے لیے زمین میں ایک مقرر وقت تک کے لیے رُکنا ہے﴾ سورت البقرہ(2)/آیت 37،
اِسے جنّتِ خُلد سمجھیے یا جنّتِ آدم بہر طور دُنیا میں کہیں کوئی جنّت نہیں، اور اگر عربی زُبان کے مُطابق "جَنّۃٌ" کے عام فہموم کے مُطابق "گھنا باغ" ہی کہا جائے تو بھی اِن دونوں قبرستانوں والی جگہوں پر نہ کبھی باغ تھے اور نہ ہیں، تو پھر جنّت کیسے؟ تفصیل پھر کبھی اِن شاء اللہ،
اللہ تعالیٰ، اپنے اِس ولی، اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سچے مُحب، کو اپنی جنّت میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی رفاقت عطاء فرمائے، اور ہمیں بھی اُنکے راستے پر چل کر اُنکی صف میں شامل کرے۔

❁❁❁ النُّعمان بن مِقرن المُزنی، رضی اللہ عنہُ و أرضاہُ ❁❁❁

السلام علیکم ورحمۃُاللہ وبرکاتہ،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد اِرد گِرد کے تمام قبائل اور بستیوں میں اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی مُبارک خبر اور دعوت روز بروز پہنچنے لگی اور لوگ جوق در جوق اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے اور کوئی ہی بد بخت ایسا ہوتا جو اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دیدار کے بعد اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی زُبان مُبارک سے دعوتِ توحید سننے کے بعد اِسلام قُبُول نہ کرتا،
مدینہ منورہ کے قریب """مُزینہ""" نامی ایک قبیلہ بھی آباد تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی بابرکت ذات اور دعوت کی خبر وہاں بھی پہنچتی رہتی، اور ہر دِل کو اندر ہی اندر بیدار کیے جاتی، لیکن جیسا کہ لوگوں کی عام عادت ہے کہ ایسے معالات میں لوگ ایک دُوسرے کے اِنتظار میں رہتے ہیں، """مُزینہ""" کے لوگ بھی اِسی انتظار میں تھے کہ کوئی اِس طرف بڑھے،
اللہ تعالیٰ نے اِس قبیلے میں سے قُبول ِ حق میں سبقت لے جانے کی فضیلت جسے دینے تھی وہ اِس قبیلہ کا سردار تھا، پس ایک شام اللہ کا حکم ہوا تو، قبیلے کے سردار """النُّعمان بن مُقرن المُزنی""" نے اپنے بھائیوں اور قبیلے کے بڑوں کی محفل میں کہا:::
"""اے میری قوم اللہ کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کے بارے میں ہمیں سوائے خیر کے اور کوئی خبر نہیں ملتی، اور اُن (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کی دعوت میں سوائے رحمت، اِحسان، اِنصاف وبرکت کے اور کچھ سُنائی نہیں دیتا، تو ہمیں کیا مسئلہ ہے کہ ہم اُن (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کی طرف جانے میں سُستی کر رہے ہیں اور لوگ ہم سے آگے بڑھ رہے ہیں؟

میں تو فیصلہ کر لیا ہے کہ کل صبح ہی محمد (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کے پاس چلا جاؤں گا لہٰذا تُم لوگوں میں سے جو میرے ساتھ جانا چاہے وہ تیاری کر لے"" ،

النُّعمان کے اِلفاظ نے گویا اُن کی قوم کے دِل میں چھپی ہوئی خواہش کی تکمیل کا راستہ کھول دِیا،

لہٰذا اگلے دِن صُبح ""النُّعمان"" پر خوش کُن حیرت طاری ہو گئی جب اُنہوں نے دیکھا کہ اُن کے دس کے دس بھائی اور قوم کے چار سو بُہادر سوار اُن کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن کے دِین میں داخل ہونے کے لیے تیار کھڑے ہیں،

اِن ساتھیوں کو دیکھ کر خوش کُن حیرت کے ساتھ ساتھ النُّعمان کو اِس بات پر شرم محسوس ہونے لگی کہ اتنے لوگوں کو لے کر یونہی خالی ہاتھ محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جائے، ساتھ کچھ لے کر جانا بہت بڑی مُشکل تھی کیونکہ وہ سال خشک اور قحط والا گذر رہا تھا اور ""مُزینہ"" قبیلے کے پاس مویشی اور اناج میں سے بہت ہی کم بچا ہوا تھا، پھر بھی النُّعمان اپنے اور اپنے سب بھائیوں کے گھروں میں سے جو کچھ بھی بچا ہوا تھا ساتھ لے لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچے، اور اپنے تمام ساتھیوں سمیت اِسلام قُبول کرنے کا اعلان کیا،

سُبحان اللہ واللہ اکبر، اللہ عزّ و جلّ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی مُحبت اِس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ اپنے ہاں قحط سالی کی حالت ہوتے ہوئے ، اور فاقوں کے قریب ترین ہوتے ہوئے بھی جو کچھ مُیسر تھا لے کر حاضر ہو گئے تا کہ اللہ اور اُس کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی رضا حاصل کریں اور کسی مُسلمان پر بوجھ نہ بنیں ،

النُّعمان بن مُقرن اور اُن کے ساتھیوں رضی اللہ عنہم اجمعین کے قُبول اِسلام سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم بہت ہی خوش ہوئے، اتنا خُوش کہ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کی اِس مُخلص قربانی، حق کی قُبولیت، اِیمان کی گواہی اور اِنعام کی خوشخبری دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا:::

﴿وَمِنَ الأَعرَابِ مَن يُؤمِنُ بِاللّهِ وَاليَومِ الآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ قُرُبَاتٍ عِندَ اللّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ أَلا إِنَّهَا قُربَةٌ لَّهُم سَيُدخِلُهُمُ اللّهُ فِي رَحمَتِهِ إِنَّ اللّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ::: اور دیہاتیوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ اور آخرت کے دِن پر اِیمان رکھتے ہیں اور اللہ کا قُرب اور رسول کی دُعائیں حاصل کرنے کے لیے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے کے لیے مال لاتے ہیں، بے شک وہ (خرچ کی جانے والی چیز) قُربت (کا سبب) ہے جلد ہی اللہ اُنہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک اللہ بہت مغفرت اور بہت رحم کرنے والا ہے﴾

سُورت التوبہ (9)/آیت 99،

النُّعمان اور اُن کے ساتھیوں رضی اللہ عنہم اجمعین کے قُبولِ اِسلام کی خبر سے مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں خوشی کی لہریں دوڑ اُٹھیں، کہ اِس سے پہلے کبھی بیک وقت ایک ہی باپ کے گیارہ بیٹوں نے اور ساتھ ساتھ چار سو لڑاکے بہادر سواروں نے اِسلام قُبول نہیں کِیا تھا، یہ اہل اِسلام اور اِسلام کے لیے ایک بہت بڑی مدد تھی اور فتح و نُصرت کی

ایک بڑی نشانی تھی ، اورآنے والے وقت میں واقعتاً النُّعمان رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہُ اور اُن کے بھائیوں اور اُن کے قبیلے والوں رضی اللہ عنہم اجمعین نے یہ ثابت کر دِکھایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دِین کی خاطر سب کچھ قُربان کرنے والوں میں سے ہیں ،

اللہ تعالیٰ اور اُس کے خلیل کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم پر اِیمان لانے کے بعد النُّعمان رضی اللہ عنہ ُ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہر جہاد میں شامل رہے ، اور کِسی کمی کے بغیر شامل رہے ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے بعد پہلے خلیفہ بلا فصل ، أمیر المؤمنین ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہُ کی خِلافتِ راشدہ میں ظاہر ہونے والے مُرتدوں کے فتنوں کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ،

اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دُوسرے خلیفہ بلا فصل أمیر المؤمنین عُمر ابن الخطاب الفاروق رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہُ کی خِلافتِ راشدہ میں اللہ تعالیٰ کے دِین کی اِشاعت کے لیے جِہاد کرتے ہوئے اِسلام اور مُسلمانوں کی عظمت و عِزت کو بُلند کرنے میں نمایاں ترین کردار ادا کیا ،

جب دُوسرے خلیفہ بلا فصل ، أمیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہ ُ نے مجاہدین کو ایرانی مجوسیوں کے خِلاف جہاد کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ماموں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ُ کی سربراہی میں قادسیہ بھیجا تو حسبِ معمول ، امیر المجاہدین سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ُ نے اپنا ایک وفد دُشمن کے سربراہ کو دعوتِ اِسلام کے لیے بھیجا ، جب یہ وفد ایرانی بادشاہ کسریٰ یزد گرد کے پاس پہنچا اور اُس نے اپنے مترجم بلوائے اور یوں بات شروع کی کہ :::

"""کِس بات نے تمھیں یہ جُرات دی کہ تُم لوگ ہم سے لڑائی کرنے کا سوچو ؟ کیا تُم لوگوں کو پیٹ بھر کھانے کو مل گیا ہے جو ایسی سوچ آئی ؟ یا کیونکہ ہم کچھ عرصہ سے تُم لوگوں کی طرف توجہ نہیں کر پائے اور تُم لوگوں پر کوئی گرفت نہیں کی اِس لیے تُم لوگوں کو یہ ہمت ہوئی ؟ """ ،

النُّعمان رضی اللہ عنہ ُ نے اپنے ساتھیوں سے جواب دینے کی اجازت لی ، اور بڑی جرأت کے ساتھ کافروں کی قوت و قُدرت والی مجلس میں حق کا اظہار فرماتے ہوئے ، اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر صلاۃ و سلام کے بعد کہا :::

"""بے شک اللہ نے ہم پر رحم کیا اور ہماری طرف اپنا رسول بھیجا جس نے ہمیں خیر کی تعلیم دِی اور اُس پر عمل کا حُکم دِیا ، اور ہمیں شر کے بارے میں بتایا اور اُس سے باز رہنے کا حُکم دِیا ، اور ہم سے وعدہ کیا کہ اگر ہم اُس (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کی دعوت قُبول کریں گے تو اللہ ہمیں دُنیا اور آخرت کی خیر عطا فرمائے گا ، پس تھوڑے ہی وقت میں اللہ نے ہماری تنگی کو کشادگی میں ، ذِلت کو عِزت میں ، اور دُشمنی کو بھائی چارے اور مُحبت میں بدل دِیا ، اور ہمیں حُکم دِیا گیا کہ ہم لوگوں کو بھی اِس طرف بلائیں کیونکہ اِسی میں خیر ہے اور حُکم دِیا گیا کہ ہم پہلے اپنے قریب اور نزدیک والوں سے آغاز کریں ، لہذا ہم تُم سب کو اِس دِین کی طرف بُلاتے ہیں ، یہ ایسا دِین ہے جو ہر اچھائی کو اچھائی قرار دیتا

ہے اور اُس کی تعلیم دیتا ہے، اور ہر بُرائی کو برائی قرار دیتا ہے اور اُس سے باز رہنے کی تعلیم دیتا ہے (یعنی اِس دِین میں کو اچھائی ہے وہ ہی اچھائی ہے اور جو برائی ہے وہ ہی برائی ہے)، اور یہ دِین اپنے ماننے والوں کو اللہ کے حکم سے کُفر کے اندھیروں سے نکال کر اِیمان کی روشنی اور اِنصاف کی طرف لاتا ہے،

اگر تُم لوگ ہماری اِسلام کی دعوت قُبول کرتے ہو تو ہم تُم لوگوں کو اللہ کی کتاب دیں گے، اُس پر عمل کرنا سکھائیں گے، تاکہ تُم لوگ اُس کے حکموں کے مُطابق اپنے نظام چلاؤ، اور پھر ہم تُمہاری حکومت اور مُلک تُم لوگوں کے لیے ہی چھوڑ کر واپس چلے جائیں گے، اور اگر تُم لوگ اللہ کے دِین میں داخل ہونے سے اِنکار کرو گے تو ہم تُم لوگوں سے جزیہ (جُرمانہ) لیں گے اور تُمہاری جان و مال و عزت کی حفاظت کریں گے، اور اگر تُم لوگ جِزیہ دینے سے بھی انکار کرو گے تو ہم تُم سے جنگ کریں گے"'،

سُبحان اللہ، اِیمان والوں، اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے مُحبت کرنے والوں کی للکاریں ایسی ہی ہوتی ہیں، اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دُشمنوں کو ایسی باتیں کبھی برداشت نہیں ہوتیں، یزدگرد بھی شدید غصے میں آگیا اور وفد کو سخت برا بھلا کہہ کر رسوا کر کے اپنے شہر مدائن میں سے نکلوا دِیا،

اِس کے بعد قادسیہ کا معرکہ واقع ہوا جسے اِنسانی و اِسلامی تاریخ کے خوفناک ترین معرکوں میں جانا جاتا ہے اور جو اِسلامی تاریخ کے عظیم ترین معرکوں میں سے ایک ہے، اللہ القوی القدیر المُتین نے اپنے مُجاہدوں کو ایرانی کافروں پر فتح دی اور وہ قادسیہ کی خندقیں اپنے رُستم اور دیگر انوکھے بُہادروں کی ہزاروں لاشوں سے بھروا کر نہاوند کی طرف بھاگ اُٹھے، اور وہاں اپنی باقی تمام تر قوت اکٹھی کرنے لگے تاکہ پھر مُسلمانوں سے ٹکر لیں اور شاید اپنی کفریہ حکومت و مملکت بچا سکیں، وہاں پہنچ کر اُنھوں نے لگ بھگ ڈیڑھ لاکھ سوار جمع کر لیے،

یہ خبر دُوسرے خلیفہ بلا فصل اَمیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہُ و اَرضاہُ کو پہنچی تو اُنھوں نے اِرادہ فرمایا کہ خود محاذ پر جائیں اور اللہ کے دِین کے اِن دُشمنوں کو اللہ کے حکم سے جہنم واصل کریں لیکن مدینہ میں سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُنہیں روکے رکھا اور عرض کیا کہ کسی اور کو بھیج دیں یا وہاں مُوجود مُجاہدین میں سے کسی اور کو معرکہ نہاوند کے لیے مُقرر فرما دیں،

دُوسرے خلیفہ بلا فصل اَمیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہُ و اَرضاہُ نے اِرشاد فرمایا "'تُم لوگ ہی مجھے مشورہ دو کہ اِس خوفناک معرکے کے لیے کِس کو مقرر کروں"'،

صحابہ رضی اللہ عنہم جمعیاً نے عرض کیا "'آپ ہی بہتر جانتے ہیں"'،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دُوسرے خلیفہ بلا فصل اَمیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہُ و اَرضاہُ نے اِرشاد فرمایا "'اللہ کی قسم میں ایسا شخص مقرر کروں گا جو دُشمن سے ٹکراؤ کے وقت سب سے آگے ہو گا، اور وہ ہے النُعمان بن مقرن"'،

سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "'جی ہاں وہ واقعتاً ایسا ہی ہے"'،

تو خلیفہ دوئم بلا فصل اَمیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہُ و اَرضاہُ نے النُعمان رضی اللہ عنہُ کو خط بھیجا "'اللہ کے بندے عمر

ابن الخطاب کی جانب سے النُعمان بن مقرن کے لیے، مجھے خبر ملی ہے کہ دُشمن نے نہاوند میں بہت بڑی فوج اکٹھی کر لی ہے پس جب تمہیں میرا یہ خط ملے تو اللہ کے حکم سے، اللہ کی مدد کے ساتھ، اپنے ساتھیوں کو لے کر دُشمن کی طرف نکل پڑو، لیکن اپنے ساتھیوں کو تیزی سے نہ چلانا ایسا کرنا اُن کے لیے تکلیف کا باعث ہو گا،،،،،،، ایک مسلمان میرے لیے ایک لاکھ دینار سے بھی زیادہ قیمتی ہے، والسلام علیک"""،

النُعمان رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ، خلیفہ دوئم بلا فصل اُمیر المؤمنین رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ کا خط ملتے ہی اپنے ساتھیوں کو لے کر نہاوند کی طرف چل پڑے کچھ دُور کے فاصلے پر اِن لوگوں نے پڑاؤ ڈالا اور النُعمان رضی اللہ عنہُ نے اپنے گھڑ سواروں کا ایک امامی دستہ (Front Core) آگے روانہ کیا تا کہ نہاوند تک کے راستے اور دُشمن کی خبر معلوم کر لائیں، جب یہ لوگ نہاوند سے تھوڑے سے فاصلے پر تھے تو اِن کے گھوڑے رک گئے اور آگے چلتے ہی نہ تھے، سب لوگ بڑے حیران ہوئے کہ ایسی کیا چیز ہے جو گھوڑوں کو آگے چلنے نہیں دے رہی، یہ لوگ گھوڑوں سے نیچے اُترے تو دیکھا کہ سارے راستے میں ایرانیوں نے کیلوں جیسے چھوٹے چھوٹے لوہے کے ٹکڑے پھیلا رکھے ہیں جو گھوڑوں کے سُموں میں گھس گئے ہیں اور گھوڑے تکلیف اور مزید کے ڈر سے آگے نہیں بڑھ رہے،

اِمامی دستے نے یہ خبر اپنے قائد النُعمان رضی اللہ عنہُ تک پہنچائی اور حکم طلب کیا، النُعمان رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ نے حکم دِیا کہ """اپنی جگہ پر رُکے رہو اور رات کو آگ جلاؤ تا کہ دُشمن تُم لوگوں کو اچھی طرح سے دیکھے اور پھر یہ ظاہر کرو کہ تُم لوگ خوفزدہ ہو کر واپس جا رہے ہو"""،

مُجاہدین نے اپنے اُمیر کے حکم کی مکمل تعمیل کی، اور دُشمن کو اپنی خوف زدگی اور شکست کی حالت میں واپسی دِکھائی، ایرانی سُورما اِس جھانسے میں آگئے اور اپنے لوگوں کو بھیج کر راستے میں ڈالے ہوئے کیل اُٹھوا لیے، جونہی وہ صفائی سے فارغ ہوئے مُجاہدین پلٹ پڑے اور راستے پر قبضہ کر لیا، اور اپنے امیر، اپنے قائد النُعمان رضی اللہ عنہُ کو اِس کامیابی کی خبر اِرسال کی اور اگلا حکم دریافت فرمایا،

حکم بھیجنے کی بجائے النُعمان رضی اللہ عنہُ اپنے باقی مجاہدین کے ساتھ خود تشریف لے آئے، اور اِرادہ فرمایا کہ دُشمن کو کسی مزید تیاری کا موقع دیے بغیر حملہ کیا جائے، لہٰذا فوراً بغیر کسی اِنتظار و آرام کے ساری فوج کی ترتیب کرنے کے بعد فرمایا"""میں تین دفعہ تکبیر کہوں گا، پہلی تکبیر پر تُم میں جو حملے کے لیے تیار نہ ہو وہ تیار ہو جائے، اور دُوسری تکبیر پر ہر کوئی اپنے ہتھیار کس لے اور تیسری تکبیر کا مطلب ہو گا کہ میں دُشمن پر حملہ آور ہو رہا ہوں، لہٰذا ہر کوئی میرے ساتھ ٹوٹ پڑے """،

النُعمان رضی اللہ عنہُ تین تکبیریں کہہ کر دُشمن پر ٹوٹ پڑے اور کسی تیز و تُند طوفان کی نہ رکنے والی لہر کی طرح، آگ کی لپیٹ کی طرح، ہر چیز کاٹ پھینکنے والی تیز دھار تلوار کی طرح دُشمن کے لشکر میں اپنے ساتھیوں کے لیے راستہ کھولتے ہوئے دُور تک داخل ہو گئے، پھر حق و باطل کا وہ معرکہ جاری ہو گیا، جو قادسیہ کے معرکے سے بھی زیادہ خوفناک تھا، اِنسانی تاریخ میں ایسے خونریز معرکے بہت ہی کم ملتے ہیں،

ایک اکیلے، لاشریک و تنہا، سچے اور حقیقی معبود"""اللہ""" کے مجاہدوں نے جھوٹے معبود"""خُدا""" کے عبادت گذاروں

کی لاشوں سے میدانوں اور ٹیلوں کو بھر دِیا اُن کا شرک وکفر والا نجس خون ہر طرف بہہ نکلا اور اِسی خون پر سے النُعمان بن مقرن رضی اللہ عنہُ کا شعلہ صفت گھوڑا پھِسلا، اور دوبارہ اُٹھ نہ سکا، اور النعمان رضی اللہ عنہُ کو بھی ایسی شدید چوٹ لگی جو اُنہیں اللہ کی جنّت میں لے گئی،

النعمان رضی اللہ عنہُ کے بھائی نے جو قریب ہی تھے، بھائی کی فِکر کیے بغیر گرنے سے پہلے ہی فوراً اِسلام کا جھنڈا تھام لِیا اور اُسے بُلند کیے رکھا تا کہ اپنے مجاہدین کی حوصلہ شکنی نہ ہو اور دُشمنوں کی حوصلہ افزائی نہ ہو، اِس کے بعد جھنڈا بُلند رکھتے ہوئے بھائی کی طرف ہوئے، تو دیکھا کہ بھائی اللہ کے حُکم سے اپنی منزل مقصود یعنی شہادت تک پہنچ گیا ہے، اپنے سر پر لپیٹی ہوئی چادر بھائی کی میّت پر ڈال دی اور اللہ کے دُشمنوں سے بر سرِ پیکار ہو گئے، اور جب اللہ معبودِ حق نے اپنے اوپر اِیمان والے اپنے عبادت گذاروں کو جھوٹے، باطل، اور مَن گھڑت معبود"""خُدا""" کے پُجاریوں کو وہ فتح عطا فرمادی جسے مُسلمانوں نے """فتح الفتوح""" یعنی """کامیابیاں کھولنے والی کامیابی""" کا نام دِیا،

اور سُفیدہ لگا لگا اپنے جسموں کو چِکنا بنا کر، لڑنے والے"""ایرانی سُورما""" اپنے ایک لاکھ کے لگ بھگ"""دلیر""" مروا کر بھاگ اُٹھے تو مُجاہدین نے اپنے"""عظیم مجاہد مؤمن، حقیقی ولی اللہ، اور مُحبِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم، قائد النُعمان بن مُقرن رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ""" کو تلاش کرنا شروع کر دِیا اِدھر اُدھر ہر طرف یہ ہی سوال تھا کہ ہمارے امیر، ہمارے قائد کہاں ہیں؟

تو النُعمان بن مقرن رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ کے بھائی نے اُن کی میّت سے چادر ہٹاتے ہوئے کہا""" یہ ہے تُم لوگوں کا قائد، اللہ نے اُس کی آنکھیں کامیابی سے ٹھنڈی کر دِی ہیں، کہ اُس کا خاتمہ شہادت پر فرمایا ہے (اور یہ ہی وہ کامیابی ہے جِس سے اِیمان والے مُجاہد کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں کہ اُسے اللہ کی وہ نعمتیں اور رحمتیں ملتی ہیں جِن کا تصور بھی دُنیاوی زندگی اور آخرت کی زندگی میں درجہ شہادت پائے بغیر مُمکن نہیں)"""،

اللہ ہم سب کو توفیق عطاء فرمائے کہ ہم اپنی مثالی شخصیات (آئیڈیلز) چُننے اور اپنانے میں غلطی نہ کریں، اللہ کے اِن سچے حقیقی ولیوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سچے مُحبان، اللہ کے دِین کے بے لوث خدمتگاروں میں سے اپنے آئیڈیلز اپنائیں، نہ کہ اللہ کے دِین کے دُشمنوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے احکام اور سُنّت کے مُخالفین، بے حیائی اور گُناہ کے مُبلغین، مادر پدر آزادی کے پرچاریوں، میں سے اپنے آئیڈیلز چُنیں۔

❁❁❁ حواریءِ رسول، ابو عبداللہ زُبیر ابن العوام، رضی اللہ عنہُ وارضاہُ ❁❁❁

السلام علیکم ورحمۃُاللہ و برکاتہ،

آج ہم اللہ تعالیٰ کے ایک ایسے سچے اور حقیقی ولی کے بارے میں جانیں گے، جنہیں اللہ پاک نے اپنے خلیل محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زُبان مُبارک دُنیا میں جیتے جی ہی جنّتی ہونے کی خوش خبری عطاء فرمادی تھی،

اللہ کے اِس سچے اور حقیقی ولی کا نام ہے زُبیر رضی اللہ عنہُ بن العوام،

زُبیر رضی اللہ عنہُ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نےاِیمان میں بلندی کے علاوہ دُنیاوی رشتہ داریوں میں بھی ہر طرف سے عظیم المرتبہ شخصیات سے جوڑا ہوا تھا،

زُبیر رضی اللہ عنہُ کا تعلق قریش سے تھا،اِن کی والدہ محترمہ صفیہ رضی اللہ عنھا بنت عبد المطلب تھیں، یعنی، زُبیر رضی اللہ عنہ رُسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے ،

زُبیر رضی اللہ عنہُ کے والد کا نام العوام اور دادا خویلد تھے ، جو کہ اِیمان والوں کی پہلی ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا وأرضاھا کے والد تھے ،اِس طرح زُبیر رضی اللہ عنہ اُم المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنھا کے سگے بھتیجے تھے ،

زُبیر رضی اللہ عنہُ کی شادی أسماء رضی اللہ عنہا سے ہوئی تھی جو اَنبیاء اور رُسولوں کے بعد سب سے زیادہ بلند رتبے والے ہستی ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ہمیشہ کے ساتھی ، اور پہلے بلا فصل خلیفہ أمیر المؤمنین أبو بکر الصدیق رضی اللہ عنہُ کی بیٹی تھیں، وہ أسماء رضی اللہ عنھا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم اور اپنے والد کی ہجرت کے وقت اُن کے ابتدائی وقت میں اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر خدمت کی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اُنہیں """ ذات النطاقتین """ لقب عطاء فرمایا،

اللہ تعالیٰ نے اِن دونوں میاں بیوی کو ایک اور بڑا شرف عطاء فرمایا کہ اِنہیں کفار کے طعنے کے منہُ توڑ جواب کا ذریعہ بنایا ، اور وہ یوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مدینہ ہجرت کے بعد ، کافی عرصہ تک مہاجر اور انصار سب ہی مُؤمنین میں سے کسی کے ہاں بھی بیٹا پیدا نہیں ہوا ، تو وہاں کُفار اور بالخصوص یہودیوں نے یہ مشہور کر دِیا کہ ہم نے اِن لوگوں پر جادُو کر دِیا ہے اب اِن کے ہاں کوئی بیٹا نہ ہو گا ، اِن کی نسلیں کٹ جائیں گی اور یہ ہمیشہ کے لیے بے نام و نشان ہو جائیں گے ،

لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کے اِس جھوٹے دعوے کو باطل کر دیا اور زُبیر رضی اللہ عنہُ کو اُن کی بیوی أسماء بنت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہما میں سے بیٹا عطاء فرما دِیا،

جو کہ ہجرت کے بعد مؤمنین کے گھروں میں پیدا ہونے والا پہلے بچے تھے ،

زُبیر رضی اللہ عنہُ نے یہ خوش خبری سُن کر پوری قوت سے بلند کی گئی آواز میں نعرہ تکبیر کہا ، اِس بچے کی پیدائش اُس وقت مؤمنین کی خوشیوں اور کفار کی رسوائی کا بڑا سبب بنی ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اُس بچے کا نام """ عبداللہ """ رکھا ، اور اِنہی کی کُنیت پر زُبیر رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ کو "" أبو عبداللہ "" کہا جانے لگا ،

زُبیر رضی اللہ عنہُ اُن خوش قسمت لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ نے اِسلام کی دعوت کے ابتدائی دِنوں میں ہی اپنا دِین حق قُبول کرنے کی سعادت عطاء فرمائی اور یُوں زُبیر رضی اللہ عنہُ سابقین الاولین میں بھی شُمار ہوتے ہیں ،

اِسلام قبول کرنے کی وجہ سے زُبیر رضی اللہ عنہُ کا چچا اُنہیں بہت سزائیں دیتا ، وہ زُبیر رضی اللہ عنہُ کو لٹکا کر کہتا کہ اِس دِین کو چھوڑ دو ، اور اپنے باپ دادا کے دِین پر واپس آجاؤ ،

لیکن زُبیر رضی اللہ عنہُ کا جواب یہی ہوتا کہ میں کفر کی طرف واپس نہیں آوں گا،
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے دعوتِ حق کے آغاز میں دار اَرقم کو اپنا مرکز بنایا تھا، زُبیر رضی اللہ عنہُ بھی اُن خوش نصیبوں میں سے تھے جو دار اَرقم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی محفل میں حاضر ہو کر اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی پاکیزہ زُبان سے اللہ کے دِین کی تعلیمات حاصل کرنے کی سعادت پاتے،
دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح زُبیر رضی اللہ عنہُ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مُحبت سے سرشار رکھا تھا، ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں یہ افواہ پھیلی کے (معاذاللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو کسی نے قتل کر دیا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین غم و غصہ کی شدت میں مُبتلا ہو گئے، اور سب سے زیادہ غصہ زُبیر رضی اللہ عنہُ کو آیا، اِس سے پہلے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اِس خبر کے مُطابق کچھ کرنے کا متفقہ فیصلہ کرتے، زُبیر رضی اللہ عنہُ اپنی تلوار لے کر مکہ کی وادیوں میں نکل پڑے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو تلاش کریں، اور اللہ نہ کرے، اگر یہ خبر سچی ہے تو اُس مردُود کو بھی جہنم واصل کریں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات مُبارک کو نُقصان پہنچایا،
زُبیر رضی اللہ عنہُ اس وقت کم عُمر تھے مکہ کے لوگوں نے اُنہیں اِس حال میں دیکھا تو ایک دُوسرے کو دیکھ کر اُن پر طنز کرتے ہوئے کہا "اس لڑکے کو دیکھو تلوار لیے پھرتا ہے"،
اِس دوران نبی اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جو کہ وادیوں کے بالائی حصے میں تشریف لے گئے تھے، واپس تشریف لے آئے، اور زُبیر رضی اللہ عنہُ کو دیکھ کر اِرشاد فرمایا ﴿مَالكَ یا زُبیر؟:::زُبیر تُمہارے ساتھ کیا معاملہ ہے؟﴾،
زُبیر رضی اللہ عنہُ نے عرض کی """اے اللہ کے رسول میں اُس کی گردن اُتارنے نکلا ہوں جس نے آپ کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی ہے"""،
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اُن کے لیے دُعاء فرمائی،
اِس واقعہ کے مُطابق اِسلامی تاریخ میں اللہ کی رضا کے حصول کے لیے، رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مُحبت اور دفاع میں سب سے پہلے تلوار نکالنے کا شرف بھی زُبیر رضی اللہ عنہُ کو ہی عطاء ہوا،
زُبیر رضی اللہ عنہُ نے تین دفعہ ہجرت کی، دو دفعہ حبشہ کی طرف اور ایک دفعہ مدینہ منورہ کی طرف، اِس طرح ہجرت کی فضیلت میں بھی زُبیر رضی اللہ عنہُ بلند رُتبے والے ہوئے،
زُبیر رضی اللہ عنہُ کو اللہ تعالیٰ نے لمبے قد والا اور بہت طاقتور اِنسان بنایا تھا، اِن کی والدہ محترمہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سگی پُھوپُھو صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے کی تربیت کچھ اِس طرح کی تھی کہ وہ کافی سخت جاں اور ہمت والے بن گئے،
تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ زُبیر رضی اللہ عنہُ کی والدہ ماجدہ اُنہیں رات کے اندھیرے میں اکیلا چھوڑ دیتیں اور اُن کے جسم پر کچھ اِس طرح ضرب لگاتی رہتیں کہ اُن کا جسم مضبوط اور تکلیفیں برداشت کرنے والا بن جائے،
ایک دفعہ کسی نے زُبیر رضی اللہ عنہُ کی والدہ محترمہ سے پوچھ ہی لیا کہ "آپ اپنے بیٹے کے ساتھ اتنا سخت رویہ کیوں

رکھتی ہیں؟اِسے اِس طرح جِسمانی اذیت کیوں دیتی ہیں؟"،
توصفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا"میں اِس لیے مارتی ہوں کہ یہ مضبوط بن جائے،اور پھر یہ (اللہ کی راہ میں جِہاد کرنے والے) عالی شان اِسلامی لشکر کی سربراہی کرے"،
زُبیر رضی اللہ عنہُ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے جِسمانی قوت کے ساتھ ساتھ بہت مضبوط ذہن اور حافظہ بھی عطاء فرمایا تھا،اِنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یہودیوں کی زُبان سیکھنے کا حکم فرمایا تاکہ یہودیوں کی طرف سے آنے والے خطوط پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو سُنایا کریں تو اللہ کی مہربانی سے زُبیر رضی اللہ عنہُ نے صِرف پندرہ دِن میں یہودیوں کی زُبان لکھنا پڑھنا سیکھ لی،
زُبیر رضی اللہ عنہُ نے سترہ سال کی عُمر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سربراہی میں ہر معرکہ ءِ جِہاد میں شرکت کی،اور کسی بھی جِہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑا،
جِہادء اُحد میں زُبیر رضی اللہ عنہُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دائیں بائیں ہی رہے،تاریخی روایات میں مذکور ہے کہ جِہادءِ بدر میں زُبیر رضی اللہ عنہُ نے زرد (پیلے) رنگ کا عمامہ زیبء سر کیا ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بھی اِس دِن زرد عمامہ زیبء سر فرمایا،اور اللہ کی طرف سے مدد کے لیے آنے والے فرشتوں نے بھی زرد رنگ کے عمامے ہی زیبء سر کیے ہوئے تھے،
زُبیر رضی اللہ عنہُ اُن عظیم جنگجو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے جو بیک وقت دونوں ہاتھوں سے تلوار چلا کر اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، اور اللہ کے دِین کے دُشمنوں پر عذاب ڈھایا کرتے تھے،
پہلی دفعہ زُبیر رضی اللہ عنہُ کی بُہادری اور طاقت کا اندازہ،اور اُن کی والدہ کی دی ہوئی تربیت کے کا نتیجہ جِہادء اُحد میں ظاہر ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے میمنہ پر مُنذر بن عمرو رضی اللہ عنہُ کو اور مَیسرہ پر زُبیر رضی اللہ عنہُ کو سپہ سالار مقرر فرمایا اور اُن کا معاون مقداد بن اَسود رضی اللہ عنہُ کو مقرر فرمایا،
جب میدان جِہاد سج گیا، تو اللہ کے دُشمنوں کی صفوں میں سے سب سے پہلے ایک ایسا بہادر اور مضبوط شخص لڑائی کے لیے للکارتا ہوا مُجاھدین کے سامنے آیا جسے یہ مؤمن مجاھد بھی "لشکر کا مینڈھا" کہتے تھے،اِس بد بخت کا نام تھا طلحہ بن ابی طلحہ ،ابلیس کا یہ پیروکار اپنے اونٹ پر سوار ہو کر باہر نکلا تھا اور بڑے تکبر سے مؤمنین کو لڑنے کے لیے للکارنے لگا، صحابہ رضی اللہ عنہم اُس کی طاقت اور بُہادری کی وجہ سے اُس کا سامنا کرنے کے بارے میں فیصلہ کرنے میں ابھی تردد میں ہی تھے کہ کون اِس کے مُقابلے میں اُترے، کہ زُبیر رضی اللہ عنہُ نے اللہ تعالیٰ کے دُشمنوں میں سے ایک طاقتور ترین دُشمن سے لڑنے کے موقع سے فائدہ اُٹھالیا اور تیز و تُند طوفان کی طرح آگے بڑھے اور ایک پر قوت چھلانگ لگا کر اُس ابلیسی لشکر کے رُستم کے اُونٹ پر چڑھ گئے اور کفر کی طاقت سے بھرے ہوئے اُس مینڈھے کو ذبح کر ڈالا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یہ منظر دیکھا کے اپنے رب کی عظمت و کبریائی کا نعرہ بلند فرمایا، اور سارا میدان جِہاد اللہ کی تکبیروں سے گونج اُٹھا،
اور یُوں زُبیر رضی اللہ عنہُ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دِینء حق کے دُشمنوں کو قتل کرنے والوں میں سے پہلا ہونے کا

محدث لائبریری///کتاب و سُنّت ڈاٹ کام/// http://kitabosunnat.com

شرف بھی عطاء فرمایا،
جِہادِ اُحد کے اختتام پر جب قریشی اور مکی کافر مکہ کی طرف واپس فرار ہوئے تواُن کے پلٹ کر حملہ کر دینے کے ممکنہ اندیشے کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے مُناسب خیال فرمایا کہ اُن کی خبر گیری رکھی جائے ،
توابو بکر الصدیق اور زُبیر رضی اللہ عنہُ ستر مجاھدین کا ایک لشکر لے کر اُن کافروں کے پیچھے گئے، جب کافروں کو اِس بات کا پتہ چلا تو اُنہیں مدینہ منورہ کی طرف واپس پلٹنے کی ہمت ہی نہ ہوئی ،
اِسی طرح کا واقعہ جِہادِ احزاب کے موقع پر بھی پیش آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے دُشمن کے لشکر کی خبر گیری کے بارے میں پوچھا ﴿مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الأَحْزَابِ؟::: کون ہے جو مجھے احزاب والے دِن دُشمن کی خبر لا کر دے گا ؟﴾،
توزُبیر رضی اللہ عنہُ نے فوراً آگے بڑھ کر اِس خوفناک کام کو سر انجام دینے کے لیے خود کو پیش کیا،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ایک دفعہ پھر وہی اِرشاد فرمایا، اور زُبیر رضی اللہ عنہُ نے ایک دفعہ پھر خود کو پیش کیا، جب تیسری دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے وہی سوال فرمایا اور زُبیر رضی اللہ عنہُ نے خود کو پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا ، وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ::: یقیناً ہر نبی کے خاص مددگار ہوتے ہیں، اور میرا خاص مددگار زُبیر ہے﴾،
بنی قریظہ پر جِہاد کے معرکے کے لیے بھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یہ خواہش فرمائی کہ کوئی دُشمن کی خبر لے کر آئے توزُبیر رضی اللہ عنہُ ہی تشریف لے گئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی وآلہ وسلم کی حکم کی تعمیل کر کے اُن کی خدمت اقدس میں واپس پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي::: میرے ماں باپ تُم پر قربان ہوں﴾، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اتنی زیادہ خوشی اور اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف سے ایسی عظیم سعادت والی دُعاء، صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے چند ہی لوگوں کو نصیب ہوئی،
جِہادِ بدر میں اللہ تعالیٰ نے زُبیر رضی اللہ عنہُ کی قوت و جانبازی کا ایک اور منظر دِکھایا کہ کفار و مُشرکین کا ایک طاقتور جنگجو عبیدہ بن سعید بن عاص جو کہ سر تا پا لوہے کا لباس پہن کر میدان میں آیا، اِس لباس میں سے صِرف اُس کی آنکھیں ہی دِکھائی دے رہی تھیں، اُس نے بڑی نخوت سے مُسلمانوں کو للکار کر کہا "میں ہوں ابو ذات الکرش"،
زُبیر رضی اللہ عنہُ کسی شعلے کی طرح اُس کی طرف بڑھے کہ اُسے کچھ سنبھلنے کا موقع بھی نہ دِیا اور اُس کی آنکھوں کے درمیان برچھی سے ایسا وار کیا، کہ برچھی سیدھی اُس بدبخت کے کفر بھرے دماغ میں گھس گئی، اور وہ کفر کا "گریٹ واریر" ایک مردِ مؤمن کی پہلی ہی ضرب سے جہنم واصل ہو گیا،
زُبیر رضی اللہ عنہُ کا وار اِس قدر طاقت سے کیا گیا تھا کہ جب اُنہوں نے اُس کافر کی لاش پر پاؤں رکھ کر برچھی نکالی تو برچھی کے دونوں سرے ٹیڑھے ہو گئے، ابو الکرش کے قتل سے فارغ ہو کر زُبیر رضی اللہ عنہُ اللہ کا قہر بن کر، اللہ

http://kitabosunnat.com /// محدث لائبریری /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام

کے ، اللہ کے دِین کے اور اللہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دُشمنوں پر ٹوٹ پڑے ، اور اِس بہادری سے لڑے کہ تلوار میں دندانے پڑ گئے اور وہ خود بھی زخموں سے چُور ہوگئے لیکن معرکے کے اختتام تک کِسی کمزوری کے بغیر کافروں پر اللہ کا عذاب بن کر مُسلط ہی رہے ،

زُبیر رضی اللہ عنہُ کی یہ برچھی اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے لے لی ، اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دُنیا سے رُخصت ہونے کے بعد زُبیر رضی اللہ عنہُ نے وہ برچھی واپس لے لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے خلیفہ اول بلا فصل اُمیر المؤمنین ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ نے وہ برچھی زُبیر رضی اللہ عنہُ سے مانگ لی ، اُن کی وفات کے بعد وہ برچھی پھر زُبیر رضی اللہ عنہُ نے واپس لے لی ، تو خلیفہ دوئم بلا فصل اُمیر المؤمنین عُمر الفاروق رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ نے وہ برچھی اُن سے مانگ لی ، اُن کی شہادت کے بعد وہ برچھی پھر زُبیر رضی اللہ عنہُ نے واپس لے لی ، تو خلیفہ سوئم بلا فصل اُمیر المؤمنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ نے وہ برچھی اُن سے مانگ لی ، اُن کی شہادت کے بعد وہ برچھی خلیفہ چہارم بلا فصل اُمیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہُ وارضاہُ کے خاندان کے پاس پہنچی تو زُبیر رضی اللہ عنہُ نے اُن سے واپس لے لی اور پھر زُبیر رضی اللہ عنہُ کی موت تک وہ برچھی اُنہی کے پاس رہی ،

فتحِ مکہ کے موقع اللہ تبارک وتعالیٰ نے زُبیر رضی اللہ عنہُ کو ایک اور فضیلت عطاء فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فتحِ مکہ والے دِن زُبیر رضی اللہ عنہُ کو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہُ کا انصار کی سرداری والا جھنڈا بھی عطاء فرمایا اور زُبیر رضی اللہ عنہُ اِسلامی لشکر کے دو جھنڈے ہاتھوں میں بلند کیے فاتح کے حیثیت سے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے ، اور دونوں جھنڈے کعبہ شریف کے پاس گاڑے ، اور کچھ روایات میں ہے کعبہ میں لٹکا دیے گئے ،

زُبیر رضی اللہ عنہُ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر غزوہ میں شریک رہے ، اللہ کی راہ میں اپنی جان پیش کرتے کرتے اِن کے جسم پر بہت سے تمغے زخموں کی صورت میں ثبت ہوئے ، جِن میں سے تین تو بہت بڑے تھے ، جن کے بارے میں عروہ بن ہشام رحمہُ اللہ کا کہنا ہے کہ """ میرے دادا کے جسم پر تین نشان بہت نمایاں تھے ، دو تو اُن زخموں کے نشان تھے جو جہادء بدر میں لگے تھے ، اور ایک اُس زخم کا نشان تھا جو جہادء یرموک میں لگا تھا ، اور وہ زخم اتنے گہرے تھے کہ میں اُن میں اپنی انگلیاں پھیرا کرتا تھا ، اور میں اُس وقت دس سال کا تھا """ ،

جِہادء یرموک میں زُبیر رضی اللہ عنہُ کی اللہ کی راہ میں جانبازی اور بہادری بہت ہی نمایاں نظر آتی ہے ، کہ جب شام کے علاقے میں رُومیوں سے لڑائی شروع ہونے والی تھی تو زُبیر رضی اللہ عنہُ نے کافروں کے ٹڈی دَل لشکر کو دیکھ کر مُجاھدین سے مخاطب ہو کر کہا """ یہ فوج یہ تو بہت کمزور ہے ، یہ دیکھو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ کتنی حقیر ہے """ ، اور یکایک کُفر کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے بُزدِلوں کے لشکر پر اللہ کا قہر بن کر ٹوٹ پڑے اور اُن کے لاشے گراتے ہوئے دُوسری طرف نکل گئے ، اور پھر اِسی طرح اُن کی صفوں کو کاٹ گراتے ہوئے واپس اپنی فوج میں تشریف لے آئے ، زُبیر رضی اللہ عنہُ کی اِس فِدائی کاروائی کو دیکھ کر سب ہی مُجاھدین کے حوصلے بڑھ گئے ، مضبوط تر ہوگئے ، اور وہ

اللہ کے دُشمنوں کے لیے نا قابل تسخیر بن گئے اور اللہ کے لطف و کرم سے اپنے وقت کی سُپر پاور کو شکست کی ذِلت سے دوچار کر دِیا،

زبیر رضی اللہ عنہُ کو اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت بھی عطاء فرمائی کہ دُوسرے خلیفہ بلا فصل أمیر المؤمنین عُمر الفاروق رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ نے اپنی شہادت سے پہلے، اپنے مؤمن بھائیوں میں سے جن چھ افراد کو اپنے بعد خِلافت کے لیے تجویز فرمایا تھا، زُبیر بن العوام رضی اللہ عنہُ بھی اُن میں شامل تھے،

سن چھتیس 36 ہجری، جمادی الثانی کے آخری حصے میں، جب چوتھے بلا فصل خلیفہ أمیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہُ و أرضاہُ کے خِلاف جنگ جمل کا میدان تیار ہوا، تو زُبیر رضی اللہ عنہُ، علی رضی اللہ عنہُ کے مخالفین میں تھے، میدان میں پہنچ کر علی رضی اللہ عنہُ نے دریافت کیا کہ """زُبیر ابن العوام کہاں ہیں؟"""،

زُبیر رضی اللہ عنہُ، علی رضی اللہ عنہُ کے سامنے آئے، دونوں ایک دُوسرے کے اتنے قریب ہوئے کہ اُن کی سواریوں کے جانوروں کی گردنیں ایک دوسرے سے مل گئیں، تو أمیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ نے زُبیر رضی اللہ عنہُ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ایک حدیث شریف یاد کروائی، جِسے سُن کر زُبیر رضی اللہ عنہُ نے فرمایا"""اے کی قسم میں آپ سے نہیں لڑوں گا"""، اور صفوف میں سے نکلتے ہوئے مدینہ منورہ کی طرف واپس روانہ ہوگئے،

یہ منظر دیکھ کر أمیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ کے اِرد گرد جمع مُنافقین جو کہ خود کو شعیان علی واھل بیت کہہ کر مُسلمانوں میں فساد کروا رہے تھے، اُن مُنافقین میں سے عمرو بن جرموز نامی ایک شخص زُبیر رضی اللہ عنہُ کے پیچھے ہو لیا، اور اپنے ساتھ دو اور منافقوں فضالہ بن حابس اور نفیع کو بھی شامل کیا، جنہوں نے زُبیر رضی اللہ عنہُ کو کوفہ سے چند میل کے فاصلے پر وادی السباع کے مُقام پر پا لیا، اور ملاقات کا شوق ظاہر کیا، زُبیر رضی اللہ عنہُ کے ایک ساتھی نے کہا کہ یہ شخص اسلحے کے ساتھ کِسی تیاری میں لگتا ہے،

زُبیر رضی اللہ عنہُ نے فرمایا"کوئی بات نہیں، ملنے دو"، اور کچھ روایات میں ہے کہ نماز کا وقت تھا، پس اُن لوگوں نے نماز کے وقت ہونے کا ذِکر کر کے زُبیر رضی اللہ عنہُ کو روکا، اور جب وہ اپنی سواری روک کر اُترنے والے تھے تو بد بخت منافق عمرو بن جرموز نے پیچھے سے دو وار کر کے زُبیر رضی اللہ عنہُ کو زخمی کیا اور اِس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے اُس کے دو جہنمی ساتھیوں نے بھی حملہ کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حواری، جیتے جی دُنیا میں ہی جنتی ہونے کی ضمانت حاصل کرنے والے زُبیر رضی اللہ عنہُ کو شہید کر کے اپنے لیے جہنم میں جگہ پکی کر لی،

البدایہ والنھایہ میں اِمام ابن کثیر رحمہُ اللہ نے لکھا کہ زیادہ مشہور یہ ہے کہ زُبیر رضی اللہ عنہُ کو وادی السباع میں سوتے ہوئے شہید کیا گیا،

عمرو بن جرموز نے زُبیر رضی اللہ عنہُ کی تلوار، انگوٹھی اور سر تن سے جدا کیے، اور لے کر أمیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اِس طرح وہ مُقربین میں سے ہو سکے اور اُن کا اعتماد حاصل کر کے مُسلمانوں کے درمیان فتنے اور فساد کو مزید ہوا دے سکے، لیکن جب وہ أمیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ کی خدمت میں

پہنچا، اور زُبیر رضی اللہ عنہ ُ کی تلوار اُن کی خدمت میں بجھوائی، اور ملاقات کی اجازت طلب کی، تو اَمیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ ُ نے زُبیر رضی اللہ عنہ ُ کی تلوار دیکھ کر فرمایا """اِس تلوار نے ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے پریشانیوں کو دُور کیا ہے """، اور اُس بد بخت جہنمی کو ملاقات کی اجازت نہ فرمائی، بلکہ اجازت طلب کرنے کا پیغام لانے والے سے کہا """ جاؤ، صفیہ کے بیٹے کے قاتل کو جہنمی ہونے کی خبر سنا دو """،

زُبیر رضی اللہ عنہ ُ کی لاش کو وہیں وادی السباع میں ہی دفن کیا گیا،

زُبیر رضی اللہ عنہ ُ کی شہادت کی خوش خبری بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زُبان مُبارک سے ادا ہو چکی تھی جب ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، ابو بکر الصدیق، عُمر الفاروق، عُثمان الغنی ذوالنورَین، علی بن ابی طالب، طلحہ، زبیر بن العوام، اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ حِراء پہاڑ پر کھڑے تھے کہ اچانک پہاڑ لرزنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿اسْكُنْ حِرَاءُ فَمَا عَلَيْكَ إِلاَّ نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ ::: سُکون پکڑو (اے) حِراء، تُمہارے اُوپر سوائے نبی، یا صدیق، یا شہید کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے﴾، صحیح مُسلم/حدیث 6401/کتاب فضائل الصحابہ/باب 2، حدیث کی تقریباً سب ہی معروف کتابوں میں اِلفاظ کے کچھ فرق سے یہ حدیث شریف مذکور ہے،

اللہ کے یہ سچے اور حقیقی ولی، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سچے عملی مُحب اپنی ساری زندگی اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ نچھاور کرتے ہوئے تاریخ دانوں کے محتاط اندازے کے مطابق چھیاسٹھ 66 سال کی عُمر میں اللہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے فرمان کے مُطابق شہادت کے عظیم رُتبے پر فائز ہو کر اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے چل پڑے، فانی دُنیا کے اِمتحانوں سے نجات دی گئی اور اللہ کی رضا اور جنت کی طرف بلا لیا گیا،

رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہ،

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اور ہر ایک کلمہ گو کو یہ ہمت عطاء فرمائے کہ ہم اللہ عزّ وجلّ کے اِن سچے اور حقیقی اولیاء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اِن سچے عملی مُحبان، یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو اپنے لیے مثالی شخصیات بنا کر اُن کے نقش قدم پر چل سکیں۔

❁❁ زید بن اَرقم، رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہ ❁❁

غزوہ احزاب (ذی القعدہ سن 5 ہجری) کے کچھ عرصے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قبیلہ بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار نے مُسلمانوں پر حملہ کرنے کا اِرادہ کیا ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اِس لڑائی کے لیے تیار کیا اور یہ چھوٹا سا لیکن عظیم الشان لشکر شعبان سن 6 ہجری کے شروع میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوا،

مُجاھدین نے مریسیع نامی کنویں کے قریب پڑاؤ ڈالا، جس کے ارد گرد بنو مصطلق کا قبیلہ پھیلا ہوا تھا،

محدث لائبریری///کتاب وسُنّت ڈاٹ کام/// http://kitabosunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہُ و اَرضاہُ کے ذریعے قبیلہ بنو مصطلق کو اِسلام میں داخل ہونے کی دعوت بھجوائی، مگر افسوس کہ بنو مصطلق کے لوگوں نے بڑے تکبر اور ڈھٹائی کے ساتھ صاف اِنکار کر دِیا اور مُسلمانوں سے لڑائی شروع کر دِی،

مُسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حکم کے مُطابق اچانک اِس قدر زوردار حملہ کیا کہ بنی مصطلق والوں کے ہوش و حواس گم ہوگئے اور اپنے دس آدمی مروا کر میدان سے بھاگ گئے،

اس جھڑپ کے بعد مُسلمانوں نے مریسیع کے قریب ایک بستی میں چند روز قیام کیا، اِس قیام کے دوران مُسلمانوں کے کے درمیان ایک ایسا واقعہ پیش آیا جِس کی وجہ سے کافروں کو مُسلمانوں پر ہنسنے اور اُن کا مذاق اُڑانے کا موقع مِلا،

ہوا یُوں کہ، ایک مہاجر صحابی جہجاہ رضی اللہ عنہُ بن مسعود الغِفاری اور ایک انصاری صحابی سنان الجہنی رضی اللہ عنہُ کے درمیان پانی کے حصول کے لیے سخت کلامی ہو گئی یہاں تک لڑائی ہو جانے کا شدید امکان پیدا ہو گیا،

انصاری صحابی رضی اللہ عنہُ نے مدد کے لیے انصار کو پکارا، اور مہاجر صحابی رضی اللہ عنہُ نے مہاجرین کو، رئیس المُنافقین عبداللہ بن اُبَیّ بھی اِس موقع پر موجود تھا، اُس نے سنان رضی اللہ عنہُ کو مدد دی تاکہ لڑائی میں اضافہ ہو، اُس بد بخت مُنافق عبداللہ بن اُبَیّ کے لیے تو یہ سنہری موقع تھا، کہ وہ تو ہمیشہ مُسلمانوں کی باہمی مُحبت واخوت کو کم کر کے اُنہیں کمزور کرنا چاہتا تھا، جیسا کہ مُسلمانوں کا ہر دُشمن چاہتا ہے، خواہ وہ کوئی کھلا کافر و مُشرک دُشمن ہو، یا کوئی ڈھکا چُھپا مُنافق دُشمن،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے شور سنا تو اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے اور اِرشاد فرمایا فرمایا ﴿یہ جاہلیت کی دُہائی کیسی؟ تم لوگ کہاں اور جاہلیت کی دُہائی کیسی؟ اسے چھوڑو، یہ بہت بری چیز ہے﴾،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا فرمان گرامی سُن کر دونوں طرف کے اصحاب آگے بڑھے اور سنان رضی اللہ عنہُ اور جہجاہ رضی اللہ عنہُ کی مابین جھگڑے کو ختم کروا کر اُن کے بھائی چارے کو پھر سے تازہ کیا،

عبداللہ بن اُبَیّ اور اس کے ساتھی آگ بگولا ہو گئے اور عبداللہ نے کہا""" یہ سب کچھ تمہارا اپنا ہی کیا دھرا ہے، اگر تم مہاجرین کی امداد ابند کر دو تو وہ تنگ آ کر خود ہی مدینہ چھوڑ دیں گے، اللہ کی قسم! مدینے واپس جا کر ہم میں سے جو عزت والا ہے وہ بے عزت (کمتر و ذلیل) کو شہر بدر کر دے گا"""،

(ہم اُس بد بخت مُنافق کی اِس مذکورہ بالا بات کے شر اور گناہ سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں واقع کو بیان کرنے کے لیے اس بات کا ذِکر ضروری نہ ہوتا تو اِس گستاخانہ بات کا ذِکر نہ کیا جاتا)

جہاں عبداللہ بن اُبَیّ نے یہ بات کی وہاں پر ایک نوجوان بھی موجود تھا جسے اِسلام سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے والہانہ مُحبت تھی، عبداللہ کی یہ باتیں سُن کر اُس کا خون کھول اٹھا اور اُس نے فوراً اپنے چچا عبداللہ رضی اللہ عنہُ بن رواحہ رضی اللہ عنہُ کو ساری بات بتائی،

(عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہُ کے بارے میں اِن شاء اللہ الگ بیان ہو گا)

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہُ نے فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں یہ بات پیش کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُس نوجوان کو بلایا اور اُس سے پوچھا تو اس نے وہی باتیں دُہرائیں جو اُس کے چچا نے کیں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿ہو سکتا ہے تم سے سننے میں کچھ غلطی ہو گئی ہو﴾،

نوجوان نے قسم کھا کر کہا """ یا رسول اللہ میں نے یہ باتیں عبداللہ بن اُبیّ کے منہ سے سنی ہیں """،

لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے عبداللہ ابنِ اُبیّ کو بلا کر دریافت فرمایا ﴿کیا تم نے یہ کچھ کہا ہے ؟﴾،

وہ بدبخت مُنافق بڑی صفائی سے مکر گیا، قسمیں کھانے لگا اور اُس نوجوان کو جھوٹا کہنے لگا،

انصار کو جن میں اُس نوجوان کے چچا بھی موجود تھے کو ابنِ اُبیّ کی قسموں پر یقین آگیا اور وہ نوجوان کی ملامت کرنے لگے کہ تم نے خوامخواہ جھوٹ بولا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو ناراض کیا، نوجوان افسردہ ہو کر وہاں سے چلا گیا، اِس دل گرفتگی کے عالم میں اُسے نیند آگئی اور وہ سو گیا، ابھی اُس کی آنکھ نہیں کھلی تھی کہ رحمتِ اِلٰہی کو جوش آگیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر سورت المُنافقون نازل ہوئی، جس میں اُس صالح نوجوان کی تصدیق کی گئی اور مُنافقین کی مکّاری کو آشکار کیا گیا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُسی وقت نوجوان کو بلایا، جب وہ آیا تو اُس کے سامنے سورۃ المُنافقون کی آیتیں پڑھیں اور پھر مُسکراتے ہوئے اُس نوجوان کے کان اپنے مُبارک ہاتھوں میں تھامے اور اِرشاد ﴿لڑکے کا کان سچا تھا، اللہ تعالیٰ نے خود اِس کی تصدیق فرما دی﴾،

یہ سعادت مند نوجوان جِس کی بات کی گواہی اللہ جلّ وعُلا نے نازل فرمائی، "زید رضی اللہ عنہُ بن اَرقم انصاری" تھا، اِن کا تعلق قبیلہ بنو حارث بن خزرج سے تھا، اور مکمل حسب و نسب اِس طرح بیان ہوتا ہے : """ ابو عمر زید (رضی اللہ عنہُ) بن ارقم بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک الاعز بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج اکبر """،

زید رضی اللہ عنہُ بہت چھوٹے تھے جب اُن کے والد اَرقم وفات پا گئے، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا تعلق بھی اُسی خاندان سے تھا اور زید رضی اللہ عنہُ کے دُور کے چچا بھی تھے، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہُ نے زید رضی اللہ عنہُ کے والد کی وفات کے بعد زید رضی اللہ عنہُ کو بہت شفقت اور محبت سے پالا تھا،

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہُ انصار کے سابقون الاولون میں سے تھے، اُنہوں نے بیعتِ عقبہ کبیرہ میں اللہ پاک کے دِین کو قُبول کیا، اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر اِیمان لائے، اور حقیقی اور سچا اِیمان لائے، اور اُس وقت ہی اُن کے ساتھ ہی ننھے سے زید رضی اللہ عنہُ کو بھی اللہ نے اِسلام کی نعمت سے مالا مال فرما دیا،

غزوہ بدر میں زید رضی اللہ عنہُ دس گیارہ برس کے تھے اس لیے غزوہ میں شامل نہ ہو سکے، اُس کے بعد غزوہ اُحد میں

بھی اُن کی عمر اتنی نہیں تھی کہ وہ لڑ سکیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُنہیں لڑنے کی اِجازت نہیں دِی، اور وہ سخت غمگیں ہو گئے، پھر اُسکے بعد غزوہ خندق کے وقت اِن کے شباب کا آغاز ہو چکا تھا، خُون میں حرارت تھی، خندق کی کھدائی اور باقی دُوسرے کاموں میں اُنہوں نے بڑے جوش و خروش اور دِلیری سے کام کیا، غزوہ خندق کے بعد غزوہ بنی مصطلق میں بھی شریک ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے 19 غزوات میں شرکت فرمائی جِن میں سے 17 میں زید رضی اللہ عنہُ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ساتھ ہی ساتھ تھے،

ذی القعدہ 6 ہجری میں زید رضی اللہ عنہُ کو بیعتِ رِضوان میں شریک ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا، اور وہ اُن خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے ہو گئے جن کو اللہ تعالیٰ نے "اصحاب الشجرۃ" کا لقب نوازا اور کھلے لفظوں میں اپنی خوشی، اپنی رضامندی کی بشارت عطاء فرمائی،

جمادی الاول 8 ہجری میں زید رضی اللہ عنہُ اپنے چچا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہُ کے ساتھ غزوہ موتہ کے لیے روانہ ہوئے، دونوں چچا بھتیجے ایک ہی اونٹ پر تشریف فرما ہوئے، اس غزوہ میں عبداللہ رضی اللہ عنہُ کو اللہ تعالیٰ نے شہادت، اور زید رضی اللہ عنہُ کو غازی ہونے کی سعادت عطاء فرمائی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی وفات کے بعد زید رضی اللہ عنہُ نے اپنی زندگی کا باقی حصہ درس واِرشاد اور تعلیم و تعلّم میں گزارا، زید رضی اللہ عنہُ کے ہمارے چوتھے بلا فصل خلیفہ اُمیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ سے بہت مخلص اور گہرے روابط تھے،

سن 68 ہجری میں زید رضی اللہ عنہُ کی وفات کوفہ میں ہوئی، اُس وقت اُن کی عُمر تقریباً اسّی برس تھی، رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ۔

کیا ہی بھلا ہو کہ یہ سچے محبانِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم، اور اللہ کے یہ حقیقی ولی ہمارے آئیڈیل ہوں جائیں کہ ہماری محبتِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم بھی ایسی ہی عملی مُحبت ہو جائے۔

سعد بن الربیع، رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ، بارہ نقیبوں میں سے ایک

اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کی رحمتیں بے حد و حِساب ہیں، جسے چاہے جو چاہے عطاء فرماتا ہے اور جسے چاہے جہاں چاہے جیسے چاہے اپنی عطاء کے لیے اختیار کرتا ہے، لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اِختیار کرنے سے پہلے ایک خاص معاملہ کیا، کہ اُن کے دِلوں کے تقوے کا اِمتحان لیا، اور پھر اُنہیں اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ساتھی ہونے اور اپنے آخری دِین کو مکمل طور پر نافذ کرنے کے لیے اِختیار کیا، اور قیامت تک کے لیے اپنے دِین کے لیے محیر العقول کارناموں کی اور غیر مثالی عظیم قربانیوں کی یکتا تاریخ مرتب کرنے کے لیے چُنا، یہ اللہ کے حقیقی سچے ولی تھے، اَنبیاء اور رسولوں علیہم السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بلند اور عظیم رُتبوں والے اور اللہ تعالیٰ کے قریبی ترین لوگ تھے، رضی اللہ عنہم اجمعین،

ہر ایک سچے اِیمان والے کے لیے اِسی رُتبہ بندی کے مُطابق اِن سے بڑھ کر اچھی مثالی شخصیت اور کوئی نہیں ہوتی،
آیے آج ایک اور ایسے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کے حقیقی اور سچے ولی کا تعارف حاصل کریں،
جہادِ اُحد کے بعد ایک دِن ایک صحابی رضی اللہ عنہُ اَمیر المومنین خلیفہ اول بلا فصل، افضل الخلائق بعد الانبیاء و الرسل، ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ سے ملنے آئے،
اُنہوں نے دیکھا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ لیٹے ہوئے ہیں اور ایک ننھی سی بچی کو اپنے سینے پر بٹھا رکھا ہے، نہایت مُحبت سے بار بار بچی کو بہلا رہے ہیں، کھیلا رہے ہیں، پیار کر رہے ہیں،
اُس صحابی رضی اللہ عنہُ نے حیرانگی کے ساتھ دریافت فرمایا """" اے ابو بکر یہ بچی کون ہے ؟ """"،
اَمیر المومنین ابو بکر رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ نے فرمایا """" یہ اُس شخص کی بچی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بہت بلند مرتبہ عطاء فرمایا، اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر اپنی جان قُربان کر دی اور قیامت کے دِن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے نقیبوں (کیپٹنز) میں شمار کیا جائے گا """"،
یہ بچی جب بڑی ہوئی تو ایک دفعہ خلیفہ اول بلا فصل، اَمیر المؤمنین ابو بکر الصدیق رضی عنہُ وأرضاہُ کے پاس ملنے آئی تو اَمیر المؤمنین رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ نے اپنی چادر بچھا کر اُنہیں بٹھایا،
اتنے میں خلیفہ دوئم بلا فصل، فاروق اَعظم عُمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما بھی وہاں تشریف لائے اور ایسی عزت سے بٹھائی جانے والی خاتون کے بارے میں دریافت فرمایا """" اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے خلیفہ یہ کون ہے ؟ """""،
خلیفہ اَول بلا فصل اَمیر المؤمنین ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ نے فرمایا """" یہ اُس کی بیٹی ہے جو مجھ سے اور تُم سے زیادہ خیر والا ہے """""،
عُمر رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی دی ہوئی بشارتوں کی بنا پر) کہا """" آپ سے اور مجھ سے زیادہ خیر والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے علاوہ اور کون ہے ؟ """""،
ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ نے فرمایا """" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلہ آلہ وسلم کے زمانے میں اُس کی موت واقع ہوئی اور جنّت میں اُس کی جگہ تیار ہوئی جب کہ میں اور تم ابھی (اِسی دُنیا) میں باقی ہیں """"،
اَمیر المؤمنین ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ کے پیٹ پر جو بچی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے خلیل کا پیار سمیٹ رہی تھی وہ جس عظیم باپ کی بیٹی تھی جس کی تعریف """ صدیق اکبر """ کی زبان سے بھی رواں ہوئی، جسے انہوں نے خود سے اور خلیفہ ثانی بلا فصل عُمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہُ سے زیادہ خیر والا کہا، اللہ کے اُس سچے ولی کا نام """" سعد رضی اللہ عنہُ بن ربیع الانصاری """" ہے،
سعد رضی اللہ عنہُ بن ربیع مدینہ منورہ کے قبیلہ خزرج کے خاندان بنو حارث بن خزرج (بنو حارثہ) سے تعلق رکھتے تھے، ان کا شجرہ نسب اِس طرح ہے :::
سعد رضی اللہ عنہُ بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن اَمرا‌ؤالقیس بن مالک اَعز بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج اکبر، والدہ

کا نام ہزیلہ تھا، سعد رضی اللہ عنہُ بن ربیع کا شمار اپنے قبیلے کے نہایت خوشحال لوگوں میں ہوتا تھا،
وہ اَنصار کے اُن چند لوگوں میں سے تھے جو پڑھنا لکھنا جانتے تھے، دولت اور ثروت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سعد رضی اللہ عنہُ کو نہایت اچھی صاف ستھری عادات واطوار بھی عطا فرمار کھی تھیں،
سن 11 نبوت میں جب چھ خوش نصیب خزرجیوں کے ذریعے ہادی عالمین صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی دعوت حق اُس وقت کے اہل یثرب تک پہنچی تو سعد رضی اللہ عنہُ بن ربیع نے کسی تأمل یا تردد کے بغیر اُس دعوت کو قُبول کیا اور یوں اَنصار کے سابقین اَولین میں شمار ہونے کی سعادت عظیم حاصل کی،
کچھ روایات میں یہ خبر بھی ملتی ہے کہ سعد رضی اللہ عنہُ بن ربیع عقبہ اولیٰ یعنی اہل مدینہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ہاتھ مُبارک پر پہلی بیعت کے وقت ہی مُسلمان ہوئے،
اس کے بعد انہیں اُن پچھتّر 75 مُقدس لوگوں میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا جنھوں نے بیعت عقبہ کبیرہ میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ساتھ یہ مُقدس عہد کیا کہ """"یا رسول اللہ، رب کی قسم ہم ہر حال میں اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ آپ کی مدد اور حفاظت کریں گے """"،
اِس کے صِلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُن سب کو جنت کی بشارت دی اور اِرشاد فرمایا ﴿ بَل اللَّمُ اللَّمُ والهَدمُ الهَدمُ أنتم مِنِی وانا مِنکم أُحارِب مَن حارَبتُم وأُسالم مَن سَالمتُم ::: میرا خون تمہارا خون اور میرا ذمہ تمہارا ذمہ ہے میں تم سے ہو اور تم مجھ سے ہو، تم جس سے لڑو گے میں بھی اس سے لڑوں گا اور تم جس سے صلح کرو گے میں بھی اس سے صلح کروں گا ﴾،
گویا سعد رضی اللہ عنہُ بن ربیع اُن خوش نصیب ہستیوں میں سے تھے جن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے عہد فرمایا کہ میرا مرنا میرا جینا تمہارے ساتھ ہو گا،
اِس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے حکم فرمایا ﴿ أُخرِجُوا إِلی اثنی عَشر نَقیباً مِنکم یَکونُونَ عَلَی قومِهِم ::: تم لوگ (دِینی اُمور کی حفاظت کے لیے) اپنے بارہ نقیب منتخب کر لو، جو اپنی اپنی قوم پر نگران ہوں گے ﴾،
چنانچہ شرکائے بیعت نے اتفاق رائے سے اپنے لیے بارہ نقیب (کیپٹنز) منتخب کر لیے، اُن میں سے نو قبیلہ خزرج اور تین قبیلہ اَوس سے تعلق رکھتے تھے، خزرجی نُقباء میں سے ایک سعد رضی اللہ عنہُ بن ربیع بھی تھے،
سعد رضی اللہ عنہُ کو عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ رضی اللہ عنہُ کے ساتھ بنو حارثہ کا نقیب بنایا گیا،
ہجرت نبوی کے پانچ ماہ بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مہاجرین اور اَنصار کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا تو سعد رضی اللہ عنہُ بن ربیع کو عبدالرحمان رضی اللہ عنہُ بن عوف کا اِسلامی بھائی بنایا،
بھائی چارہ کے قیام کے بعد سعد رضی اللہ عنہُ نے خلوص اور ایثار کا ایسا عظیم الشان مُظاہرہ کیا جِس کی مِثال اِنسانی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے،

http://kitabosunnat.com /// محدث لائبریری /// کتاب وسُنّت ڈاٹ کام

سعد رضی اللہ عنہُ بن ربیع کی دو بیویاں تھیں، اپنے مال و اسباب کو اپنے اِسلامی بھائی عبدالرحمان رضی اللہ عنہُ بن عوف کے ساتھ آدھا آدھا تقسیم فرمایا اور اُس کے بعد عبدالرحمان رضی اللہ عنہُ کو پیشکش کی کہ اگر وہ چاہیں تو سعد رضی اللہ عنہُ اپنے ایک بیوی کو طلاق دے کے اُن کے نکاح کے لیے آزاد کر سکتے ہیں،

لیکن عبدالرحمان رضی اللہ عنہُ نے سعد رضی اللہ عنہُ کو بہت بہت دُعائیں دیتے ہوئے اُن کی یہ پیشکش قُبول نہ کی،

أنس ابن مالک رضی اللہ عنہُ نے اِس واقعہ کا ذکر اِن اِلفاظ میں کیا:::

"""ہمارے ہاں عبدالرحمان رضی اللہ عنہُ بن عوف آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہُ بن ربیع کے ساتھ اُن کا اِسلامی بھائی چارہ قائم فرمایا، سعد رضی اللہ عنہُ دولت مند آدمی تھے، اُنہوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہُ بن عوف سے کہا""تمام اَنصار جانتے ہیں کہ میں نہایت دولتمند آدمی ہوں، میں اپنا مال آپکے ساتھ آدھا آدھا بانٹ دوں گا، اور میری دو بیویاں ہیں آپ دیکھیے جو آپ کو مُناسب لگے میں (اُسے طلاق دے کر) اُس کا نکاح آپ کے ساتھ کر دوں گا""،

تو عبدالرحمان رضی اللہ عنہُ نے کہا""اللہ آپ کے مال اور بیویوں میں برکت دے، مجھے بازار کی راہ بتایے""،

سعد رضی اللہ عنہُ نے بازار تک اُن کی رہنمائی کی جہاں عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہُ بن عوف نے تجارت شروع کی اور ایک دِن آیا کہ مدینہ میں اُن سے بڑا تاجر اور کوئی نہ تھا""""،

سن 2 ہجری میں سعد رضی اللہ عنہُ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ساتھ جہادِ بدر میں شامل ہونے کا عظیم شرف حاصل ہوا، اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں والے بدری لشکر میں ہوئے،

بدر کے بعد سعد رضی اللہ عنہ جہادِ اُحد میں شریک ہوئے اور بڑی جانبازی سے لڑے یہاں تک کہ زخموں سے چُور چُور ہو کر گر پڑے، ایک روایت میں ہے کہ اُنہیں بارہ شدید زخم آئے، اور ایک روایت میں ہے کہ اُنہیں خنجر، تلوار، تیر، نیزے وغیرہ کے ستر زخم آئے تھے، جو اِس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ کا یہ مُحب اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے لیے اپنی جان کی کوئی پرواہ کیے بغیر اللہ کے دُشمنوں سے لڑا اور خوب لڑا اور اِس طرح لڑا کہ اللہ نے اُس کی جان کا نذرانہ قُبول فرما لیا، اور اُنہیں اپنے شہیدوں میں شامل فرما لیا،

سعد رضی اللہ عنہُ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے بے پناہ مُحبت تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو بھی اُن سے بڑا لگاؤ تھا، جہاد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو سعد رضی اللہ عنہُ نظر نہ آئے تو صحابہ رضی اللہ عنہُ سے دریافت فرمایا،

﴿أَلا رَجلٌ يأتيينى بِخبرِ سَعد بن الرَّبيع فَان آخرَ عَهدى بِهِ إِنى رَأيتُهُ بِملاذ الجَبل وقد شُرعِت إليهِ الرِّماح::: کیا کوئی ایسا ہے جو مجھے سعد بن ربیع کی خبر لا دے؟ میں نے اُسے آخری دفعہ پہاڑ کی طرف دیکھا تھا اور اُس کی طرف تیروں کی بوچھاڑ کی جا رہی تھی﴾،

اَنصار میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہُ نے عرض کیا""میں حاضر ہوں یا رسول اللہ""،

اور وہ صحابی سعد رضی اللہ عنہُ کو میدان جہاد اور اُس کے اِردگِرد لاشوں میں تلاش کرنے لگے، اور ایک درخت کے پاس لاشوں کے درمیان اُنہیں شدید زخمی حالت میں پالیا، اور اُنہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اُن کے لیے فِکر مند ہیں،

تو سعد رضی اللہ عنہُ نے فرمایا """رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بھی میری طرف سے سلام عرض کر دینا اور بتانا کہ مجھے بارہ گھاؤ لگائے گئے اور میں نے اپنے مقابل آنے والے سب کو جہنم کی طرف روانہ کر دیا اور میری قوم کو بھی میرا سلام کہنا اور اُنہیں کہنا کہ سعد بن ربیع نے تُم لوگوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ تُم لوگوں میں سے کِسی ایک کے بھی زندہ رہتے ہوئے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو قتل کر دیا گیا تو اللہ کے سامنے تمہارے لیے کوئی عُذر نہ ہو گا""""،

اور ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہُ کو سعد رضی اللہ عنہُ کو تلاش کرنے کے لیے بلوایا اور اِرشاد فرمایا ﴿إن رأيتَه فأقرئهُ مِني السّلامَ وقُل لَه يَقولُ لكَ رَسولُ اللّهِ كَيفَ تَجِدُكَ ::: جب تُم اُسے دیکھو تو اُسے میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) نے دریافت فرمایا ہے کہ تُم نے (یہ معاملہ) کیسا پایا؟﴾،

زید رضی اللہ عنہُ بن ثابت کا کہنا ہے کہ """میں نے لاشوں کے درمیان تلاش شروع کی اور ایک جگہ سعد رضی اللہ عنہُ کو لاشوں کے درمیان اِس حالت میں پالیا کہ اُنہیں نیزوں، تلواروں، اور تیروں کے ستر زخم لگے ہوئے تھے اور وہ زندگی کی آخری رمق پر تھے، میں نے اُن سے کہا، اے سعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے تمہیں سلام کہا ہے اور دریافت فرمایا ہے کہ ﴿تُم نے (یہ معاملہ) کیسا پایا؟﴾،

تو سعد رضی اللہ عنہُ نے جواب دیا """اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) پر سلامتی ہو اور تُم پر بھی سلامتی ہو میری طرف سے اُن کی خدمت میں عرض کرنا، اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) میں جنّت کی خوشبو پاتا ہوں اور میری قوم اَنصار سے کہنا، جب تک تُم لوگوں میں کوئی ایک بھی ایسا ہے جس کی پلک جھپک سکتی ہو اور ایسے میں اگر (دُشمن) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) تک پہنچ گیا تو تُم لوگوں کے لیے اللہ کے سامنے کوئی عُذر نہ ہو گا""" اور یہ کہتے ہوئے سعد رضی اللہ عنہُ کی جان نکل گئی""""

اللہ کے ایک حقیقی اور سچے ولی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حقیقی اور عملی مُحب کی پاکیزہ رُوح اپنے رب کی رحمتوں، مغفرتوں اور جنتوں کی طرف پرواز کر گئی،

ایک دردمند شاعر نے اِس واقعہ کو اِن الفاظ میں بیان کیا ہے :::

ارشادِ مصطفےٰ ہوا ہنگام ختمِ جنگ   کیا سعد بن ربیع سے کوئی باخبر ہے فرد
بے حد تلاش اور بہت جستجو کے بعد   زخمی سپاہیوں میں نظر آیا نیک مرد
دم توڑتا تھا خون میں نہایا ہوا تھا سعد   دل میں مگر تھا محبت رسول اللہ کا درد

فرمایا تھوڑی دیر کا بس مہمان ہوں اے مہربان، رسول اللہ کو پہنچا سلام جلد
پیغام قوم کو یہی بالاختصار ہے میرا باقی ہے روح جسم میں قائم ہے اگر جسد
دشمن نہ آنے پائے رسول اللہ کے پاس روز حساب ہوگا ہر اک عذر فقط رد

اُبي بن کعب رضی اللہ عنہُ نے سعد رضی اللہ عنہُ کے آخری اِلفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:::

﴿اللہ سعد کو اپنے دامن رحمت میں جگہ دے، زندگی اور موت دونوں میں اللہ اور اللہ کے رسول کے بہی خواہ رہے﴾،

اِسی غزوہ میں خارجہ بن زید ابی زہیر رضی اللہ عنہُ بھی بڑی بہادری سے لڑے اور شہید ہوئے تھے،

سعد رضی اللہ عنہُ کی اللہ عزّ و جلّ کے ہاں عِزت اور بلند رُتبے کا یہ عالم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی شہادت کے بعد اُن کی بیٹیوں کے حق کو محفوظ رکھتے ہوئے قیامت تک کے لیے سارے مُسلمانوں کے لیے قانون وارثت مقرر فرمادیا،

سعد رضی اللہ عنہُ کی شہادت کے بعد اُن کی اولاد میں صرف دو کمسن بیٹیاں تھیں، اس وقت کے عام معمول اور مروج طریقے کے مُطابق سعد رضی اللہ عنہُ کے بھائی نے سعد رضی اللہ عنہُ کی جائیداد لے لی تو سعد رضی اللہ عنہُ کی بیوی عمرہ بنت حرام اپنی دونوں بیٹیوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کیا،

""""یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) یہ دونوں بیٹیاں سعد کی ہیں اور اِن کے باپ کی جائیداد اِن کے چچا نے لے لی ہے، اگر اُس نے اِن کے باپ کا مال اِنہیں نہ دِیا تو اللہ کی قسم اِن کی شادیاں نہ ہو پائیں گی""""،

اُن کی یہ بات سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿یَقضِی اللّٰہُ فی ذَلک::: اللہ اِس مُعاملے میں فیصلہ فرمائے گا﴾،

تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آیت میراث یعنی وراثت کے احکام والی آیت نازل فرمائی، سُورت النساء (4)/آیت 11،

اِس آیت مُبارکہ کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿ إدعُوا لِي المَرأَةَ وَصَاحِبَهَا فقال لِعَمِّهِمَا ::: (سعد کی) عورت کو اور اُس کے معاملے والے ساتھی کو میرے پاس بلاؤ﴾ اور اُن دونوں بچیوں کے چچا یعنی سعد رضی اللہ عنہُ کے بھائی کو حکم فرمایا ﴿ أَعطِهِمَا الثُّلُثَينِ وَأَعطِ أُمَّهُمَا الثُّمُنَ و ما بقي فَلکَ::: اِن دونوں بچیوں کو ایک ایک تہائی حصہ دے دو اور اِن کی ماں کو ایک آٹھواں حصہ دے دو اور جو باقی بچے وہ تُمہارے لیے ہے﴾،

یہ اِکرام ہے اللہ اکرم الاکرمین کی طرف سے اُس کے حقیقی اور سچے ولیوں کا، اُس کے خلیل محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے سچی، حقیقی اور عملی مُحبت کرنے والوں کا،

اللہ پاک ہمیں اُنکے نقش قدم پر چلنے کی ہمت عطا فرمائے، ہمارے دِلوں کو اُن کی مُحبت سے بھرے رکھے اور اُن کے

بغض کے عذاب سے محفوظ رکھے ،

❁❁❁ شماس بن عُثمان رضی اللہ عنہُ و أرضاہُ ❁❁❁

عیسائیوں کے پادریوں میں کچھ ایسے ہوتے تھے جو اپنے سر کو درمیان میں سے مونڈھ کر رکھتے تھے، اور اِرد گِرد کے بال بڑے رکھتے تھے، جیسا کہ آج کل کا ایک ہیر سٹائل """پنکھ""" ہے ،

یہ عسائیوں کے پادریوں کا انداز تھا، جسے آج ایک جدید انداز سمجھ کر کئی جِدت پسند، فیشن اور سٹائلز کے سامنے اپنا آپ ہارے ہوئے مُسلمان بھی اپناتے ہیں اور اُس میں فخر محسوس کرتے ہیں ،

یقیناً ہمارے وہ مُسلمان بھائی اپنے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا یہ فرمان نہیں جانتے کہ ﴿مَن تشبَّہ بِقومٍ فَھُو مِنھُم ::: جِس نے جِس قوم کی نقالی کی وہ اُن ہی (یعنی اُسی قوم) میں سے ہے﴾ سُنن أبو داؤد/حدیث 4025/کتاب اللباس/باب 4 لبس الشھرۃ،اِمام البانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ صادر فرما دیا ہے لہذا جو لوگ جِن کی نقالی کرتے ہیں اُن میں سے ہی ہوں گے اللہ تعالیٰ ہمیں غیر مُسلموں کی ہر قسم کی نقالی سے محفوظ رکھے ،

جی، تو عیسائیوں کے اُن پادریوں کو اُس وقت """شماس""" کہا جاتا تھا، ایک دفعہ عیسائیوں کے اِن شماس پادریوں میں سے کچھ پادری مکہ آئے جو کافی خوبصورت تھے، مکہ کے لوگ اُن کی خوبصورتی دیکھ کر حیران تھے اور اُن کی خوبصورتی سے متاثر ہو رہے تھے، اُن کا اِس طرح مرعوب ہونا دیکھ کر اُن کے ایک بڑے سردار عُتبہ بن ربیعہ نے کہا""" میں تُم لوگوں کو اِن سے زیادہ خوبصورت شماس لا کر دیتا ہوں، اور اپنے بھانجے عُثمان بن عُثمان کو لایا جو بہت زیادہ حُسین تھے، پس اہل مکہ میں اُن کا لقب """شماس""" مشہور ہو گیا، اُن کا اصل نام عثمان بن عثمان بن الشرید، القرشی المخزومی تھا ، اور اِن کا لقب شماس اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطاء کردہ خوبصورتی کی وجہ سے پڑا تھا اور آہستہ آہستہ اُن کے اصل نام پر غالب آگیا،

حسن و جمال کا یہ پیکر کہ جِس کی مثال مکہ مکرمہ والے دینے سے قاصر تھے کہ اُنہوں نے کبھی کہیں اُس سے زیادہ حسین و جمیل نوجوان نہ دیکھا تھا نہ سُنا تھا، شماس رضی اللہ عنہُ کی والدہ کا نام صفیہ بنت ربیعہ بن عبد شمس تھا، جو مکہ مکرمہ میں مُشرکین ومُنافقین کے ایک سردار عتبہ بن ربیعہ کی بہن تھی، شماس رضی اللہ عنہُ کی بیوی اُم حبیب بنت سعید المخزومیہ تھی اور اِس کا ایک بیٹا عبداللہ بن شماس بن عثمان تھا،

مکہ مکرمہ میں شماس رضی اللہ عنہُ نے قبیلہ بنو مخزوم میں مال، عِزت، ناز و نعمت اور خوشحالی والے ماحول میں زندگی بسر کر رہے تھے، اور اِن دُنیاوی نعمتوں پر خوش اور نازاں تھے، لیکن جب دِل پر انوارِ ایمان کا تجلیات واقعہ ہونے لگیں تو اِن ظاہری چیزوں کی اُن کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہ رہی، پس کچھ ہی عرصہ میں اُنہوں نے اپنے رب اللہ جلّ وعُلا کے دِین حق کو قُبول کر لیا، ظاہری حُسن میں نورِ اِیمان کی جِلاء بھی شامل ہو گئی تو ظاہر بھی حُسین تر ہو گیا اور ظاہر

کے ساتھ ساتھ باطن بھی حُسین اور روشن ہو گا،
شماس رضی اللہ عنہُ بڑے خُلوص دِل سے اِستقامت کے راستے پر گامزن ہوئے، جرأت و بہادری، فضائل و مَناقب، اعلیٰ اِخلاق اِقدار، قابل تعریف کِردار، سخاوت، شرافت، اور مساکین سے ہمدردی میں سب سے بڑھ کر تھے، اور اُن لوگوں میں معروف و محبوب تھے،
اللہ تعالیٰ نے شماس رضی اللہ عنہُ کو چہرے کی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ عمدہ رائے اور حُسن ء کلام جیسی دِل آویز خوبیوں سے بھی نوازا تھا،
شماس رضی اللہ عنہُ نے اپنی بچپن کی یادیں، خاندان، اور رشتہ دار مکہ مکرمہ میں چھوڑے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں دُوسری ہجرت کرنے والے مؤمنین کے ساتھ حبشہ ہجرت فرما گئے، اور پھر وہاں سے ہجرت فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے،
اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ نے اپنے اِس حقیقی اور سچے ولی کو ایک عِزت یہ بھی عطاء فرمائی کہ اُنہیں بدری صحابہ میں شامل فرمایا، یعنی اُن صحابہ رضی اللہ عنہم میں جنہوں نے اِسلام کے پہلے جہادی معرکے غزوہ بدر میں حصہ لیا اور اللہ عزّ و جلّ پر، اور اللہ کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر اپنے اِیمان اور اُن سے اپنی مُحبت کا سخت ترین اِمتحان دِیا،
شماس رضی اللہ عنہُ جنگِ بدر میں شریک ہوئے اور اہل بدر وہ خوش نصیب لوگ ہیں جِنہیں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رضامندی عطاء ہوئی،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے شماس رضی اللہ عنہُ اور غسیل الملائکہ (جن کو فرشتوں نے غسل دیا) حنظلہ رضی اللہ عنہُ بن ابی عامر انصاری کے درمیان دینی بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا،
(اِن شاء اللہ، حنظلہ رضی اللہ عنہُ کے بارے میں الگ بیان ہو گا)
یہ دونوں مُعزز شہسوار جن کے درمیان رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے بھائی چارہ قائم فرمایا، جہاد اور شہسواری کے میدان میں بھی بھائی بھائی ہی رہے، اِن کی باہمی اخوت ایک دُوسرے سے لازم و ملزوم رہی، اِن کی اخوت میں سے اِس قدر مُحبت اور خُلوص تھا کہ، اللہ جلّ جلالہُ نے اِن دونوں مؤمن بھائیوں کو شہادت بھی اکھٹے ہی عطاء فرمائی، گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اِن دونوں سچے حقیقی اور عملی مؤمن بندوں، اپنے سچے اور حقیقی ولیوں کی بھائی بندی میں کوئی دُوری نہ آنے دِی، نہ ہی دُنیا میں اور نہ ہی جنّت میں،
جب جِہاد اُحد واقع ہوا، تو اللہ کا یہ حقیقی، سچا، مؤمن، مُجاھد ولی شماس رضی اللہ عنہُ بھی اپنے دُوسرے مُجاھد بھائیوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے دِین، اللہ کے کلمے، اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سر بلندی اور حفاظت کے لیے اپنی جان پیش کرنے کے لیے میدان ء اُحد میں اللہ کے دُشمنوں کے سامنے جا صف آراء ہوئے،
جب جنگ کی آگ کا اُلاؤ دھک رہا تھا تو عین اُس وقت شماس رضی اللہ عنہُ اللہ کے دُشمنوں کی صفوں میں جا گھسے، اور اُن کی صفیں درھم برھم کرنے لگے،

محدث لائبریری/// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام /// http://kitabosunnat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی بڑی اکثریت میدان جنگ میں ہر طرف ہی کافروں سے بر سر پیکار تھی، اِس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے کافروں اور مُشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی طرف گھیراؤ کرنا شروع کر دِیا، اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرنے لگے،

اس مُشکل ترین، نازک ترین، اور حساس ترین، صُورتحال میں کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین فی الفور رسول اللہ صلی اللہ کے اِرد گِرد جمع ہوگئے اور نعرے بازی کرنے کی بجائے اپنی مُحبت رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ایسی عملی مثالیں پیش کی جن کی مِثال اِنسانی تاریخ میں ملنا محال ہے،

اُن مُحبین و محافظینِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم میں سے سعد بن ابی وقاص، ابو دُجانہ، رضی اللہ عنہما بھی تھے (اِن کے واقعات پہلے بیان کیے جا چکے ہیں، وللہ الحمد)، اور ہمارے آج کے درس کی مثالی شخصیت، شماس رضی اللہ عنہُ بھی تھے، یہ شماس رضی اللہ عنہُ اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سامنے آن کھڑے ہوئے اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر ہر طرف سے ہونے والے حملوں کو اِس طرح روکنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم دائیں بائیں جس طرف بھی رُخ مُبارک فرماتے اپنے سامنے شماس رضی اللہ عنہُ کو ہی پاتے،

اِسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر کچھ غشی سے طاری ہوئی اور موقع غنیمت جانتے ہوئے دُشمنوں نے اپنے حملے مزید تیز کر دیے، اور شماس رضی اللہ عنہُ اُن کے وار اپنی تلوار سے نہ روک پائے تو انہوں نے اپنے اِیمان اور اپنی حقیقی اور عملی محبت رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ثبوت یوں پیش کیا کہ اپنے آپ کو ہی اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے جسم مُبارک کی ڈھال بنا دیا اور ہر وار کو اپنے جسم پر لیتے رہے،

جب شماس رضی اللہ عنہُ زخموں سے چُور ہو کر گر گئے تو ایک اور سچے مُحب رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنی سچی عملی مُحبت کا ثبوت دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر اپنی جان نچھاور کرنے کے لیے اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ڈھال بن گئے،

یہ مدرسہ محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کے پڑھے ہوئے، مُحبت محمدیہ کا پاکیزہ شربت پیے ہوئے، محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سچے عملی محب تھے، نعرے بازی کرنے والے، دِیے، چراغ اور رنگ برنگ موم بتیاں جلا کر، اگر بتیاں سُلگا کر، گانوں کی طرح نام نہاد نعتیں گا گا کر، ڈھول اور ڈفلیاں بجا بجا کر، محض دعویٰءِ مُحبت، کرنے والے نہ تھے، وہ دعویٰءِ مُحبت جسے ہمارے وہ مدعی بھائی بہنیں نارَوا لفظ عِشق سے تعبیر کرتے ہیں،

بلکہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین وأرضاھم اللہ عزّ وجلّ اور اُس کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حقیقی سچے عملی مُحب تھے، جس کا ثبوت اللہ کی ہر عطاء کو اللہ کی راہ میں قُربان کر کر کے دیتے رہے،

شماس رضی اللہ عنہُ کو قتل کرنے والے بدنصیب جہنمی کا نام اُبیّ بن خلف ذِکر کیا گیا ہے،

شماس رضی اللہ عنہُ کو اُس شدید زخمی حالت میں مدینہ منورہ لایا گیا، ابھی اُن کے کچھ مُبارک سانس باقی تھے، اُن کو اِیمان والوں کی والدہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حُجرہ مُبارکہ میں لایا گیا تو اِیمان والوں کی والدہ اُم سلمہ نے فرمایا """میرا چچازاد بھائی میرے پاس لایا جانا چاہیے"""، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو

حکم فرمایا ﴿إِحملوهُ إِلیٰ أُم سلمه:::اِسے اُم سلمہ کے پاس لے جاؤ﴾،

اور پھر یہیں اِیمان والوں کی والدہ محترمہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے حُجرہ مُبارکہ میں سے ہی شماس رضی اللہ عنہُ کی مؤمن وسعید، مَسرُور و مُطمئن رُوح اپنے رب ذوالجلال کی بے کراں رحمتوں اور وسیع و عریض جنّت مُں داخل کیے جانے کے لیے طرف قبض کر لی گئی، کہ اپنے جسم میں پلٹائے جانے تک وہاں سبز پرندوں کی پوٹوں میں اللہ پاک کی طرف خصوصی رِزق پاتی رہے،

شماس رضی اللہ عنہُ کو بھی بقیع میں دفن کیا گیا، اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے شہداءِ اُحد کو مدینہ کے قبرستان سے نکال کر واپس میدان جہاد میں ہی دفن کرنے کا حُکم دیا گیا تو شماس رضی اللہ عنہُ کی لاش کو بھی وہاں لے جا کر دفن کیا گیا،

شہداء اپنے رب اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں زندہ ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اُن کا کس کس طرح سے اِکرام فرماتا ہے وہی جانتا ہے، اور اُس اِکرام میں سے جو چاہتا ہے دُنیا والوں کو بھی دِکھاتا ہے،

شہداء کو عطاء کردہ کرامات یعنی عِزت وبزرگی میں سے ایک کرامت تو اللہ نے یہ ظاہر فرمائی کہ شماس رضی اللہ عنہُ، اسد اللہ ورسولہ (یعنی اللہ اور اُس کے رسول کے شیر) حمزہ بن عبدالمطب، سفیرِ اسلام مُصعب بن عُمیر، اور عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی ﴿وَلاَ تَحسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّهِ أَموَاتاً بَل أَحيَاء عِندَ رَبِّهِم يُرزَقُونَ :::اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے اُنہیں تُم لوگ مرا ہو مت سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں (اور) رزق پاتے ہیں﴾ سورت آل عمران (3)/آیت 169،

اور دُوسری کرامت یہ عطاء فرمائی کہ چھ سو چالیس ہجری میں ایک زبردست سیلاب کے ذریعے اِن چاروں کی لاشیں زمین سے باہر کر دیں اور وہ لاشیں اِس طرح تھیں کہ گویا زندہ اِنسان ہیں، اُس وقت لوگوں نے اِن کی پہچان کی اور اِن کو پھر سے الگ جگہ دفن کیا گیا، اِسی لیے آج جہادِ اُحد کے شہداء میں سے کسی اور کی قبر کا پتہ نہیں لیکن اِن چاروں کی قبریں سب کے سامنے ہیں، رضی اللہ عنہم وأضاھم،

شماس رضی اللہ عنہُ کی عمر مُبارک وقتِ شہادت پر صرف 34 سال کی تھی، اِس جوانی کے عالم اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لیے اُس کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر قُربان ہو گئے، اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے اور اُنہیں فردوسِ اعلیٰ میں اُن کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے قُرب میں جگہ عطاء فرمائے اور ہم سب کو بھی یہ ہمت عطا فرمائے کہ ہم اللہ کے اِن حقیقی اور سچے اولیاء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اِن حقیقی، سچے اور عملی مُحبان کو اپنے لیے مثالی شخصیات بنا کر اِن کے نقش قدم پر چلیں، اور اُن کے ساتھ اللہ کی جنّت میں، اللہ کے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے قُرب میں آباد ہونے والوں میں ہو سکیں، آمین۔

❀❀❀ ضحاک ، بن سُفیان ، رضی اللہ عنہُ و أرضاہُ ❀❀❀
❀❀❀ سیاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ❀❀❀

فتح مکہ کے چند دن بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم بنو ہوازن کے سرکشوں کی سرکوبی کے لیے مکہ مکرمہ سے حُنین کی طرف روانہ ہوئے، تو دُوسرے قبائل کے عِلاوہ بنو کلاب کے مُجاہدین کی ایک جماعت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور اللہ کے دِین کی سر بلندی کے لیے، اللہ کی راہ میں اپنی جانیں پیش کرنے کی اجازت طلب کی، جوشِ جہاد سے سرشارانِ مؤمنوں کی اللہ تبارک و تعالیٰ، اور اللہ کے دِین کے لیے مُحبت دیکھ کر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم خوش ہوئے، اور مُجاہدین کی اِس جماعت سے دریافت فرمایا ﴿تمہاری جماعت میں کتنے آدمی ہیں ؟﴾،

مُجاھدین نے عرض کیا """اے اللہ کے رسول، ہم نو سو ہیں """،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿اگر تم لوگ پسند کرو تو میں تمہیں ایک ایسا شہسوار دے دُوں جو تمہاری تعداد کو ایک ہزار کے برابر کر دے اور تمہاری قیادت بھی کرے﴾،

اُن سب نے ہی بیک زبان عرض کیا """جی ضرور اے رسول اللہ """،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے ایک خوبصورت شکل و صُورت اور خوشنما مضبوط جسم والے صاحب کو سامنے آنے کا اِشارہ فرمایا، اللہ کے اُس سچے، اور حقیقی مؤمن اور ولی نے پلک جھپکنے میں اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی، اور خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سامنے پیش کر دِیا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے بنو کلاب کی سالاری (اُمارت) کا جھنڈا اُنہیں مرحمت فرمایا اور بنو کلاب سے مخاطب ہو کر فرمایا ﴿اب تم پورے ایک ہزار ہو گئے، جاؤ اور اپنے امیر کی اطاعت کرنا﴾،

یہ صاحب جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے پورے ایک سو شہسواروں کے برابر قرار دیا """ ضحاک رضی اللہ عنہُ بن سفیان تھے """،

جنہیں تاریخ نے """سیافِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم """ یعنی، """رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی تلواریں کے لقب سے محفوظ کر رکھا ہے"""،

اللہ کے اِس مؤمن، مجاھد، سچے اور حقیقی ولی، اور اللہ اور اُس کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اِس سچے، حقیقی اور عملی مُحب کا شُمار اپنے دیگر مؤمن بھائیوں، یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے نہایت مخلص جاں نثاروں میں ہوتا ہے، اُن کی کُنیت ابو سعد یا ابو سعید ہے، اور وہ بنو کلاب سے تعلق رکھتے تھے، نسب نامہ یہ ہے:::

"""ضحاک رضی اللہ عنہُ بن سفیان بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامر

 http://kitabosunnat.com /// محدث لائبریری /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام

کلابی"""،

ضحاک رضی اللہ عنہ ُزمانہ جاہلیت میں اپنے قبیلے کے سرداروں اور بہادر لوگوں میں شمار ہوتے ہیں اور شعر وشاعری میں بھی دَرک رکھتے تھے،

جب اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اِسلام کی نعمت سے مالا مال فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اُنہیں اُن کے قبیلے بنو کلاب کا أمیر اور ایک دُوسری روایت میں ہے کہ عاملِ صدقات مُقرر فرمایا،

سانحہ بئیر معونہ میں بنو عامر کے سردار عامر بن طفیل کی غداری کی وجہ سے اُنتالیس 39، یا اُنہتر 69 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین شہید ہوئے، اُن صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ابو البراء عامر بن مالک بن جعفر کلابی کی درخواست پر بنو عامر میں تبلیغ اِسلام کے لیے بھیجا تھا عامر بن طفیل نے قبیلہ رعل، اور قبیلہ ذکوان کی مدد سے ایک صحابی (عمروؓ بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ ُ) کے عِلاوہ ابقے سب ہی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو نہایت بے دردی سے شہید کر ڈالا، شہداء میں حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ُ بھی تھے، جِن کے بارے میں یہ بتایا جاتا ہے کہ جب اُن کے قاتل جبار بن سلمی کلابی نے اُنہیں نیزہ مارا تو اُنہوں نے اپنی کامیابی کا اظہار اِن اِلفاظ میں فرما کر کہ """فُزتُ وَاللّٰہ:::اللہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا"""، کفار کے دِلوں پر الاؤ دھکا دیے،

ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ ُاِس موقع پر موجود نہیں تھے، جبار اپنے قبیلے بنو کلاب میں واپس گیا اور ضحاک رضی اللہ عنہ ُکو یہ واقعہ سنایا تو اُنہیں بے حد افسوس ہوا،

جبار نے ان سے پوچھا کہ مقتول نے """فُزتُ وَاللّٰہ""" کیوں کہا تھا؟

ضحاک رضی اللہ عنہ ُنے انہیں بتایا کہ ہر مُسلمان کا عقیدہ ہے کہ اگر وہ اللہ کے راستے میں مارا جائے تو جنّت میں جاتا ہے، عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ُنے شہادت سے پہلے یہ اِلفاظ کہہ کر اپنے اِس یقین اور ایمان کا اظہار کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں جنّت عطا کی اور اِس طرح وہ اپنا مقصدِ حیات میں کامیاب ہو گئے، اور پھر ضحاک رضی اللہ عنہ ُنے جبار کو اِسلام کی دعوت دی جو اللہ کی رحمت سے جبار رضی اللہ عنہ ُنے اُسی وقت قُبول کر لی اور اِسلام کی نعمت سے بہرہ ور ہو گئے، رضی اللہ عنہما،

یہ تھا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اللہ تعالیٰ سے مُحبت کا عالم کہ اللہ جلّ وعُلا کے دِین کی دعوت کا کوئی موقع جانے نہ دیتے تھے، اُنہیں ہر لحظہ، ہر لمحہ یہ ہی فکر ہوتی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی توحید ہر دِل میں جاگُزیں ہو کر رہے، اور اللہ تعالیٰ کا دِین ہر سُو نافذ ہو کر رہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی موت کے بعد اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پہلے بلا فصل خلیفہ أمیر المؤمنین ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ُوأرضاہ ُمسندِ خلافت پر بیٹھے تو سارے عرب میں فتنہ ارتداد کے شعلے بھڑک اٹھے، قبیلہ بنو سلیم بھی ارتداد کی لپیٹ میں آگیا، خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ُنے اُن مُرتدوں کی سر کوبی کے لیے ضحاک رضی اللہ عنہ ُکو روانہ کیا،

اِس معرکہ حق و باطل میں ضحاک رضی اللہ عنہُ نے بنو سلیم کے مرتدین کی بہت بڑی تعداد کے خلاف اپنا تن من اللہ کی راہ میں نثار کر دِیا، اور اللہ پاک نے اُنہیں شہادت کا عظیم رُتبہ عطاء فرما کر اپنی جنّتوں میں بلا لیا،
ضحاک رضی اللہ عنہُ بنیادی طور پر ایک جنگجُو مُجاھد تھے اِس لیے اُنہیں حدیث بیان کرنے کا موقع بہت کم ملا، اُن سے صرف چار احادیث مروی ہیں،
ضحاک رضی اللہ عنہُ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے انتہاء درجہ محبت تھی، ایک مرتبہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت میں ایک اونٹنی ہدیہ پیش کی جو کثرتِ دُودھ دینے کے لیے مشہور تھی،
ضحاک رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی حفاظت و خدمت میں ہمہ تن تیار رہتے تھے،
اُنہوں کئی موقعوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی حفاظت کی خدمت انجام دی، اِسی خدمت کے صِلہ میں اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے """سیافِ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم""" کا خطاب مرحمت ہوا، ایک ایسا خطاب جِس میں کوئی دُوسرا شریک نہیں ہے،
ضحاک رضی اللہ عنہُ کی بہادری اور جانبازی کا اِس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ خود سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اُنہیں ایک سو شہسواروں کے برابر سمجھتے تھے اور اِس کا برملا اِظہار فرماتے تھے،
یہ شخصیات ہیں ہم مُسلمانوں کے لیے """مثالی شخصیات، دی آئیڈیلز""" جن کی زندگیوں کا پر تو ہماری زندگیوں میں ہونا چاہیے، نہ کہ اُن کی زندگیوں کا جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی نافرمانیوں کا مثالی نمونہ ہیں۔

❁❁❁ طفیل الدوسی، اور، عَمرو بن طُفیل رضی اللہ عنہما و اَرضاھُما ❁❁❁

❁❁❁ شہید باپ، اور شہید بیٹا ❁❁❁

رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا دَورِ مُبارک تھا، مکہ مکرمہ میں ایک ایسا شخص داخل ہوتا ہے جو ایک شریف خاندان کا ایک فرد، ایک قبیلے کا سردار، جِس کا شُمار ذہین ترین افراد میں ہوتا تھا، اہلِ مکہ اُس کے آنے پر بہت خوش ہوتے ہیں، اور مکہ کے لوگوں کی بڑی اکثریت جِس میں مکہ کے بڑے بڑے سردار بھی ہیں اور دیگر لوگ بھی، اُس آنے والے کے پاس پہنچ پہنچ کر اُسے خوش آمدید کہتے ہیں، روایتی پُر تپاک اِستقبال کے بعد اُس شخص کو ہوشیار باش کرتے ہوئے کہتے ہیں """ آپ ہمارے شہر میں آئے ہیں اور ہمارے درمیان، ہمارے ہی ایک آدمی کا معاملہ کچھ ایسا ہو چکا ہے کہ اُس نے ہماری جماعتوں کو ہمارے گروہوں کو توڑ دِیا ہے اور ہمارے معاملات سب بگاڑ دیے ہیں اُس کا اثر کِسی جادُوگر کے جیسا ہے وہ بھائیوں بھائیوں میں جُدائی ڈال دیتا ہے، باپ بیٹے میں جُدائی ڈال دیتا ہے، میاں بیوی میں جُدائی ڈال دیتا ہے، ہمیں اِس چیز کا ڈر ہے کہ کہیں آپ بھی اُس کے قابو میں نہ آجائیں لہٰذا جتنے دِن آپ مکہ میں ہیں آپ اُس شخص کے پاس نہ جایے گا، اگر کہیں اُس سے مُلاقات ہو گئی تو نہ ہی اُس سے بات کیجیے گا نہ اُس

کی بات سُنیے گا"""،

مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے والے عزت مآب ، ذہین و فطین ، طاقتور سردار کا نام """ الطفیل بن عامر""" تھا، اور ہے،

یہ الدوس قبیلے کے سردار تھے ، مکہ والوں کی باتیں سُن کر اُن کے دِل و دِماغ میں کئی خیالات ظاہر ہوتے رہے اور مختلف سوچیں آتی رہیں، جن کے بارے میں خود اُنہوں نے یہ بتایا کہ :::

""" اللہ کی قسم ، وہ لوگ یعنی اہلِ مکہ میرے پاس بہت دیر تک رُکے رہے اور مجھے یہی نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ میرے دِل میں یہ پکّا ارادہ ہو گیا کہ میں اُس شخص سے نہ بات کروں گا اور نہ ہی اُس کی بات سُنوں گا ، اور میں مکہ والوں کے کہنے پر اِس قدر خوف زدہ ہو گیا کہ میں نے اپنے کانوں میں روئی رکھنی شروع کر دی جب بھی میں اپنے گھر سے نکل کر کعبۃ اللہ کی طرف جاتا تو میں اپنے کانوں میں روئی رکھ لیتا تا کہ کہیں میرے کانوں میں اُس شخص کی کوئی بات نہ آجائے ،

ایک دِن میں کعبۃ اللہ گیا تو وہاں پر وہی شخص (محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) نماز پڑھ رہے تھے تو میں اُن کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا وہ جو کچھ پڑھ رہے تھے اُس میں سے مجھے اللہ تعالیٰ نے چند باتیں سُننے کی توفیق عطاء فرمائی وہ جو کچھ پڑھ رہے تھے وہ سب ہی بہت ہی دِل آویز اور فِکر آموز تھا،

میرے دِل میں خیال آیا کہ اللہ کی قسم میں تو ایک ذہین آدمی ہوں ، شاعر ہوں ، کوئی کند ذہن ، کم عمر تو ہوں نہیں جو کسی کی باتوں میں آجاؤں گا ، تو پھر کیا وجہ ہے کہ میں اِس شخص کی بات نہ سُنوں جبکہ میں اچھے اور برے کی پہچان کر سکتا ہوں،

پس اگر یہ شخص مجھے کوئی اچھی بات سُنائے گا تو میں اُس بات کو قُبول کروں گا اور اگر یہ مجھے کوئی بری بات سُنائے گا تو میں اُس بات کو چھوڑ دوں گا یہ سوچنے کے بعد میں وہاں پر بیٹھا رہا یہاں تک کہ محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) نماز سے فارغ ہوئے اور اپنے گھر کی طرف تشریف لے گئے تو میں اُن کے پیچھے پیچھے جاتا رہا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور میں بھی اُن کے پیچھے پیچھے داخل ہو گیا اور داخل ہو کر میں نے کہا "اے محمد ،آپ کی قوم نے مجھے آپ کے بارے میں اِس طرح اِس طرح کہا ہے یہاں تک کہ اُنہوں نے مجھے اتنا خوف زدہ کر دیا کہ میں اپنے کانوں میں روئی دے کر پھرتا ہوں تا کہ آپ کی کوئی بات نہ سُن سکوں پھر اللہ کو منظور ہوا تو میں نے آپ کی کچھ بات سُنی جو کہ اچھی بات ہے لہٰذا مجھے بتایے کہ آپ کے پاس اور کیا ہے ؟اور آپ کا کیا معاملہ ہے ؟"،

میری بات سُن کر محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) نے مجھے اِسلام کی دعوت دِی، قران پڑھ کر سنایا، اللہ کی قسم میں نے اِس سے اچھا کلام پہلے کبھی نہ سنا تھا اور نہ ہی ان کی دوت سے زیادہ اچھی اور انصاف والی بات کبھی سنی تھی تو میں نے اِسلام قبول کر لیا اور حق کی گواہی دے دی اور اِس کے بعد کہا اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) میں اپنی قوم میں سردار ہوں اور اب میں اپنی قوم میں واپس جاؤں گا اور اُنہیں اِسلام کی دعوت دوں گا

آپ اللہ تعالیٰ سے دُعاء فرمایے کہ اللہ تعالیٰ میرے لیے کوئی ایسی نشانی بنا دے جو میری مدد گار ہو، میری قوم کے سامنے ہو،

تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) نے میرے لیے دُعاء فرمائی کہ ﴿اَللّٰهُمَّ اِجعَل لَهُ آيَةً::: اے اللہ اس کے لیے کوئی نشانی بنا دیجیے﴾،

اِس کے بعد میں اپنی قوم میں واپس پہنچا، اور جب میں اپنی بستی کے قریب ایک اونچی جگہ پر پہنچا جہاں سے میں اپنی بستی کو دیکھ سکتا تھا تو میری دونوں آنکھوں کے درمیان میں چراغ کی طرح ایک روشنی آگئی تو میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کی دُعاء قُبول فرما کر مجھے یہ نشانی عطاء فرمائی ہے،

تو میں نے دُعاء کی کہ اے اللہ اِس نشانی کو میرے چہرے پر نہ رکھیے، مجھے ڈر ہے کہ میری قوم یہ نہ سمجھے کہ میں نے اپنا دِین چھوڑ دیا ہے اور اِس کی وجہ سے مجھ پر یہ سزا طاری کی گئی ہے میری دُعاء کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُس روشنی کو میرے کوڑے (مارنے والا ڈنڈا) کے سرے میں پہنچا دیا، کہ، دیکھنے والے اُس روشنی کو میرے کوڑے میں اِس طرح دیکھتے جیسے کوئی چراغ لٹکا ہوا ہو اور میں اُس اونچی جگہ سے اُتر کر اپنی بستی کی طرف گیا یہاں تک کہ میں اپنے لوگوں کے درمیان جا پہنچا،

جب میں اپنی سواری سے اُترا تو میرے والد میرے پاس آئے جو کہ کافی عمر رسیدہ تھے، میں نے اُن سے کہا کہ والد صاحب آپ مجھ سے دُور رہیے نہ میں آپ میں سے ہوں اور نہ ہی آپ مجھ میں سے ہیں (یعنی میرا اور آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے)،

والد صاحب نے حیرت آمیز لہجے میں پوچھا "کیوں میرے بیٹے کیا ہوا؟"،

تو میں نے کہا کہ " میں نے اِسلام قبول کر لیا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کا دِین قُبول کر لیا ہے، اور اُس کی پیروی اختیار کر لی ہے"،

تو میرے والد صاحب نے کہا "بیٹا جو تیرا دِین ہے میرا بھی وہی دِین ہے"،

تو میں نے اُن سے کہا "اچھا ابا جان ایسا ہے تو جایے اور غسل کیجیے اور پاکیزہ کپڑے پہنیے اور پھر میرے پاس آیے، تاکہ میں آپ کو وہ سکھاؤں جو میں محمد (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) سے سیکھ کر آیا ہوں"،

تو میرے والد صاحب غسل کر کے اور صاف ستھرے ہو کر واپس تشریف لائے اور میں نے اُنہیں اِسلام کی دعوت دی جِسے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اُنہوں نے قُبول کر لیا،

اُس کے بعد میری بیوی میرے پاس آئی اور تو میں نے اُسے بھی وہی کہا جو والد صاحب کو کہا تھا کہ "تمہارا میرا کوئی رشتہ نہیں"،

تو اُس نے کہا "میرے ماں باپ آپ پر قُربان ہوں، آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟"،

میں نے کہا "میرے اور تمہارے درمیان اِسلام نے علیحدگی کروا دی ہے، میں نے محمد (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم

محدث لائبریری///کتاب و سُنّت ڈاٹ کام/// http://kitabosunnat.com

) کے دِین کی پیروی اختیار کر لی ہے "،
میری بیوی نے بھی میرے والد کی طرح ہی میرا ساتھ دینے کی بات کی اور کہا" میرا بھی وہی دِین ہے جو آپ کا ہے،
تو میں نے کہا، جاؤ ذی الشّرَیٰ کے پانی سے (نہا دھو کر) پاکیزگی اختیار کرو"،
(ذی الشّرَیٰ (تلفظ اَ۔شَرا) دوس قبیلے کا بُت تھا اور ایک پہاڑ سے پانی اُس بُت کے اندر سے ہو کر آتا تھا اور اُس پانی کو ذی الشّرَیٰ کا پانی کہا جاتا تھا)،
میری یہ بات سن کر میری بیوی نے کہا" میرے ماں باپ آپ پر قُربان ہوں، مجھے ڈر ہے کہ ذی الشّرَیٰ ہمارے بچوں کو کوئی نقصان نہ پہنچادے"،
میں نے کہا" (ایسا ہر گز نہیں ہو گا) میں اِس کی ضمانت دیتا ہوں، تو میری بیوی اُس پانی سے غُسل کر کے واپس آئی،
میں نے اُسے اِسلام کی دعوت دِی اور اُس نے اِسلام قُبول کر لیا"،
اِس کے بعد میں نے قبیلے والوں کو اِسلام کی دعوت دِی لیکن اُنہوں نے جواب میں سُستی کا مُظاہرہ کیا، ٹال مٹول سے کام لیتے رہے،
لہٰذا میں پھر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا""" اے اللہ کے رسول ، دوس نے اِسلام قبول نہیں کیا اُن کے بد دُعاء فرمایے"،
میری بات سُن کر دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھا کہ اب قبیلہ دوس ہلاک ہو گیا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے بد دُعاء نہیں بلکہ دُعاء فرمائی کہ ﴿ اللَّهُمَّ اِهد دوساً و ائتِ بها ::: اے اللہ دوس (قبیلے) کو ہدایت دیجیے اور اُنہیں لے آیے ﴾،
اور پھر مجھے حکم فرمایا ﴿ جاؤ واپس اپنے قبیلے دوس میں واپس جاؤ اور اُن کو نرمی سے دعوت دیتے رہو ﴾،
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حکم کے مُطابق اپنے قبیلے میں واپس آگیا اور قبیلے والوں کو دعوت دیتا رہا
اِسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم مدینہ ہجرت فرما گئے اور بدر اور اُحد اور خندق کے جہاد بھی ہو گئے،
پھر میں اپنے ساتھ اپنے قبیلے میں سے اِسلام قُبول کرنے والے ستر (یا اسی) گھرانوں کے مَردوں کو لے کر اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مال غنیمت میں دُوسرے مُسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہمارے حصے بھی مقرر فرمائے،
اِس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں ہی رہا یہاں تک اللہ تعالیٰ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو مکہ پر فتح عطاء فرمائی، تو میں نے عرض کیا""" اے اللہ کے رسول مجھے عَمرو بن حُممہ کے بُت ذی الکفین کو جلانے کی اجازت عنایت فرمایے"""،
اجازت ملنے پر میں نے اُس بُت کو جلا دیا"""، (طفیل رضی اللہ عنہ ُ کی بیان کردہ بات ختم ہوئی)
جب وہ بُت جل رہا تھا اور اُس کے سابقہ عبادت گذار اُس کو جلتا دیکھ رہے تھے تو طفیل رضی اللہ عنہ ُ یہ شعر بھی پڑھتے جاتے :::

یا ذالکفین لستُ مِن عبادکا ::: اے ذالکفین میں تیرے پوجنے والوں میں سے نہیں

میلادنا أکبر مِن میلادکا ::: ہماری پیدائش تمہاری پیدائش سے بڑی ہے

إنی حشوت النار فی فؤادکا ::: میں نے تو تمہارے دِل میں آگ لگا دِی ہے

اُس کے بعد طفیل رضی اللہ عنہُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دُنیا سے رُخصت فرمانے تک کے اُن کے پاس تک مدینہ منورہ میں ہی رہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی موت کے بعد طفیل رضی اللہ عنہُ نے ایک خواب دیکھا (اور یہ بھی کہا گیا کہ مُسلیمہ کذاب کے خلاف جہاد پر جاتے ہوئے راستے میں یہ خواب دیکھا، بہر حال) دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے اُس کی تعبیر طلب کرتے ہوئے کہا """ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میرا سر مونڈھا گیا ہے اور میں نے دیکھا کہ ایک پرندہ میرے مُنہ سے نکل کر اُڑا گیا ہے اور میں نے دیکھا مجھے ایک عورت ملی جس نے مجھے اپنی شرمگاہ میں داخل کر لیا ، اور میں نے دیکھا کہ میرا بیٹا بڑی شدت سے میرے پاس آنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اُسے روک لیا جاتا ہے ، بھائیو مجھے اس خواب کی تعبیر بتاؤ """،

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا """ خیراً اِن شاء اللہ """،

تو طفیل رضی اللہ عنہُ نے کہا """ مجھے تو اِس کی تعبیر سمجھ آگئی ہے اور وہ یہ ہے کہ سر مونڈھا جانا سر کٹنا ہے ، اور پرندے کا میرے مُنہ سے نکل کر اُڑنا میری رُوح کا نکلنا ہے ، اور عورت زمین ہے ، اُس میں میرے لیے قبر کھودی جائے گی اور میں اُس میں غائب ہو جاؤں گا ، اور میرے بیٹے کا میرے پاس آنے کی کوشش کرنا اُس کی یہ جدو جہد ہو گی کہ اُسے بھی وہ مل جائے جو مجھے ملا ہے (یعنی شہادت) """،

بہت مُختصر سے وقت کے بعد خلیفہ اول بلا فصل ، اُمیر المؤمنین ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہُ و أرضاهُ کے دور میں جب مُنافقین ترقی کر کے مُرتد ہو گئے ، کِسی نے نبوت کا اعلان کیا ، کسی نے زکوۃ کی ادائیگی سے اِنکار کیا ، تو خلیفہ اول بلا فصل ، ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہُ و أرضاهُ کے حکم پر جھوٹے نبیوں اور زکوۃ دینے سے اِنکار کرنے والوں کے خِلاف جہاد کے لیے نکلے ، پہلی مہم میں طلیحہ الاسدی اور نجد میں ظاہر ہونے والے مُرتدوں کے فتنے کے کامیاب خاتمے کے بعد مدینہ منورہ واپس پلٹے ،

پھر اِس کے بعد یمامہ کی طرف مُسلیمہ کذاب کے خِلاف جہاد کے لیے نکلے ، اور اِس دفعہ اُن کے ساتھ اُن کے بیٹے عَمرو بن الطفیل رضی اللہ عنہُ بھی تھے ، اِس جہاد میں طفیل رضی اللہ عنہُ کا خواب پُورا ہوا ، اور اللہ پاک نے اپنے اِس سچے اور حقیقی ولی کو شہادت عطاء فرما کر اپنی جنّتوں میں بلا لیا ،

والد کے شِہادت کے باوجود طفیل رضی اللہ عنہُ کے بیٹے عَمرو بن الطفیل رضی اللہ عنہُ بھی پوری جانبازی سے لڑتے رہے ، کیونکہ اپنے والد کی طرح اُن کی تمناء بھی اپنے اللہ کی راہ میں اپنی جان قُربان کرنا ہی تھی ،

اُس وقت ، اُس معرکہ جہاد میں اللہ عزّ و جلّ کی مشئیت میں اُن کی تمنا کی تکمیل ہونا ظاہر نہ ہوا ، لیکن اللہ تبارک و

تعالیٰ کی راہ میں اُن کا ایک ہاتھ قُربان ہو گیا، ہاتھ کٹنے کی وجہ سے آنے والے زخم کو اللہ جلّ وعُلا نے کچھ عرصہ میں مکمل طور پر مندمل فرما دِیا،

اِن کے ہاتھ کے اللہ پاک کی راہ میں کٹنے کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم اِن کی بہت توقیر فرماتے تھے،

ایک دفعہ یہ عَمرو بن طفیل رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دُوسرے خلفیہ بلا فصل عُمر الفاروق رضی اللہ عنہُ اُرضاہ کے پاس بیٹھے تھے کہ کھانا لایا گیا، تو عَمرو بن طفیل رضی اللہ عنہما ایک طرف ہو گئے،

اُمیر المؤمنین ، خلیفہ دوئم بلا فصل عُمر الفاروق رضی اللہ عنہُ واُرضاہُ نے استفسار فرمایا """آپ ایک طرف کیوں ہو گئے ، کیا آپ کے کٹے ہوئے ہاتھ کی وجہ سے ؟"""،

تو عَمرو بن طفیل رضی اللہ عنہما نے کہا """جی ہاں"""،

اُمیر المؤمنین ، خلیفہ دوئم بلا فصل عُمر الفاروق رضی اللہ عنہُ واُرضاہُ نے فرمایا """اللہ کی قسم جب تک آپ اپنا یہ بغیر ہاتھ والا بازو کھانا میں نہیں ڈالیں گے میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا، اللہ کی قسم پوری قوم میں صِرف آپ ہی وہ شخصیت ہیں کہ جِس کا کچھ حصہ جنّت میں ہو اور کچھ حصہ دُنیا میں """،

پھر جہادِ قادسیہ واقع ہوا اور اللہ کے یہ سچے پکے عملی مؤمن ، اور حقیقی ولی اپنا ایک ہاتھ کٹا ہونے کے باوجود اللہ کی راہ میں جِہاد کے لیے نکل کھڑے ہوئے ، دیکھیے ، ہاتھ کٹا ہونا بھی اللہ کے ولیوں کو اللہ کی راہ میں جسمانی جِہاد کرنے سے نہ روکتا تھا اور آج کا مُسلمان جہاد کا نام لیتے ہوئے ڈرتا ہے ، اور آج ولایت کا دعویٰ کرنے والے ، اور ولی سمجھے جانے والے اپنے نفس کی راحتوں میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں ، کہیں دُنیا کی آسائشوں کے ذریعے ، اور کہیں نشے ، سماع (موسیقی ، ناچ ، گانے وغیرہ) کے ذریعے ، اور کہیں دُنیا کی ذمہ داریاں چھوڑ کر راہبانیت اختیار کرتے ہوئے ،

اِس جہادِ قادسیہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک اور سچے اور حقیقی ولی الطفیل رضی اللہ عنہُ کے خواب کا آخری حصہ بھی سچا کر دِیا اور اُن کے بیٹے جو اُن سے جا ملنے سے روک دیے گئے تھے لیکن اپنی طرف سے پوری جدوجہد کر رہے تھے ، اُن کو اپنے شہید والد کی طرح رُتبہ شہادت عطاء فرما کر اپنی جنّتوں کا مکین بنا دِیا ، رضی اللہ عنہما ، و عن جمیع اصحابہما ،

اللہ تعالیٰ ہم سب مُسلمانوں کو اپنے اِن مُرشدوں کی پہچان کرنے ، اِن کا مسلک و مذھب اور سلسلہ اختیار کرتے ہوئے اِن کی مُرشد و مُربی محمد صلوات اللہ علیہ وسلامہُ کی مُریدی اختیار کرنے کی جرأت عطاء فرمائے ،

۞۞۞ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہُ واُرضاہُ ۞۞۞

آج ہم اللہ کے ایک ایسے سچے اور حقیقی ولی کا ذِکرِ خیر کرنے والے ہیں جنہوں نے اِنسانی تاریخ کی ایک ہولناک ترین اور انتہائی خون ریز جنگ میں اِیمانی لشکر کی ایسی قیادت کی جو جنگوں کی تاریخ میں ایک عدیم المثال قیادت لکھ دی گئی ،

اللہ کے یہ سچے اور حقیقی ولی ، اُن بارہ سچے اور حقیقی اولیاء اللہ میں سے تھے جنہوں نے آغازِ اِسلام میں ہی مدینہ منورہ سے مکہ آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ہاتھ مُبارک پر بیعت کی ، جنہیں ہماری اِسلامی تاریخ میں بارہ

نقیب کہا جاتا ہے، جِن میں سے دو (سعد بن الربیع، عبداللہ بن عمرو بن حرام) کا ذِکر الگ سے کیا جا چکا ہے،
اللہ کے اِس سچے اور حقیقی ولی نے، خلیل اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بابرکت قیادت و سیادت میں جِہادِ بدر میں بھی حصہ لیا،
جب خلیل اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے غزوہ سویق کی طرف روانہ ہوئے تو اُنہوں نے اللہ کے اِس سچے اور حقیقی ولی کو اپنی خِلافت عطاء فرمائی،
اللہ کے اِس سچے اور حقیقی ولی، اور رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اِس سچے مُحب نے صِرف تیس مُجاہدین کی قیادت کرتے ہوئے ایک بد طینت ملعون یہودی یسیر بن رزام کو جہنم رسید کیا، یہ وہ یہودی تھا جو خیبر میں دُوسرے یہودیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے خِلاف جنگ اور دھوکہ بازی پر اُکساتا تھا،
اللہ کے اِس سچے اور حقیقی ولی کی امانت اور دیانت پر اللہ کے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اِس قدر اعتماد تھا کہ اُنہوں نے خیبر میں اُگنے والے پھلوں کا تخمینہ لگانے کی ذمہ داری بھی اُن کو ہی دی، اور جب اُنہوں نے اِس کا تخمینہ لگا کر یہودیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے کیے ہوئے مُعاھدے کے مُطابق آدھا حصہ ادا کرنے کا حکم دِیا تو یہودیوں نے بھی اِس سچے اور حقیقی ولی اللہ کی سچائی، صداقت، امانت اور دیانت کی گواہی دیتے ہوئے کہا """ هَذَا الْحَقُّ وَبِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ قَدْ رَضِينَا أَنْ نَأْخُذَهُ بِالَّذِى قُلْتَ::: یہ حق ہے، اور اِسی کے ذریعے آسمان اور زمین قائم رہتے ہیں، ہم اِس پر راضی ہیں کہ جو کچھ تم نے کہا وہی کچھ لیں """، سُنن ابو داؤد/حدیث 3112/کتاب البیوع/باب 35، امام الالبانی رحمہُ اللہ نے کہا "حسنٌ صحیح "،
اللہ کے اِس سچے اور حقیقی ولی کا جہاد کے معاملے میں یہ رویہ ہوتا تھا کہ میدانءِ جِہاد میں جاتے تو سب سے آگے والوں میں ہوتے، اور واپسی ہوتے تو سب سے آخر والوں میں ہوتے،
اللہ کا یہ سچا اور حقیقی ولی، اللہ کے کچھ دیگر سچے اور حقیقی اولیاء کی رشتہ داریوں کا اعزاز بھی رکھتا تھا کہ نعمان رضی اللہ عنہُ بن بشیر اِن کے بھانجے تھے، اور ابو درداء رضی اللہ عنہُ اِن کے بھائی تھے،
اللہ کے اِس سچے اور حقیقی ولی کو اللہ کی طرف سے قوت کلام کا وہ انداز بھی عطاء فرمایا گیا تھا جِس کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً::: بے شک شعروں میں سے حِکمت والے بھی ہوتے ہیں ﴾ صحیح البخاری/حدیث 6145/کتاب الادب/باب 90،
یعنی یہ ایک بلند پایہ شاعر بھی تھے، جِن کے اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بھی پسند تھے، اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے منظور شدہ تین شاعروں میں سے ایک تھے،
اللہ کے اِس سچے اور حقیقی ولی کو ہم عبداللہ رضی اللہ عنہُ بن رواحہ کے نام سے جانتے ہیں،
انس رضی اللہ عنہُ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہُ جب بھی اپنے کِسی ساتھی سے ملتے تو اُس کا ہاتھ پکڑ کر فرماتے """ آیے میرے بھائی! کچھ دیر کے لیے ہم اپنے رب پر اِیمان (کی تجدید) کر لیں """،

ایک دفعہ عبداللہ رضی اللہ عنہُ نے حسبِ عادت اپنے ایک ساتھی سے یوں ہی فرمایا تو وہ غصے میں آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پاس آ کر شکایت کی کہ """یا رسول اللہ، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ ابنِ رواحہ بہت عجیب آدمی ہے ،آپ کے اِیمان پر (ہمیشہ کے لیے)اِیمان رکھنے کی بجائے ہمیں کچھ دیر کے لیے اِیمان لانے کو کہتا ہے """،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم مسکرائے اور اِرشاد فرمایا ﴿ يَرْحَمُ اللَّهُ ابْنَ رَوَاحَةَ إِنَّهُ يُحِبُّ الْمَجَالِسَ الَّتِي تَتَبَاهَى بِهَا الْمَلاَئِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ ::: اللہ ابن رواحہ پر رحم فرمائے، (دراصل)وہ ایسی محفلوں کو پسند کرتا ہے جن پر فرشتے علیہم السلام فخر کرتے ہیں ﴾ مُسند أحمد/حدیث 14148/مُسند انس ابن مالک رضی اللہ عنہُ میں سے حدیث رقم 1884 ،

عبداللہ رضی اللہ عنہُ ابن رواحہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات مُبارک کی عِزت اور شان بے حد عزیز تھی ،جب فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حرم میں داخل ہوئے تو عبداللہ رضی اللہ عنہُ اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے آگے آگے اپنا نیزہ لیے چل رہے تھے ،اور یہ شعر پڑھ رہے تھے کہ :

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ ::: الْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ

ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ ::: وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

اے کافرو اِن (محمد) کے راستے سے ہٹ جاؤ ::: آج ہم اِن کے نازل کردہ حکم پر تمہاری گردنوں پر ماریں گے

ایسی مار جو سروں کو اُن کی جگہوں سے ہٹا دے گی ::: اور گہرے دوست کو اُس کے دوست سے دُور کر دے گی

تو عمر رضی اللہ عنہُ نے فرمایا """اے ابن رواحہ ، تُم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سامنے شعر کہہ رہے ہو ،اور وہ بھی اللہ کے حرم میں """،

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿ خَلِّ عَنْهُ يَا عُمَرُ فَلَهِيَ أَسْرَعُ فِيهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ ::: اسے چھوڑے رکھو اے عمر، کیونکہ یقیناً اس کی باتیں کافروں میں (تکلیف پہنچانے کے لیے) تیر کی نوک سے زیادہ تیز ہیں ﴾ سُنن الترمذی/حدیث 3084/کتاب الأدب/باب 70 ،اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا،

صحیح ابن حبان میں یہ واقعہ تھوڑے سے مختلف الفاظ میں منقول ہے ،اور اُس میں ایک مصرعے کا اِضافہ بھی ہے جو کہ درج ذیل ہے :

يَا رَبِّ! إِنِّي مُؤْمِنٌ بِقِيلِهِ ::: اے میرے رب، میں اِن (یعنی رسول اللہ) کے کہے ہوئے پر اِیمان رکھتا ہوں ،

اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا ،تعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان/حدیث 5758/کتاب الحظر والاباحۃ/باب الشعر و السجع، اور ، مختصر الشمائل الترمذی/حدیث 210،

عبداللہ رضی اللہ عنہُ بہترین کاتب ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ شاعر بھی تھے، عرب تواُن کی شاعری کے مدح سرا تھے ہی، لیکن اِسلام قُبول کرنے کے بعد اُنہوں نے جو اپنی اِس صلاحیت کو اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور اللہ کے دِین کے لیے وقف کر دِیا تو اللہ کے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے بھی اِن کی شاعری کو شرف پسندیدگی عطاء فرمایا،

اور اُن کے بارے میں یہ سند جاری فرمائی کہ ﴿ إِنَّ أَخًا لَكُمْ لاَ يَقُولُ الرَّفَثَ:::بے شک تُم لوگوں کا بھائی (عبداللہ ابن رواحہ) بےکار و فضول بات نہیں کہتا﴾ صحیح البخاری/حدیث 6151/کتاب الأدب/باب 91،

پس اِن کا شُمار بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے شاعروں میں ہوا، یعنی، حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہم اجمعین وأرضاھُم،

جب اللہ جلّ و عزّ نے اپنا یہ کلام نازل فرمایا کہ ﴿ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ O أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ O وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لا يَفْعَلُونَ:::اور شاعر جِن کی پیروی اغواہ شدہ (گمراہ) لوگ کرتے ہیں O کیا آپ نہیں دیکھتے کہ یہ لوگ (شاعر اور ان کے پیروکار، گمراہی اور کلام کی) ہر وادی میں چکراتے ہیں O اور یہ (شاعر) لوگ وہ کچھ کہتے ہیں جو کچھ یہ کرتے نہیں﴾ سُورت الشُعراء (26) / آیات 224تا227،

تو حسان بن ثابت، عبداللہ ابن رواحہ، اور کعب ابن مالک رضی اللہ عنہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پاس روتے ہوئے حاضر ہوئے، اور کہا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب یہ آیت نازل فرمائی تو اُسے تو پتہ ہی تھا کہ ہم شاعر ہیں (یعنی اس آیت کے مُطابق ہم اللہ کے ہاں گمراہ کرنے والوں میں سے ہیں)،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُن تینوں کو اپنی زُبان مُبارک سے اِس سے آگے والی آیات مُبارکہ سُنائیں اور اُس کے دوران اُن تینوں کو خوشخبری بھی عطاء فرماتے رہے:::

﴿ إِلا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ:::سوائے اُن لوگوں کے جو اِیمان لائے ﴾،

اور اِرشاد فرمایا ﴿ أَنْتُم:::(یہ) تُم لوگ (ہو)۔ ﴾،

پھر تلاوت فرمائی ﴿ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا:::اور انہوں نے خوب بہت زیادہ اللہ کا ذِکر کیا ﴾،

اور اِرشاد فرمایا ﴿ أَنْتُم:::(یہ) تُم لوگ (ہو)۔ ﴾،

پھر تلاوت فرمائی ﴿ وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا:::اور جب اُن پر ظُلم کیا گیا تو صِرف (اپنے حق کی حد تک) بدلہ لیا ﴾،

اور اِرشاد فرمایا ﴿ أَنْتُم:::(یہ) تُم لوگ (ہو)۔ ﴾، تفسیر ابن کثیر، تفسیر الطبری، المستدرک الحاکم،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دہن مُبارک سے اللہ پاک کا یہ کلام سُن کر تینوں کو اطمینان ہوا، اور اُن کا دُکھ خوشی میں تبدیلی ہوا، اِس کے بعد اُنہوں نے شاعری کی صلاحیت کو اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول صلی اللہ علیہ و

علی آلہ وسلم اور اللہ کے دِین کی خدمت کے لیے مزید دِل جمعی سے اِستعمال کیا،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم عبداللہ رضی اللہ عنہُ کے اشعار کو اپنی زُبان مُبارک سے ادا کرنے کا شرف بھی عطاء فرماتے تھے،
جیسا کہ البراء رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ """ خندق کی کھدائی کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم مٹی اور پتھر ڈھو رہے تھے اور عبداللہ ابن رواحہ کے شعر پڑھ رہے تھے """ صحیح البخاری /حدیث 4106/کتاب المغازی/باب 29،
ایک دفعہ عبداللہ رضی اللہ عنہُ شدید بیمار ہوگئے اور بیماری کی شدت سے بے ہوش ہوگئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو جب علم ہوا تو اُسی وقت اُن کے گھر تشریف لے گئے، جب اُنہیں بے ہوشی کے عالم میں دیکھا تو اللہ رب العزت سے دعا فرمائی کہ ﴿ اللَّهُمَّ إِن كَانَ حَضرَ أجلهُ، فيَسِر عليهِ، وإِلَّا فَاشفِهِ:::الٰہی ! اگر اِس کا آخری وقت آگیا ہے تو اِس پر (یہ مُعاملہ) آسان فرما دے، اور اگر ایسا نہیں (اور اِس کی زندگی ابھی باقی ہے) تو اِسے شِفاء عطاء فرمادے﴾،
اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی دُعاء کو اُسی وقت شرف قُبولیت عطاء فرمایا، اور عبداللہ رضی اللہ عنہُ کو افاقہ ہو گیا اور وہ ہوش میں آگئے،
اپنے رب کی رضا کے حصول کے لیے عبداللہ رضی اللہ عنہُ اپنے نفس پر مُسلسل جِہاد کرتے تھے، اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی پیروی کرنے کی بھرپور کوشش کرتے، جیسا کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ """ایک دفعہ شدید ترین گرمی کے موسم میں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، گرمی کی شدت سے لوگ اپنے سروں کو اپنے ہاتھوں سے ڈھانپ رہے تھے اور ایسے میں صِرف دو لوگ ہی روزہ رکھے ہوئے تھے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور عبداللہ ابن رواحہ """، صحیح البخاری /حدیث 1945/کتاب الصوم/باب 35، صحیح مُسلم/حدیث 2686/کتاب الصیام/باب 17،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے مُحبت، اُلفت، عقیدت اور اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اطاعت عبداللہ رضی اللہ عنہُ کے دِل و جاں میں کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھی،
ایک روز عبداللہ رضی اللہ عنہُ بن رواحہ مسجدِ نبوی میں تشریف لائے اور اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم خُطبہ اِرشاد فرما رہے تھے، عبداللہ رضی اللہ عنہُ ابھی مسجد کے دروازے کے باہر ہی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے خُطبے کے دوران اِرشاد فرمایا ﴿بیٹھ جاؤ﴾،
اپنے محبوب قائد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا یہ حکم مُبارک سنتے ہی عبداللہ رضی اللہ عنہُ کے قدم وہیں جم گئے اور وہ فی الفور وہیں بیٹھ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اپنے جانثار کی یہ ادا بہت پسند آئی اور اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے خوش ہو کر عبداللہ رضی اللہ عنہُ کے حق میں یہ دعا فرمائی ﴿ زادكَ اللهُ

حِرصاً عَلَیٰ طَواعِیَةِ اللهِ وطَواعِیَةِ رَسولِهِ:::اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کے جذبے کو تیرے دِل میں پروان چڑھائے ﴿،

شام کے سرحدی مقام موتہ کی طرف روانگی کے لیے جو اِسلامی لشکر ترتیب دِیا گیا اُس کی تعداد تین ہزار تھی ،اِس لشکر کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے تین سپہ سالار مقرر فرمائے ،اِس لشکر کے پہلے امیر زید رضی اللہ عنہُ بن حارثہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ شہید ہو جائیں تو پھر لشکر کی قیادت جعفر رضی اللہ عنہُ بن ابی طالب کے سُپرد ہو گی اور اگر یہ بھی شہید ہو جائیں تو لشکر کی قیادت کے فرائض عبداللہ رضی اللہ عنہُ بن رواحہ سر انجام دیں گے ،

یہ قافلہ مدینہ منورہ سے روانہ ہو گیا اور مقامِ موتہ پر پہنچنے سے پہلے اُنہیں یہ خبر ملی کہ روم کا بادشاہ ہرقل دو لاکھ سپاہیوں کے لشکر کے ساتھ آ رہا ہے، یہ سُن کر مُجاہدین کچھ تھوڑے بہت تذبذب اور تردد میں نظر آنے لگے ،

أمیر المُجاھدین زید رضی اللہ عنہُ نے اپنے مُجاھد بھائیوں کی رائے دریافت کی تو اُنہوں نے کہا""" شہروں کے شہر روند دِیے گئے ہیں اور اُن کے باسی خوار ہوگئے ہیں ، آپ واپس ہو چلیے """،

زید رضی اللہ عنہُ نے دیکھا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہُ ابن رواحہ خاموش کھڑے تھے تو زید رضی اللہ عنہُ نے عبداللہ رضی اللہ عنہُ سے (اُن کی رائے کے بارے میں) پوچھا، تو عبداللہ رضی اللہ عنہُ نے فرمایا""" إنّا لم نَسِر إلی ھذہِ البلاد ونحن نُرید الغنائم، ولکنّا خرجنا نُرید لِقاءھم،ولَسنا نُقاتلھم بعددٍ و لاعُدّة،فالرأي المَسیرُ إلیھم::: ہم اِن شہروں کی طرف مالِ غنیمت حاصل کرنے کے اِرادے سے تو نہیں چلے، بلکہ ہم تو اُن (یعنی دُشمنوں) سے (میدان جِہاد میں) ملاقات کے اِرادے سے نکلے ہیں، اور ہم اُن سے تعداد اور ہتھیاروں کی مُناسبت سے تو جنگ نہیں کرنے والے (یعنی ان چیزوں کی ہمارے لیے کوئی أہمیت نہیں، ہم اِیمان کی قوت اور ہتھیار سے لڑنے والے ہیں) لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ دُشمن کی طرف بڑھا جائے """،

اور پھر عبداللہ رضی اللہ عنہُ بن رواحہ نے مجاھد بھائیوں کی ہمت بڑھاتے ہوئے اُن سے کہا""" میرے ساتھیو! کیوں گھبرا رہے ہو؟ جنّت تمہاری منتظر ہے آج شہادت کا بلند رتبہ حاصل کرنے کا سنہری موقع ہے، میدانِ جہاد میں اترتے ہوئے ہمیں قلّت و کثرت کو نہیں دیکھنا چاہیے، ہم تو اللہ کے دِین کی سر بلندی کے لیے میدان میں نکلے ہوئے ہیں، اللہ کے اِسی دِین کی وجہ سے ہمیں عزت و سرفرازی نصیب ہوئی ہے، لہٰذا اللہ کے دِین کو ہی قائم رکھنے کے لیے اللہ کے دِین کے دُشمنوں پر ٹوٹ پڑو، نتیجہ جو بھی ہو گا تمہارے حق میں ہی بہتر ہو گا کیونکہ اگر مارے گئے تو شہید ہو گے، اور اگر بچ رہے تو غازی"""،

عبداللہ رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ کے اِس مُختصر لیکن اِیمان سے لبریز اور جامع خطاب نے مُجاہدین کے دِلوں کو گرما دِیا اور وہ بے خوف وخطر میدان میں کود پڑے، گھمسان کا رَن پڑا، امیرِ لشکر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ اپنے رب کی رضا کے لیے اپنے رب اللہ جلّ و عزّ کے دِین کی سر بُلندی کے لیے اپنی جان کی بازی لگا گئے اور شہادت کا تاج سجائے

ہوئے اپنے رب کی جنّتوں کی طرف روانہ ہوگئے ،
اب خلیل اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حکم کے مُطابق اِسلامی لشکر کا جھنڈا جعفر رضی اللہ عنہُ و اَرضاہُ نے تھام لیا اور وہ بھی اپنے بھائی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہُ کی طرح اپنے اللہ کی خُوشنودی کے لیے اپنے اللہ کے دِین کے حِفاظت کرتے ہوئے شہادت کا شِیریں ترین جام نوش فرماتے ہوئے اپنے اللہ کی وسیع و عریض مغفرت اور جنّت میں جا پہنچے ،
اللہ کے سچے اور حقیقی اولیاء اُن قُربانیوں سے ڈرے نہیں ، ہچکچائے نہیں ، رُکے نہیں ، اپنے اللہ کی مُحبت میں اور اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی مُحبت میں اپنے محبُوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اِسلام کا جھنڈا عبداللہ رضی اللہ عنہ واَرضاہُ نے تھام لیا ،
جب موتہ کے میدان جِہاد میں عبداللہ رضی اللہ عنہُ نے اِسلام کا جھنڈا تھاما تو اُنہیں خود پر آن پڑنے والی بھاری بھر کم ذمہ داری کے بوجھ کا احساس بہت شِدت سے ہوا ، اور اُنہیں یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ ذمہ داری اللہ کی راہ میں جان قُربان کی خواہش کی تکمیل میں تردد کا سبب نہ ہو جائے ، لہذا جھنڈا تھام کر کچھ لمحات کے لیے سوچ کی حالت میں رک گئے ، اور کہا :::

يَا نَفْسُ إِلَّا تُقْتَلِي تَمُوتِي ... هَذَا حِمَامُ الْمَوْتِ قَدْ صُلِيتِ
وَمَا تَمَنَّيْتِ فَقَدْ أُعْطِيتِ ... إِنْ تَفْعَلِي فِعْلَهُمَا هُدِيتِ
وَإِنْ تَأَخَّرْتِ فَقَدْ شَقِيتِ

اے نفس اگر تُم قتل نہ کیے گئے تو بھی مرنا ہی ہے ،
یہ (مُقام تمہاری) موت کے لیے لکھا ہوا ہے (جس تک) تم پہنچ چکے ہو ،
اور (اللہ کی راہ میں شہادت پانے کے لیے) جو تُم نے چاہا تھا وہ تمہیں دے دِیا گیا ہے ،
اگر تُم اُن دونوں (زید اور جعفر) والا کام کرو گے تو ہدایت والے ہو گے ،
اور اگر دیر کرو گے تو یقیناً بد بختی پاؤ گے ،

اور اپنے دونوں بھائیوں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہُ ، اور جعفر رضی اللہ عنہُ بن ابی طالب کی طرح ، اپنے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی مُحبت میں سرشار ، اپنے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ، اپنے اللہ کے دِین کی حِفاظت کے لیے ، اللہ تعالیٰ کے ، اللہ پاک کے دِین کے اور اللہ کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دُشمنوں کی صفوں پر ٹوٹ پڑے ،
ایک زبردست حملے کے بعد کچھ دیر کو اپنے ساتھیوں میں واپس آئے ، ساتھیوں نے کھانے کے گوشت کا ایک ٹکڑا پیش کیا ، ابھی اُسے ایک جانب سے منہ میں ڈالا ہی تھا کہ میدان جہاد کی ایک جانب سے کچھ زیادہ ہی شور اُٹھا تو گوشت کا ٹکڑا ایک طرف رکھ دِیا اور اپنے آپ سے کہا """ تُم ابھی تک دُنیا میں ہی ہو """ ،

اپنے آپ کو دُنیا میں موجود ہونے کی یاد دھانی کرواتے ہوئے، اپنے جسم و جان کے لیے عجیب شان بے پروائی سے اللہ، اللہ کے دِین اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دُشمنوں کے اندر تک داخل ہوتے چلے گئے اور اِس طرح لڑے کہ لڑتے لڑتے اپنے اللہ کی طرف سے عظیم عطاء، خلعتء شہادت زیب جان فرما کر اپنے اللہ کی بخشش، رحمتوں اور جنّتوں کی طرف روانہ ہوگئے، رضی اللہ عنہم اجمعین وأرضاہم،

اِس کے بعد اِسلام کا جھنڈا فوراً ہی ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہُ نے تھاما اور اپنے مجاھد بھائیوں کو مخاطب کیا """اے لوگو، کسی کو اپنا أمیر اپناؤ"""،

سب نے کہا """آپ مُناسب ہیں"""،

ثابت رضی اللہ عنہُ نے فوراً اِنکار کرتے ہوئے کہا """نہیں، میں نہیں، لہذا تم لوگ کسی اور کو اپنا أمیر اپناؤ"""،

تو سب نے متفق ہو کر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار، خالد رضی اللہ عنہُ بن الولید کو اپنا أمیر اپنایا، اور ثابت رضی اللہ عنہُ نے اِسلام کا جھنڈا اللہ کی تلوار کے ہاتھ میں دے دِیا،

اور اللہ جلّ وعُلا نے اپنے دِین کے دُشمنوں کو اپنی اِس تلوار کے ذریعے شکست فاش دی،

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے سچے اور حقیقی اولیاء میں سے اِن تین اولیاء کی شہادت کی خبر اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو بھی فرما دی، لہذا کسی اور طرف سے خبر آنے سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے اُن تینوں مُحبان کی شہادت کی خبر فرما دی،

جیسا کہ انس رضی اللہ عنہُ نے بتایا کہ """ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عَلَيهِ وَسلَّمَ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ ، قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ﴿أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ، ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ ،وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ ، حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾

:::ترجمہ::: نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے لوگوں کو زید، اور جعفر اور ابن رواحہ کی موت کی خبر سنائی، اِس سے پہلے ہی کہ لوگوں تک وہ خبر (کسی اور ذریعے سے) پہنچتی، اِرشاد فرمایا ((جھنڈا زید نے تھاما اور قتل کر دِیا گیا، پھر (جھنڈا) جعفر نے تھاما اور قتل کر دِیا گیا، پھر (جھنڈا) ابن رواحہ نے تھاما اور قتل کر دِیا گیا، اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی دونوں آنکھیں مُبارک بہہ رہی تھیں، (پھر اِرشاد فرمایا)، یہاں تک کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا تھام لیا، جب تک کہ اللہ نے انہیں فتح عطاء فرمائی﴾ صحیح البخاری/حدیث 1945/کتاب الصوم /باب 35، صحیح مُسلم/حدیث 2686/کتاب الصیام/باب 17،

مُسلمانو، اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے بعد، اُن کے، اور اللہ کے سچے مُحب اور اللہ کے سچے اور حقیقی اولیاء یہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہی سب سے پہلے یہ حق رکھتے ہیں کہ وہ آپ کے آیڈیلز ہوں، نہ کہ وہ لوگ جن کی زندگیاں کفر، شرک، بِدعات اور دیگر گناہوں کی کراہت آمیز گندگی سے لتھڑی ہوئی ہوں، اور نہ ہی

وہ لوگ جن کی زندگیاں اللہ اور اُس کے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی نافرمانیوں سے بھری ہوئی ہوں،

اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ ہمیں یہ جرأت عطاء فرمائے کہ ہم اُس کے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور اُن کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو ہی اپنا آئیڈیل رکھیں اور اپنی زندگیوں کو اُن کی زندگیوں کے مُطابق کر سکیں۔

۞۞۞ مُصعب الخیر، بن عُمیر رضی اللہ عنہُ و اُرضاہُ ۞۞۞

۞۞۞ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پہلے رسول، اور سفیر ۞۞۞

مکہ کے انتہائی امیر گھرانوں میں سے ایک گھرانہ عُمیر بن ہاشم بن عبد مناف کا بھی تھا، وہ خود بھی بہت مالدار تھا اور اُس کی بیوی خناس بنت مالک بھی بہت مالدار تھی اور مالدار ہونے کے ساتھ ساتھ بہت عقلمند، سخت مزاج اور رُعب و دبدبہ والی عورت جانی جاتی تھی،

اِن صِفات کی ساتھ ساتھ اُس کی ایک صِفت یہ بھی تھی کہ وہ اپنی اولاد کے آرام و راحت اور ناز و نعم کا بہت خیال رکھتی تھی اور اُن پر خوب خرچ کرتی تھی، اور خاص طور پر اپنے بیٹے مُصعب سے بہت مُحبت رکھتی اور اُس کا خاص خیال کرتی، اِسی لیے مُصعب اپنی خوش لباسی اور اپنی اِستعمال کی جانے والے انفرادی اور اعلیٰ خُوشبو جات کی وجہ سے مکہ میں ایک ممتاز و منفرد شخصیت جانے جاتے تھے، جہاں سے گذر جاتا گھنٹوں خُوشبوئیں بکھری رہتیں، لوگ کوشش میں رہتے کہ مُصعب اُن کے پاس سے ہو گزرے یا وہ مُصعب کے قریب سے ہو گزریں کہ اُس کی خُوشبوؤں میں سے کچھ اِن کے پاس بھی مہمان ہو جائے، مکہ کی نوجوان عورتیں اور لڑکیاں مُصعب کی خوبصورتی، خوش لباسی، خُوشبو اور مالداری کو حاصل کرنے کی خواہش مند اور اُس کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے مشغول رہتیں،

اللہ نے اُسے زندگی کی ہر نعمت کے ساتھ ساتھ بہت ذہانت اور فطانت عطاء کر رکھی تھی، لہٰذا اپنی کم عُمری کے باوجود مُصعب مکہ کی ہر مجلس میں مطلوب ہوتا، اور مرکزی شخصیات میں ہوتا،

زندگی کی اِن رنگ برنگ مشغولیات اور لوگوں کی توجہ کا مرکز ہونے کی مستی میں چلتے چلتے مُصعب ایک دِن وہاں جا پہنچا جہاں اُس شخص کی مجلس ہوتی جِسے مکہ کے سارے عقلمند، دانشور، سردار، سیاستدان، تاجر وغیرہ پاگل شاعر کہا کرتے تھے اور ہر کِسی کو اُس کی بات سُننے سے روکا کرتے تھے، مُصعب اُس مجلس میں جا پہنچا، اور اُس شخص کے چہرے پر نظر کی، جِسے مکی والے پاگل شاعر کہتے تھے،

مُصعب نے اُس چہرے کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا، اُس کے ذہین دماغ اور راست دِل میں فوراً ہی یہ خیال آیا کہ ایسا روشن، حُسین ترین، اور سچائی کے نُور سے جگمگاتا ہوا چہرہ کِسی پاگل کا نہیں ہو سکتا، اور نہ ہی کِسی ایسے شاعر کا، جِس کا کلام باطل ہو،

اُس وقت وہ روشن، حُسین ترین، مُبارک و منور چہرے والا کچھ کلام سُنا رہا تھا، جو اُس کے رب، ساری ہی مخلوق کے

http://kitabosunnat.com /// محدث لائبریری /// کتاب و سنّت ڈاٹ کام

اکیلے خالق و مالک اللہ عزّ و جلّ کا کلام تھا ،
مُصعب نے جب اُس شخص کی پاکیزہ اور سچی زُبان سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا کلام سُنا ، اُس کلام میں غور و فِکر کِیا ، تو اُس کے دِل و دِماغ کی کائنات ہی پلٹ گئی ، کفر و شرک کے اندھیرے چھٹ گئے ، اور اللہ الرحمٰن الرحیم ، اور اُس کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر سچے اور پکے اِیمان کا نُور داخل ہو گیا ،
مُصعب رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ کے قُبولِ اِسلام کی خوشی میں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے تکبیریں بلند کیں اور اللہ أکبر کی آوازوں سے دار الارقم گونج اُٹھا ،
مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہُ دار الارقم میں سے اپنے رب اللہ جلّ وعُلا کی اور اُس کی رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی مُحبت اور رضا ، اور مکہ والوں کی دُشمنی مول لے کر واپس چلے آئے ،
اِیمان لانے کے بعد اُنہیں کِسی کا کوئی خوف نہیں تھا ، پریشانی تھی تو صِرف اپنی بے پناہ مُحبت کرنے والی ماں کی تھی جو اپنے کفر اور اِسلام دُشمنی میں بہت شدید تھی ، مُصعب رضی اللہ عنہُ نے سوچا کہ جب تک اللہ کو منظور ہے وہ اپنے اِسلام کو چُھپائے رکھیں گے ،
اِسی دوران مکہ کے اِس آئیڈیل ہیرو کی ماں نے ایک دِن محسوس کیا کہ اُسکے بیٹے کے خُوبرُو چہرے پر کچھ فِکر و سوچ کے تاثرات رہنے لگے ہیں ، یہ تو وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ ایسی کوئی چیز نہیں جو وہ اپنے اِس لاڈلے بیٹے کو مہیا نہ کرتی ہو اور نہ ہی ایسی کوئی چیز ہے جو اُس کا بیٹا چاہتا ہو اور حاصل نہ کر سکے ، تو پھر کیا ہے جو اُس کا بیٹا یوں پُر فِکر رہنے لگا ہے ؟ اُس نے کئی دفعہ سوچا کہ بیٹے سے پوچھ لے لیکن جب بھی ایسا کرنا چاہے بیٹے کے چہرے پر کچھ ایسا دکھائی دیتا کہ وہ پوچھ نہ پاتی ،
ایک دِن مُصعب رضی اللہ عنہُ کو عُثمان بن طلحہ نامی ایک کافر نے دار الارقم میں داخل ہوتے دیکھا اور پھر ایک دفعہ مُحمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو صحرا کے طوفان کی طرح یہ خبر مُصعب رضی اللہ عنہُ کی ماں کو دی ، ماں کو اپنے لاڈلے کے پُر جمال چہرے پر نظر آنے والی سوچ و فِکر کا سبب سمجھ آیا ،
ماں نے اپنا جاہ وجلال ، فوقیت اور اپنے کفر پر اپنی ثابت قدمی ثابت کرنے کے لیے اپنے سب گھر والوں ، خاندان والوں کو اور مکہ کے سرداروں کو بلا کر مُصعب رضی اللہ عنہُ کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا شروع کی ، تو مُصعب رضی اللہ عنہُ نے اُن سب کو اللہ کا کلام سُنانا شروع کر دِیا ،
یہ معاملہ ماں کی برداشت سے باہر تھا ، اُس نے مُصعب رضی اللہ عنہُ کو تھپڑ مارنے کے ہاتھ اُٹھایا لیکن جو ہاتھ کسی تلوار کی طرح وار کرنے کے لیے اُٹھا وہ مُصعب رضی اللہ عنہُ کے چہرے سے پُھوٹنے والے اِیمان کے نُور کو دیکھ کر کٹی ہوئی ٹہنی کی طرح لٹک گیا ، بیٹے کو مار نہیں سکی تو گھر میں قید کر دِیا ، اور اُن کی نگرانی پر پہرہ دار بِٹھائے دِیے اور ہر طرح کی سختی جاری رکھی یہاں تک ایک دِن مُصعب رضی اللہ عنہُ کو اللہ تعالیٰ نے موقع فراہم کیا اور وہ اپنی قید سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے اور اپنے اِیمان والے بھائیوں کے ساتھ حبشہ ہجرت کر گئے ،
جب تک اللہ کو منظور ہوا مُصعب رضی اللہ عنہُ حبشہ میں رہے ، پردیس میں غربت کی زندگی بسر کر جب مکہ واپس آئے

توأن کے جسم پر پیوند لگے پُرانے سخت و کھردرے کپڑے تھے، اُن کا یہ حال دیکھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنکھیں بھر آئیں اور اُنہوں نے دوبارہ نہ دیکھنے کی ہمت نہ پاتے ہوئے اپنے سر جھکا لیے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مُحبت بھری نگاہ فرمائی اور اِرشاد فرمایا ﴿میں نے مکہ میں کوئی ایسا جوان نہیں دیکھا جسے اُس کے ماں باپ نے اِس مُصعب سے زیادہ ناز و نعمت سے رکھا ہو، لیکن اِس نے سب کچھ اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت میں چھوڑ دِیا﴾،

سُبحان اللہ، اللہ پاک نے مُصعب رضی اللہ عنہ ُ کو اپنا اور اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا مُحب ہونے کی سند (سرٹیفیکیٹ) اپنے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی زُبان مُبارک سے عطاء فرما دِیا،

اور ایک ہماری محبت ہے، جسے ہم ایک گندے سفلی جذبے "عِشق" سے تعبیر کرتے ہیں، اور کرتے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حُکم سُن کر بھی دُوسروں کی باتوں، آراء، فلسفوں، سوچوں اور افکار وغیرہ کو مانتے ہیں، اور صِرف مانتے ہیں نہیں، بلکہ اُنہیں ہی دُرُست ثابت کرنے اور منوانے کی کوششوں میں ہی لگے رہتے ہیں،

حبشہ سے واپسی کے بعد، جب مُصعب رضی اللہ عنہ ُ کی اپنی ماں سے مُلاقات ہوئی تو ماں نے دوبارہ اُنہیں قید کرنے کی کوشش کی تو مُصعب رضی اللہ عنہ ُ نے کہا "جو کوئی بھی اب مجھے روکنے یا پکڑنے کی کوشش کرے گا میں اُسے قتل کر دوں گا"،

وہ اپنے بیٹے کی ہمت اور عزم جانتی تھی لہذا اپنے اِرادے سے باز رہی اور غصے میں مُصعب رضی اللہ عنہ ُ کو گھر سے نکل جانے کا حُکم دِیا،

اِس وقتِ وادع میں کفر اور اِیمان کے عجیب بھید کُھلے، مُصعب رضی اللہ عنہ ُ ماں کے قریب ہوئے اور کہا """امی جان ، میں آپ کے لیے نصیحت کرنے والا ہوں اور آپ پر شفقت اور رحم کرنے والا ہوں، لہذا یہ کہتا ہوں کہ یہ گواہی دے دیجیے کہ اللہ کے عِلاوہ کوئی بھی عِبادت کا حق دار نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں """،

ماں نے انتہائی غیض و غیضب کی حالت میں کہا "ستاروں کی قسم، میں ہرگز اپنے دِین کو چھوڑ کر تُمہارے دِین میں داخل ہونے والی نہیں ہوں ، اگر میں نے ایسا کیا تو میری رائے کا مذاق اُڑایا جانے لگے گا اور میری عقل مندی مانی نہیں جائے گی"،

یہ معاملہ ہمیشہ سے ہوتا آرہا ہے اور آج بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے احکامات کو جاننے کے بعد بھی اپنی مُعاشرتی حیثیت کی وجہ سے حق بات قُبول کرنے سے باز رہا جاتا ہے،

اللہ عزّ و جلّ نے بھی اِس رویے کے بارے میں خبر فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا ہے کہ ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ::: اور جب اُس (کافر، مشرک، فسادی وغیرہ) سے

کہا جاتا ہے کہ اللہ (کی نافرمانی، ناراضگی اور عذاب) سے بچو تو اُس کی (مُعاشرتی) عِزت اُسے روک لیتی ہے، بس اُس کے لیے تو جہنم ہی کافی ہے، اور جہنم کیا ہی بُرا ٹھکانہ ہے ﴾ سُورت بقرہ (2)/آیت 206،

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُسکے دِین کو قُبول کرنے اور اُس پر قائم رہنے کا ہمت و حوصلہ عطاء فرمائے،

مُصعب رضی اللہ عنہُ پھر ماں باپ کا گھر چھوڑ کر چلے آئے اور ایک دفعہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حکم پر حبشہ ہجرت کی،

جب مُصعب رضی اللہ عنہُ دُوسری ہجرت کے بعد واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُنہیں اپنا رسول و سفیر بنا کر انصار کے ساتھ مدینہ (جو اُس وقت تک یثرب کہلاتا تھا) بھیجا، یوں مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہُ اِسلام کے پہلے سفیر بنے،

اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پاس مُصعب رضی اللہ عنہُ سے زیادہ بڑی عُمر اور زیادہ بڑے معاشرتی رُتبے والے ساتھی بھی تھے، لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مُصعب کو چُنا کہ جو ذہانت اور عزمِ دعوت اللہ پاک نے مُصعب رضی اللہ عنہُ عطاء فرمائی تھی وہ اُس جگہ کی تیاری کے لیے مطلوب تھی جسے عنقریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا، اللہ کے دِین کا مُستقل مُستقر بننا تھا، جہاں سے اللہ جلّ جلالہُ کا دِین پوری دُنیا پر چھانا تھا،

پس اُن انصار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ہاتھ مُبارک پر پہلی بیعتِ عُقبہ کی، مُصعب رضی اللہ عنہُ مدینہ ہجرت کر گئے،

اور اُن کے اُستاد بن کر اُنہیں اللہ کا دِین سِکھاتے رہے، اللہ کی رحمت سے مُصعب رضی اللہ عنہُ کی شخصیت اور تعلیمات سے مُتاثر ہو کر مدینہ میں بہت بڑی تعداد میں لوگ اِسلام قُبول کرنے لگے، اور اِن میں مدینہ کے بڑے بڑے سردار، اُسید بن حضیر، سعد بن معاذ، اور سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہم اجمعین بھی شامل ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حکم کے مُطابق اگلے موسمِ حج میں مُصعب رضی اللہ عنہُ اپنے ساتھ 73 مرد اور 2 نَو مُسلم خواتین کو لے کر عُقبہ کے مُقام پر پہنچے اور دوسری بیعتِ عُقبہ ہوئی، اور انصار میں سے بارہ نقیب (کیپٹن) چنے گئے، تین اَوس میں سے اور نو خزرج میں سے، اِس کے بعد وہ سب ہی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے اُستاد گراں قدر مُصعب الخیر رضی اللہ عنہُ کی راہنمائی میں مدینہ واپس چلے گئے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی تشریف آواری، اور اللہ تعالیٰ کے دِین کے مرکز کے آغاز کی تیاری مکمل کی جائے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ہجرت کے بعد مُصعب رضی اللہ عنہُ اللہ کے دِین، اور اللہ کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دفاع کے لیے ہمیشہ امامی صفوں میں حاضر رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اللہ پاک کے دِین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دُشمنوں پر تلوار سے جِہاد کرنے کا حکم ہوا، اور کافر بھی لڑنے کے لیے آئے تو جہادِ بدر میں بھی شامل ہوئے، اور پھر جب مکاوی قُریشی کافر و مُشرک اپنے مُرشدوں کی موت کا بدلہ لینے کے لیے دوبارہ آئے اور اُحد میں مؤمنین سے ٹکراؤ ہوا تو اِسلام کا جھنڈا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی

آلہ وسلم نے مُصعب الخیر رضی اللہ عنہُ کو عطاء فرمایا،
دورانِ معرکہ ابن قمیئہ نامی ایک بد بخت کافر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر حملہ کیا، جِس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سر مُبارک میں سے بنی آدم میں کا پاکیزہ ترین خُون بہہ نکلا،
اُس بد بخت ابن قمیئہ نے یہ سمجھا کہ اب مُحمد (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کا کام تمام ہوا تو جلدی سے واپس پلٹا قُریشوں کو بتایا اور یہ افواہ شیطان نے فوراً ہی پورے میدان میں پھیلا دی،
صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی اکثریت دِل برداشتہ ہو کر میدانِ جہاد سے نکلنے لگی، اُس وقت مُصعب رضی اللہ عنہُ کی زُبان پر الہامی کلمات جاری ہوئے جو بعد میں اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کی طرف سے وُحی کی صورت میں نازل فرمائے گئے ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ:::اور محمد اُس طرح رسول ہیں جِس طرح اُن سے پہلے رسول گذر چکے ہیں (یعنی اگر محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم دُنیا سے رحلت فرما گئے تو کیا اللہ کے دِین کی فتح و نصرت کے لیے جہاد روک دِیا جائے گا﴾ سُورت آل عُمران (3)/آیت 144،
اِسلام کے علمبر دار مُصعب رضی اللہ عنہُ میدانِ جہاد کے وسط میں علمِ توحید بلند کیے ہوئے یہی مذکورہ بالا اِلفاظ کہتے جا رہے تھے اور دُشمن کے وار پر وار سہتے جا رہے تھے،
اِتنے میں اُسی بد بخت ابن قمیئہ نے وہاں پہنچ کر مُصعب الخیر رضی اللہ عنہُ کے دائیں ہاتھ پر وار کیا تو اُن کا آدھا بازو کٹ کر الگ ہو گیا،
مُصعب رضی اللہ عنہُ نے اور زیادہ بلند آواز سے وہی اِلفاظ دُہرائے اور توحید کا جھنڈا دُوسرے ہاتھ سے تھام لیا،
ابن قمیئہ نے اُس ہاتھ پر وار کیا اور وہ بھی کہنی سے کٹ کر جسم سے الگ ہو گیا تو مُصعب رضی اللہ عنہُ نے اللہ کے دِین کا جھنڈا اپنے کٹے ہوئے بازوؤں میں بھینچ کے سینے سے چمٹا لیا،
اور وہی اِلفاظ دُہراتے رہے تا کہ میدان سے نکلنے والے مُسلمان واپس آجائیں،
اِتنے میں ابن قمیئہ نے اپنا نیزہ مُصعب رضی اللہ عنہُ کے سینے میں مارا جو اُن کے سینے کے آر پار ہوا اور مُصعب با آوازِ بُلند """الحمدُ للہ""" کہتے ہوئے اپنے رب کے دِین کی سر بلندی کے لیے قُربان ہو گئے، اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ایک سچا عملی مُحب اور اللہ تعالیٰ کا ایک سچا حقیقی ولی اپنی محبت اور ولایت کا ثبوت دے گیا، اور سیکھنے والوں کو سکھا گیا کہ اللہ پاک سے، اِس کے دِین سے، اور اُس کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے مُحبت کیا ہوتی ہے؟؟؟ اور اللہ کی ولایت کا حق کِس طرح ادا ہوتا ہے؟؟؟ رضی اللہ عنہُ و ارضاہُ،
اِسلام کا جھنڈا زمین پر لگنے سے پہلے ہی مُصعب رضی اللہ عنہُ کے بھائی ابو الروم بن عُمیر رضی اللہ عنہُ نے تھام لیا، اُنہیں اُس وقت اپنے بھائی کی پرواہ نہ تھی، فِکر تو یہ کہ اللہ کے دِین کا جھنڈا نیچا نہ ہونے پائے،
اِس معرکہءِ جہاد میں بھی اللہ پاک نے اپنے مؤمنوں، اپنے اور اپنے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سچے اور عملی مُحبان کو، اپنے سچے اور حقیقی اولیاء کو فتح عطاء فرمائی،

اللہ کی اِس عطاء کے بعد، ابو الروم رضی اللہ عنہُ نے اپنے بھائی کی میّت دفن کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی قیادت میں اپنے بھائی کے خُون میں سجا ہوا، اللہ کے دِین کا جھنڈا بُلند کیے ہوئے مدینہ المنورہ میں بھی داخل ہوئے،

معرکہ ءِ جہاد رُکنے کے بعد اپنی عادتِ مُبارک کے مُطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنے صحابہ کی خبر گیری کرتے ہوئے سارے میدانِ جہاد کا معائنہ فرما رہے تھے، جب مُصعب رضی اللہ عنہُ کی میّت کے پاس پہنچے اور اُن کے چہرے کو مٹی سے بھرا ہوا دیکھا، تو اپنی مُبارک آنکھوں کی روشن محبت بھری اور آنسوں بھری نگاہیں اُن پر مرکوز فرماتے ہوئے تلاوت فرمائی ﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً ::: اِیمان والوں میں سے ایسے مرد بھی ہیں جِنہوں نے اللہ سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کر دِیا اور اپنا وقت گذار گئے اور ایسے بھی ہیں جو (اپنا وعدہ پورا کرنے کے) اِنتظار میں ہیں اور (دونوں میں سے) کِسی نے بھی (اپنے وعدے) میں کوئی تبدیلی نہیں کی ﴾ سُورت الاحزاب (33)/آیت 23،

سُبحان اللہ، اللہ عزّ و جلّ نے اپنے اِس سچے پکے مؤمن اور حقیقی ولی مُصعب رضی اللہ عنہُ کے لیے ایک دفعہ پھر، اپنے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی زُبان مُبارک سے ایک اور سند عطاء فرما دِی،

جب مُصعب رضی اللہ عنہُ کو دفن کیا جانے لگا تو اُن کی میّت پر ڈالی جانے والی چادر اتنی چھوٹی تھی کہ اگر چہرہ اور سر چُھپایا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھکے جاتے تو سر اور چہرہ ننگے ہو جاتے ہیں، یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:::

﴿ ضَعُوهَا مِمَّا يَلِى رَأْسَهُ وَاجعَلُوا على رِجلَيهِ الإِذخِرَ ::: چادر کو مُصعب کے سر کی طرف ڈال دو اور پیروں کو اِذخر (ایک بُوٹی) سے ڈھانپ دو ﴾ صحیح البُخاری/کتاب الجنائز/ باب فی کفن المیّت،

اور آنسو بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اِرشاد فرمایا ﴿ لقد رأیتُک بِمکۃِ وما بھا أحداً أرق حِلۃً ولا أحسن لِمۃً مِنک ثُمَّ أنتَ شَعِثَ الرأسِ فی بُردۃ ::: میں نے تمہیں مکہ میں اس حالت میں دیکھا کرتا تھا کہ تُم سے بہترین اور نفیس ترین لباس اور خوبصورت بالوں والوں کوئی اور نہ تھا اور اب تُمہارا سر مٹی سے بھرا ہوا ہے اور تُم ایک چادر میں پڑے ہو ﴾ ،

اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطاء فرمائے کہ ہم اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے سچی اور عملی مُحبت کرنے والے اللہ پاک کے اِن سچے اور حقیقی ولیوں کو اپنے لیے مثالی شخصیات (آیڈیلز) بنائیں اور اِنکے نقش قدم پر چلتے ہوئے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی رضا حاصل کر سکیں اور اللہ کی جنّت میں داخل ہو سکیں۔

❁❁❁ حبیب بن زید الانصاری، رضی اللہ عنہُ و اُرضاہُ ❁❁❁

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دُنیا سے رخصت ہونے کے قریب قریب ایک بد بخت نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو دھمکانے کے لیے ایک خط میں یہ لکھ بھیجا کہ """ مُسیلمہ رسول اِللہ کی طرف سے محمد رسولِ اِللہ کے نام، السلام علیک میں آپ کی رسالت میں شریک ہوا، نصف ملک میرا نصف قریش کا، لیکن قریش ایک زیادتی پسند قوم ہے """،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُس بد بخت مُرتد کو جواب میں لکھوایا """ محمد رسول اللہ کا خط مُسیلمہ کذّاب کے نام، جو شخص ہدایت کی پیروی کرے اُس پر سلام ہو، اِس کے بعد تمہیں معلوم ہو کہ مُلک اللہ کا ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے، اِس کا وارث بنادے اور آخرت کی بہتری پرہیزگاروں کے لیے ہے """

اِس مُبارک خط کو بھیجنے کے چند روز بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے رحلت فرما گئے،

اب مُسیلمہ کذّاب مُسلمانوں پر ظلم و ستم کرنے لگا، صِرف اِس لیے کہ وہ اُس مرتد کو سچا رسول نہ مانتے تھے اور وہ چاہتا تھا کہ اُسے سچا رسول مانا جائے،

آہستہ آہستہ وقت گزرتا رہا اور عرب جنگجوؤں کی ایک بڑی تعداد مُرتد ہو کر اُس جھوٹے اور ظالم شخص کے جھنڈے تلے جمع ہو گئی، جو شخص اُس مُرتد کی نبوت کا اِنکار کرتا وہ اُس پر سخت ظلم و ستم کرتا،

اِنہی حالات میں ایک دفعہ حبیب رضی اللہ عنہُ بن زید "عمان" سے "مدینہ" آرہے تھے جب اِس ظالم نے اُنہیں پکڑ لیا، اور پکڑنے کے بعد اُن سے پوچھا، "محمد (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے ؟"،

حبیب رضی اللہ عنہُ نے فرمایا "وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں"،

مُسیلمہ کذّاب غصے میں چیخا "نہیں یہ کہو کہ مُسیلمہ اللہ کا سچا رسول ہے"،

حبیب رضی اللہ عنہُ نے نہایت حقارت سے اُس کی بات ردّ کی، ظالم مُسیلمہ اِس قدر غُصے میں آ گیا کہ اپنی تلوار سے حبیب رضی اللہ عنہُ کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا، اور پھر اُن سے کہا "اب میری بات مانو گے یا نہیں؟''،

حبیب رضی اللہ عنہُ نے فرمایا "ہرگز نہیں"،

مُسیلمہ لعنتی نے اُن کا دُوسرا ہاتھ بھی شہید کر ڈالا، اور پھر کہا "اب بھی میری رسالت تسلیم کر لو"،

حبیب رضی اللہ عنہُ نے فرمایا "ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہ"،

یہ سُن کر تو جھوٹا لعنتی مُسیلمہ غُصّے سے بے قابو ہو گیا اور اُس بد بخت نے حبیب رضی اللہ عنہ کا ایک ایک جُز کاٹنا شروع کر دیا، جب وہ تڑپتے تو وہ قہقہے لگاتا،

عموماً ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب کوئی مؤمن راہِ حق میں تکلیف اٹھاتے ہوئے تڑپتا ہے تو ابلیس اور اُس کے پیروکار خوش ہوتے ہیں، لیکن وہ سب ہی یہ نہیں سمجھ پاتے، یا اُنہیں یہ یاد نہیں رہتا کہ جو مؤمن، اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں جس قدر زیادہ تکلیفیاں اُٹھاتا ہے، تڑپتا ہے، اللہ پاک کے ہاں اُس کے لیے اُتنی ہی آسانیاں، آرام، سکون اور راحتیں

محدث لائبریری///کتاب وسنّت ڈاٹ کام /// http://kitabosunnat.com

ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جمع ہو جاتی ہیں ،
جھوٹا ، لعنتی مُسیلمہ بھی اپنی وقتی قوت کے بل بوتے پر اللہ تعالیٰ کے سچے مؤمن کے ٹکڑے کرتا گیا، اور اللہ کا وہ سچا ولی ہر نئے زخم کے بعد اور زیادہ قوی اِیمان کے ساتھ کفر کا اِنکار کرتا رہا،
یہاں تک اللہ پاک اور اُس کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر اپنے سچے اِیمان کا عملی ثبوت دیتے دیتے اللہ کے اُس حقیقی ولی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سچے عملی مُحب نے اپنی جان اپنے محبوبوں کی حقانیت کی گواہی میں فِدا کر دی،
اللہ تعالیٰ کی راہ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، لیکن اُس جھوٹے بد بخت کو خوش نہ کیا، اپنے رب کو خوش رکھنے کے لیے اپنے جِسم کے ٹکڑے کٹواتا رہا اور اپنی جان قُربان کر گیا،
اتنی اذیت برداشت کر گیا، مگر، راہء حق سے ایک قدم بھی اِنحراف قُبول نہ کیا، اور اِیمانی اِستقامت کی بے مثال، داستان رقم کرتے ہوئے اپنے اللہ رب العزت کی جنتوں میں چلا گیا،
اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم ، حقیقی اور سچا عملی ولی، ایک ایسی ہی عظیم ولیہ، اور سچی عملی مُحبہء رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا بیٹا تھا جس نے اپنے نبی کی حفاظت میں مَردوں کی طرح تلوار چلائی، جہادِ اُحد میں اپنے رسول کریم کے سامنے ڈھال بنی رہیں اور اپنے جِسم پر زخم کھائے، اور اپنے اور اپنے بیٹے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہُ کے لیے خلیل اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے یہ دُعا حاصل کی کہ ﴿اللَّهُمَّ اجْعَلْهُم رُفَقَائِي فِي الجَنَّةِ::: اے اللہ! اِن کو جنت میں میرے ساتھی بنا دے﴾ اور اپنے اللہ کے دِین کی سر بُلندی کے لیے جواں مَردی سے جہاد کیے، اس ولیہ کا نام اُم عُمارہ نسیبہ بنت کعب بن عَمرو بن عوف بن مبذُول ہے، (اِن کے بارے میں ایک الگ مجلس میں بیان ہو چکا ہے، اور مضمون کی صُورت میں نشر بھی، اِسے اِن شاء اللہ کتاب کے اگلے حصے میں شامل کر دِیا جائے گا)،
حبیب رضی اللہ عنہ اِسی جلیل القدر، اعلیٰ اخلاق والی شجاع مُجاھدہ ماں کے بیٹے ہیں، حبیب رضی اللہ عنہُ کے والد کا نام "زید بن عاصم" تھا، وہ حبیب رضی اللہ عنہُ کے بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے، حبیب رضی اللہ عنہُ کا سلسلہء نسب یوں ہے:::
"""حبیب بن زید بن عاصم بن عمرو بن عوف بن مبذُول بن عمرو بن غنم بن نجّار بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج"""
سن 3 ہجری میں حبیب رضی اللہ عنہُ اپنی والدہ اُم عمّارہ رضی اللہ عنہا اور اپنے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہُ کے ساتھ غزوہ اُحد میں شریک ہوئے اور جِہاد کے اختتام تک بہت دلیری، شجاعت اور ثابت قدمی سے لڑتے رہے،
غزوہ اُحد کے بعد سب ہی غزوات میں پیش پیش رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہے
جب اِن کی دلدوز مظلومانہ شہادت کی خبر اُن کی مُجاھدہ والدہ اُم عمّارہ تک پہنچی تو وہ اپنے بیٹے کی ثابت قدمی، بہادری، نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے مُحبت اور خوفِ اللہ پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں، اور دِل میں عہد کر لیا کہ اللہ تعالیٰ نے موقع عطاء فرمایا تو جھوٹے بد بخت مُسیلمہ سے اللہ سے دُشمنی، اللہ کے دِین سے دُشمنی اور اللہ کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے دُشمنی کے بدلے کے ساتھ ساتھ اپنے لختء جگر کے خون کا بدلہ بھی لیں گی،

 http://kitabosunnat.com /// محدث لائبریری /// کتاب وسُنّت ڈاٹ کام

کچھ عرصے بعد خلیفہء اول بلا فصل ، اَمیر المؤمنین اَبو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ و اَرضاہُ نے اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ، سیف اللہ ، خالد رضی اللہ عنہ ُ ابن الولید کو جھوٹے مُسیلمہ اور اُس کے پھیلائے ہوئے فتنے کا سر کچلنے کے لیے بھیجا، تو اُمّ عمّارہ رضی اللہ عنہا اپنے دوسرے فرزند عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ کے ساتھ اِس لشکر میں شامل ہو گئیں ، مُسیلمہ کذّاب نے مُسلمانوں کے مُقابلے کے لیے چالیس ہزار جنگجو میدان میں لا کھڑے کیے ،

" یمامہ " کے مقام پر یہ دونوں فوجیں ٹکرائیں ، یہ ٹکراو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ، بلکہ اُمت ِ اِسلام کی تاریخ میں ہونے والے سب سے زیادہ خوفناک جنگوں میں سے ایک جنگ تھا ، اِس میں بہت خونریزی ہوئی ، کبھی مُسلمانوں کے قدم اکھڑتے تو کبھی مُسلمان اِن مرتدین کے قدم اکھیڑ دیتے ،

اُمِّ عمّارہ رضی اللہ عنہا ابھی تک بڑے جوش و خروش اور جذبے کے ساتھ لڑ رہی تھیں ، اُنہوں نے کئی دفعہ مُسیلمہ تک پہنچنے کی کوشش کی مگر ہر دفعہ مُرتدینِ بنو حنیفہ ان کے راستے میں آجاتے ، آخر کار مُرتدین ناکام ہونے لگے تو جھوٹے بد بخت مُسیلمہ نے اپنی فوجوں سے کہا """ جِس کو اپنی عِزت بچانی ہے وہ بچالے """ (یعنی بھاگ جائے) ،

اُمِّ عمّارہ رضی اللہ عنہا نے اُسی وقت اُس کو دیکھ لیا اور وہ زخم پر زخم کھاتی ہوئی ، اپنے نیزے سے راستہ بناتی ہوئی اُس کی طرف بڑھیں ، جھوٹے مُسیلمہ تک پہنچنے میں اُم عمّارہ رضی اللہ عنہا کو گیارہ شدید زخم آئے اور ایک ہاتھ بھی کلائی سے کٹ گیا ، وہ مُسیلمہ کے قریب پہنچ کر ابھی اُس پر حملہ کرنا ہی چاہتی تھیں کہ اچانک دو ہتھیار مُسیلمہ پر آن پڑے ، اور وہ دو ٹکڑے ہو کر گھوڑے سے نیچے گِر پڑا ،

اُمِ عمّارہ رضی اللہ عنہا نے جب ہتھیاروں کی آمد کی سِمت دیکھا تو اُس طرف اُن کے دُوسرے فرزند عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ کھڑے تھے اور ساتھ ہی وحشی رضی اللہ عنہ ُ بن حرب بھی کھڑے تھے ، وحشی رضی اللہ عنہ ُ نے اپنا حربہ مُسیلمہ پر پھینکا تھا اور اُسی وقت عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ نے اپنی تلوار سے اُس جھوٹے جہنمی مُسیلمہ پر وار کیا تھا جِس سے اُس لعنتی کے دو ٹکڑے ہو گئے ،

اُمّ عمّارہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کے دُشمن ، اللہ کے دِین کے دُشمن ، اللہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دُشمن ، مُسلمانوں کے دُشمن اور اپنے بیٹے کے قاتل کی موت پر اللہ کا شکر بجا لائیں ، وہ شدید زخمی ہو چکی تھیں ، اُنہیں امیرء جہاد سیف اللہ خالد رضی اللہ عنہ ُ بن الولید کے پاس پہنچایا گیا جنہوں نے بڑی توجہ ، ادب اور بہت دِل لگی کے ساتھ اُم عمّارہ رضی اللہ عنہا کا عِلاج کروایا یہاں تک کہ اُن کے زخم ٹھیک ہو گئے ،

اللہ تعالیٰ ہمیں ، ہمارے اہل خانہ و خاندان اور سب ہی مُسلمانوں کو یہ ہمت دے کہ ہم اللہ کے ان سچے ولیوں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ان سچے عملی محبان کو اپنے لیے مثالی شخصیات بنائیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہی رہیں۔

❀❀❀ اُم عمّارہ، نُسیبہ بنت کعب بن عَمرو رضی اللہ عنہا و اُرضاھا ❀❀❀

ہم نے """مُصعب الخیر بن عُمیر رضی اللہ عنہُ""" کے ذِکر میں بیان کیا تھا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حُکم کے مُطابق، مُصعب رضی اللہ عنہُ مدینہ میں اُنکے ہاتھوں پر اِیمان قُبول کرنے والے انصاریوں کو حج کے موسم میں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عُقبہ کی بیعت ہوئی، اور ذِکر کِیا گیا تھا کہ نو مُسلم انصاریوں میں 73 مَرد اور 2 خواتین تھیں، ہماری آج کی مثالی شخصیت اُن دو خواتین میں سے ایک ہیں،

اللہ تعالیٰ اور اللہ کے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر مکمل اِیمان لانے والی اور سچی عملی مُحبت کرنے والی حقیقی مؤمنات میں سے ایک مؤمنہ،

اللہ پاک کی ایک حقیقی اور سچی ولیہ، اُم عمارۃ، نُسیبۃ (اور کہا گیا لُسیبۃ) بنت کعب بن عَمرو بن عوف رضی اللہ عنہا وأرضاھا، مدینہ منورہ کے سابقین الاولین، یعنی پہلے پہلے اِیمان لانے والوں میں سے ہیں،

جب مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہُ مدینہ سے نئے مُسلمان ہونے والے انصاریوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پاس مکہ جانے لگے تو اُم عمّارہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند غزیۃ بن عَمرو رضی اللہ عنہُ کے ساتھ ہو لِیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے بیعت لے لی تو مَردوں کے فارغ ہونے کے بعد غزیۃ رضی اللہ عنہُ نے اُن دو خواتین کو لے کر پھر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا ""اے اللہ کے رسول، ہمارے ساتھ یہ دو عورتیں بھی آئی ہیں، کہ آپ اِن سے بھی اُسی طرح بیعت لیں جِسطرح ہم سے لی ہے"" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿ قد بايعتهما على ما بايعتكم عليه إني لا أصافح النساء ::: جِس پر میں تُم لوگوں کی بیعت لی اُسی پر اِن دونوں کی بھی بیعت لیتا ہوں، لیکن میں عورتوں سے ہاتھ نہیں مِلاتا ﴾،

اِس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُم عمارہ اور اُم منیع رضی اللہ عنہما کی بیعت لی، مدینہ منورہ کی خواتین میں سے اُم عمارہ رضی اللہ عنہا پہلی خاتون ہیں جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے بیعت لی،

آگے چلنے سے پہلے ایک اہم بات کی طرف توجہ دِلوانا چاہوں گا، اور وہ ہے غیر محرم مَرد و عورت کا ہاتھ مِلانا، دیگر صحیح روایات میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا یہ فرمان ملتا ہے اور ساتھ اِیمان والوں کی والدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان بھی ملتا ہے کہ ﴿ وَاللَّهِ مَا مَسَّت يَدُ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه و على آله وسلم يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ غير أَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ ::: اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ہاتھ نے کبھی بھی کِسی عورت کا ہاتھ نہیں چُھوا، وہ (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) عورتوں کی بیعت (صِرف زُبانی) بات کے ذریعے لیا کرتے تھے ﴾ صحیح البُخاری/حدیث 4983/کتاب الطلاق/باب 18، صحیح مُسلم/حدیث 1866/کتاب الاِمارۃ/باب 21،

مزید وضاحت اِس روایت میں ہے کہ ﴿ وما مَسَّت يَدُ رسول اللَّهِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه و على آله

وسلم يَدَ امرَأَةٍ إلا امرَأَةً يَملِكُهَا:::اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ہاتھ نے کسی ایسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھویا جو اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ملکیت (یعنی بیوی یا باندی) نہ ہو﴾ صحیح البُخاری / حدیث 6787،/کتاب الاحکام/باب 49،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا تو یہ معاملہ تھا اور بیعت لیتے ہوئے بھی اتنی احتیاط فرماتے تھے تو عام حالات میں اِس سے کہیں زیادہ احتیاط ہوتی تھی کہ کسی غیر محرم عورت کو نہ چُھویا جائے، اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اُمتیوں میں اب کتنے ایسے ہیں، جو مُحبتِ رسول کا دعویٰ بھی کرتے ہیں، اور اولادِ رسول ہونے کا بھی، اور ہاتھ تو کیا، کیا کچھ تھام کر مُرید عورتوں سے بیعت لیتے ہیں اور """ خدمت """ کرواتے ہیں، پھر بھی وہ """ پہنچے ہوئے ولی """ ہیں، اور جو اُن کے ایسے کاموں کی نشاندہی کرے اور اُن پر اِنکار کرے وہ """ گستاخ رسول """،

تھا غیرت نام جِس کا گئی وہ مُسلمان کے گھر سے

اُم عمارہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کے ساتھ مدینہ منورہ واپس آگئیں، کچھ عرصہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم بھی وہاں تشریف لے گئے، اور کفر و اِسلام کا پہلا معرکہ """جہادِ اُحد""" بپا ہوا،

جِس میں ایک وقت ایسا آیا جب شیطان نے یہ خبر مشہور کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) قتل کر دیے گئے ہیں، مُجاہدین میں سے وہ لوگ جو مِیدان جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے دُور تھے یہ خبر سُن کر دِل برداشتہ ہو گئے اور مِیدان سے ہٹ کر دُور جا بیٹھے، اور تقریباً دس صحابی رضی اللہ عنہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی حفاظت کے لیے اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اِرد گرد اپنی جانوں کی قُربانی پیش کرتے رہے، اِن صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک اُم عمارہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں،

اپنے دوسرے مُجاہد بھائیوں کے دَوش بدَوش رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر حملہ آور ہونے والوں کو بڑی دلیری سے روکتی رہیں اور زخم پہ زخم کھا کھا کر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حفاظتی دستے میں ہی رہیں،

اُم سعد رضی اللہ عنہا کا کہنا ہے کہ، میں نے اُم عمارہ (رضی اللہ عنہا) کے کندھے پر ایک گہرے زخم کا نشان دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیسا نشان ہے؟

تو اُنہوں نے بتایا کہ """اُحد کے جہاد میں جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے دُور ہو چکے تھے تو ابن قمیئۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو ڈھونڈتا ہوا چیختا پھر رہا تھا کہ مجھے بتاؤ محمد (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کہاں ہے؟ اگر آج وہ میرے ہاتھوں سے بچ گیا تو میں ناکام ہوں، تو مُصعب بن عُمیر (رضی اللہ عنہُ) اُس کی طرف بڑھے (کہ وہ اُن کو محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سمجھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر حملہ آور نہ ہو) مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آگے بڑھنے والوں میں میں بھی تھی اور ابن قمیئۃ کے وار سے مجھے یہ زخم آیا، لیکن وہ میرے واروں سے زخمی نہ ہوا کیونکہ اللہ کے اُس دُشمن نے دوھری زِرہ پہن رکھی تھی """،

ضمرة بن سعید المازنی اپنی دادی ماں ہند رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں """ میں بھی جہادِ اُحد میں شامل تھی اور مُجاہدین کو پانی پلانے کے لیے سارے مِیدان میں پھر رہی تھی ، میں نے دیکھا کہ اُم عمارہ (رضی اللہ عنہا) انتہائی جانبازی اور دلیری کے ساتھ لڑ رہی ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُن کو دیکھ کر اُن کی تعریف فرمائی ، اور پھر میں نے دیکھا کہ ابن قمیئة سے لڑتے ہوئے اُن کے کندھے پر ایسا شدید زخم آیا جِس کا عِلاج ایک سال تک ہوتا رہا """ ،

عمر رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ یوم اُحد کے جہاد میں اُم عمّارہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿ما التفتُّ يوم أحدٌ يَمِيناً ولا شِمالاً إِلّا وأراها تُقاتِلُ دُوني ::: میں نے اُحد کے دِن میں جب بھی اپنے دائیں یا بائیں دیکھا تو مجھے اُم عمّارہ میرے دفاع میں لڑتی ہوئی دکھائی دی ﴾

ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند زید بن عاصم میں سے ایک بیٹے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے کہ """جہادِ اُحد میں اپنی والدہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے میرے بائیں بازو پر مُشرکین میں سے ایک کھجور کے درخت جیسے لمبے آدمی نے وار کیا اور میرا بازو کافی زخمی ہو گیا جِس میں سے خون رکتا ہی نہ تھا ، تو میری والدہ محترمہ نے اپنے کمر بند میں سے تیار شدہ پٹیوں میں سے ایک پٹی میرے زخم پر باندھی اور مجھے کہا " جاؤ بیٹا دُشمن سے لڑو " رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم یہ سب ملاحظہ فرما رہے تھے ، تو فرمایا ﴿ اُم عمارہ تُمہارے جیسی ہمت بھلا کون رکھتا ہے ﴾ اور میری والدہ مجھے زخمی حالت میں مِیدان جِہاد میں بھیجتے ہوئے مُسکرا رہی تِھیں ،

اور جب میں اور میری والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر حملہ آور کافروں سے لڑ رہے تھے اور میری والدہ زخمی ہو چکی تِھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مجھے پکارتے ہوئے فرمایا ﴿ اے اُم عمارہ کے بیٹے ، (میری فِکر چھوڑو اور) اپنی ماں کی طرف سے لڑو تا کہ وہ اپنے زخم پر پٹی کر لے ، اللہ تُمہارے گھرانے میں سے تم دونوں پر برکت کرے ، اے اللہ اِنہیں جنّت میں میرے ساتھیوں میں سے بنا ﴾

تو میں نے کہا """ اب اِس کے بعد مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ دُنیا میں مجھ پر کوئی بھی مصیبت ٹوٹے """ ،

سُبحان اللہ ، اُم عمارہ اور اُن کے بیٹے کو یہ پاکیزہ دُعاء مُبارک ہو اور اللہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی یہ قُبول دُعاء فرمائے ، اور اُم عمارہ اور اُن کے بیٹے کو جنّت میں بھی اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ساتھیوں میں سے بنائے ،

یہ تھے اللہ کے سچے اور حقیقی ولی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سچے عملی مُحب ، نہ کہ ہم لوگوں کی طرح محض دعویٰ مُحبت کرنے والے ، اللہ تعالیٰ ہمیں اِن کے نقشِ قدم پر چلنے کی ہمت عطاء فرمائے۔

ہم میں سے شاید ہر ایک کا دِل اپنے لیے بھی یہ دُعاء کرنے کو تڑپتا ہے ، کہ ہمیں جنّت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ساتھ نصیب ہو ، لیکن ، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی کتنی تابع فرمانی کرتے ہیں ؟؟؟

 محدث لائبریری /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام /// http://kitabosunnat.com

اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی بات چھوڑ کر دُوسروں کی مان کر اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی کتنی عِزت کرتے ہیں ؟؟؟

اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی مُحبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور عقائد وعِبادات اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی تعلیمات کے خِلاف اپناتے ہیں ، کوئی اُن کی شان میں گستاخی کرے تو " حقوق اِنسانی " اور " آزادیء رائے " کی مالا جپتے ہیں ، تو ایسا کرتے ہوئے کِس مُنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی رفاقت کی دُعاء کریں ، یا کِس خوش فہمی کی وجہ سے یہ اُمید رکھیں کہ روزِ محشر اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سفارش و شفاعت نصیب ہو گی ، یا جنّت میں اُن صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ میسر ہو گا ؟؟؟

❁❁❁ ضِرار بن الازور رضی اللہ عنہُ و اُرضاہُ ❁❁❁

❁❁❁ جِنّ آ گیا ، جِنّ آ گیا ❁❁❁

خیبر کے ایک بڑے قبیلے بنو اُسد کا دولت مند ، ایک ہزار اونٹوں پر مشتمل قیمتی گلّے کا مالک ، خوبرُو ، دِلنشیں ، بُہادر ، کڑیل جوان ، جِس کی شمشیر زنی ، نیزہ بازی ، تیر اندازی اور گھڑ سواری میں مہارت کا کوئی ثانی نہ تھا ،

رُومیوں کے لشکر میں خوف اور دہشت کی آندھیاں چلا دینے والا ، اللہ جلّ وعُلا کے علاوہ ہر ایک سے بے خوف مُجاہد ، سرفروش اور جانباز سُپر کمانڈو جِس کے حملہ آور ہوتے ہی رُومی فوجی """ جِنّ آ گیا جِنّ آ گیا """ کہتے ہوئے دُم دبا کر بھاگنے لگتے ،

کہا جاتا ہے کہ جب لوہے کی زرہوں میں ڈوبے رُومی جنگجو اللہ کے اِس حقیقی اور سچے ولی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سچے مُحب کے سامنے آتے تو وہ نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے اپنی قمیص بھی اُتار دیتا اور اُس کی یہ شجاعت دیکھ رُومی اُس سے اتنے خوف زدہ ہوگئے کہ اُن کے دِلوں میں یہ خیال پختہ ہوتا گیا کہ یہ کوئی اِنسان نہیں ، بلکہ جِنّ ہے ، لہٰذا وہ لوگ اللہ کے اِس حقیقی اور سچے ولی ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سچے اور عملی مُحب ، اور اللہ کے دِین کے لیے اپنا تن ، مَن دَھن سب ہی کچھ قُربان کرنے والے کو دیکھتے ہی اُس سے لڑنے کی بجائے """ جِنّ آ گیا جِنّ آ گیا """ کہتے ہوئے اُس کی زد سے دُور بھاگنے کی کوشش میں لگے رہتے ، رُومیوں کے اِس فرار کے باوجود ضِرار رضی اللہ عنہُ نے سینکڑوں رُومی فوجیوں اور کئی جرنیلوں کو جہنم واصل کیا جن میں ایک بڑے رُومی سردار اور سالار کا بیٹا رَوان بھی تھا ،

میدانِ جِہاد میں گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر بیٹھ کر مُسلسل تابڑ توڑ حملے کرنے میں اِس مُجاہد کا کوئی ثانی نہ تھا ، اپنی بے مثال بُہادری ، لاجواب شجاعت و جوانمردی کی بدولت ایک ہزار دُشمن پر بھاری سُپر کمانڈو و جنگجو مُجاہد جس کا نام سُن کر دُشمن محاورۃً نہیں بلکہ حقیقتاً تھر تھر کانپنے لگتا ،

اللہ کا یہ سچا ، حقیقی ولی ، اللہ کے دِین کا ایک عظیم اور عدیم المثال مُجاہد ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا سچا اور

عملی مُحب، جو اپنی بے پناہ، اور بے مثال بُہادری اور مُجاہدانہ کاروائیوں کی وجہ سے تاریخِ اِسلام کے اوراق میں قیامت تک جگمگاتا رہے گا """ضِرار رضی اللہ عنہُ بن الأزور الأسدی""" کے نام سے جانا جاتا ہے،

ضِرار رضی اللہ عنہُ کو اللہ عزّ و جلّ نے اِیمان اور دُنیا کی دولت سے بھی خوب نوازا تھا، اور، اِیمانی اور جسمانی حُسن اور قوت میں سے بھی وافر عطاء فرمایا تھا، اور، قوت گُفتار میں سے بھی سلیس و شاعرانہ کلام دونوں پر خُوب دَسترس عِنایت فرمائی تھی،

ضِرار رضی اللہ عنہُ جب بنوأسد قبیلے کے وفد کی قیادت کرتے ہوئے خیرُالوریٰ، نُورالھُدیٰ محمد خلیلُ اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خِدمتِ اَقدس میں اِسلام قبول کرنے کے لیے حاضر ہوئے، تواُنہوں نے پہلا کارنامہ یہ سر انجام دیا کہ ایک ہزار اونٹ اُن کے چرواہوں سمیت مُسلمانوں کے بیت المال کے لیے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وعلیہ آلہ وسلم کی خِدمت میں پیش کیے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دُنیا سے رُخصت ہونے کے قریبی وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُنہیں نبوت کے ایک جھوٹے دعویٰ دار طلیحہ بن خویلد الأسدی کے خلاف جِہاد کے لیے اِرسال فرمایا، اور اِس مہم کا سالار (کمانڈر) مُقرر فرمایا، جھوٹے بد بخت طلیحہ اور اُس کے ساتھی مُجاھدین کی یلغار کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور اپنے بے شمار جانی نُقصان کروا کے فرار ہوگئے،

اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کے اِس حقیقی اور سچے ولی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سچے اور عملی مُحب نے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے، اور اللہ کے دِین کے ایک اور ایسے گندے دُشمن مالک بن نویرہ جس نے زکوۃ دینے سے اِنکار کیا تھا، کو بھی قتل کیا، آج تک اِس منکرِ زکوۃ کے پیروکار اُن تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے اپنے بُغض کا اِظہار کرتے ہیں، جنہوں نے اللہ پاک کے حکم کا اِنکار کرنے والے، زکوۃ دینے سے اِنکار کرنے والے، بدبخت مالک بن نویرہ اور اُس کے پیروکاروں کے چھیتڑے اُڑا دیے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پہلے بلا فصل خلیفہ أمیر المؤمنین ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہُ و أرضاہُ مُرتدین کا مکمل صفایا کرنے سے فارغ ہوئے، جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والوں، مُسیلمہ کذاب، أسود عنسی، طلیحہ بن خویلد اور اُن کے پیروکاروں کو عبرتناک شکست سے دو چار کرنے کے بعد قیصر و کسریٰ یعنی اِیران اور رُوم کو فتح کرنے کی طرف متوجہ ہوئے،

اُس وقت کی یہ دونوں سُپر پاورز، اِسلام کے خلاف بڑے مضبوط قلعہ تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پہلے بلا فصل خلیفہ امیر المؤمنین ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہُ و أرضاہُ نے جُرأتِ اِیمانی کا ایک اور عظیم الشان ثبوت پیش کرتے ہوئے، اللہ کے دِین کی دُشمن اِن دونوں سُپر پاورز میں سے رُوم پر حملہ کرنے کے لیے مُجاہدین کے لشکر تیار کرنے کا حکم فرمایا،

مُجاہد مؤمنین، اللہ پاک، اُس کے دِین، اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دُشمنوں کو نیست و نابود کرنے کے لیے اپنے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پہلے بلا فصل خلیفہ أمیر المؤمنین ابو بکر الصدیق

رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے ،

(((مُسلیمہ کذّاب اور اسود العنسی کے خاتمے کا ذِکر البراء بن مالک رضی اللہ عنہُ ، فیروز الدیلمی رضی اللہ عنہُ اور اُم عمّارہ رضی اللہ عنہا کے واقعات میں بیان کر چکا ہوں)))

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پہلے بلا فصل خلیفہ أمیر المؤمنین ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ کی طرف سے اعلان جہاد سُن کر بنو أسد کا یہ عظیم أسد، جانثارِ اِسلام اپنے ساز و سامان کو جمع کرنے لگا اور اپنے ہتھیاروں کو اپنے جسم پر سجانے لگا ،

اُس کی تیاری دیکھ اُس کی بہن خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا پوچھا """ بھائی جان کہاں کی تیاری ہے ؟ کس معرکے کی طرف روانگی ہے ؟ """ ،

ضرار رضی اللہ عنہُ نے اپنی پیاری اور لاڈلی بہن کو جواب دیا """ بہن، أمیر المؤمنین کی طرف سے اعلان جِہاد سُن کر یہ سوال کیسا ؟ """ ،

خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا """ بھائی آپ جانتے ہیں کہ میں تیر اندازی میں بڑی مہارت رکھتی ہوں اور تلوار بازی میں بھی کسی سے کم نہیں ، آپ أمیر المؤمنین سے میری سفارش کیجیے تاکہ میں بھی جِہاد میں حصہ لے سکوں """ ،

ضِرار رضی اللہ عنہُ نے بہن کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا """ میری بہن یہ جنگ عورتوں کا کام نہیں ہوتا ، تمہارا بھائی اِن شاء اللہ تمہارے خاندان کی نمائندگی کے لیے کافی ہے """ ،

بہن نے جواب دیا """ نہیں بھائی جان مجھے جِہاد میں شامل ہونا ہی ہے لڑائی نہ سہی ، زخمیوں کی مرہم پٹی ، پانی پلانے کے کام کروں گی """ ،

اِس طرح خولہ رضی اللہ عنہا کو بھی جِہاد میں شمولیت کی اجازت مل گئی ،

(((اِن شاء اللہ ، خولہ رضی اللہ عنہا کا ذِکر الگ مجلس میں کروں گا)))

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پہلے بلا فصل خلیفہ أمیر المؤمنین ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ کے حکم پر اِسلامی لشکر اپنی مہم پر روانہ ہوا ، اور شام کے مرکزی شہر دِمشق کا مُحاصرہ کیا ،

ابھی یہ مُحاصرہ جاری تھا کہ تاریخ اِسلام ہی کیا اِنسانی تاریخ کے ایک عظیم جرنیل اللہ کی تلواروں میں ایک تلوار ، خالد بن ولید رضی اللہ عنہُ کو پتہ چلا کہ شاہِ رُوم ہرقل ایک بڑا لشکر لے کر فلسطین کے مشہور مقام اجنادین میں پہنچ کر خیمہ زن ہو چکا ہے ، اُس کی کوشش یہ ہے کہ لشکرِ اِسلام کو ختم کر دِیا جائے ، اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو بھی مُسلمانوں کو ایسا نُقصان ضرور پہنچایا جائے کہ وہ پھر کسی سے لڑنے کا سوچ بھی نہ سکیں ،

لیکن جِسے روشن اللہ کرے ، وہ چراغ بُجھائے کون ،

ہرقل کی ساری کوششیں اللہ تعالیٰ نے اپنے مُجاہدین کے ذریعے ناکام کروادِیں ،

ہرقل کے اِرادوں کی خبر ملنے پر ، سیف اللہ (اللہ کی تلوار) خالد بن ولید رضی اللہ عنہُ نے اپنے مُجاہد بھائیوں میں سے تجربہ کار بہادر جنگجو اور فدائی کاروائیوں کے ماہرین سے مشورہ کیا کہ اِس نازک ترین صُورتحال کا کِس طرح مُقابلہ کیا

جائے،

اُنہوں نے مشورہ دیا کہ سر دست دَمِشق کا مُحاصرہ ترک کر دِیا جائے اور شاہِ رُوم ہر قل کی فوج کا مُقابلہ کیا جائے تجربہ کار ساتھیوں کے مشورے کو تسلیم کرتے ہوئے، اللہ کی تلوار خالد رضی اللہ عنہُ نے لشکرِ اِسلام کو فلسطین کے سرحدی مُقام اجنادین کی طرف کوچ کرنے کا حکم دِیا جہاں رُومی لشکر ڈیرے ڈالے بیٹھا تھا،

جب لشکرِ اِسلام دَمِشق کا مُحاصرہ ترک کر کے روانہ ہوا تو دُشمن نے موقعہ غنیمت جانتے ہوئے اچانک پیچھے سے حملہ کر دیا،

لشکرِ اِسلام کو ایسے کِسی حملے کی کوئی توقع نہ تھی، لہذا اِس سے پہلے کہ وہ جوابی کاروائی کرتے، رُومی لشکرِ اِسلام کے پیچھے والے کچھ مُجاہدین کو، اور کچھ خواتین کو گرفتار کر کے بڑی تیز رفتاری سے واپس بھاگ گئے، اِنہی میں ضِرار رضی اللہ عنہُ بھی تھے، اِن سب قیدیوں کو کچھ ہی دیر میں دُشمن سے چُھڑوا لیا گیا، اِس معرکے کا ذِکر بھی اِن شاء اللہ خولہ رضی اللہ عنہا کے ذِکر میں کیا جائے گا،

اجنادین فلسطین کی سرحد پر واقع سر زمین شام کا معروف و مشہور مُقام ہے، یہاں شاہِ رُوم نے ایک لاکھ مُسلح رُومی فوج بھیجی اور خود حمص میں قیام کیا، اللہ کے مُجاہدوں نے رُوم کے ابلیسی لشکر کا خوب ڈٹ کر مُقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے مُجاہدوں کو فتح کا تاج پہنایا اور ابلیسی لشکر کو شکست و ذِلت کا طوق،

اس جِہاد میں مؤمنین کے چند مشہور جرنیلوں کو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے طمغہء شہادت سے سر فراز فرمایا،

جِن میں سے فدائی کاراوئیوں کا آغاز کرنے والے عظیم کمانڈو عِکرمہ رضی اللہ عنہُ بن ابی جہل، فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بن عبد المطلب، ابان رضی اللہ عنہُ بن سعید بن عاص اور ہماری آج کی محفل میں بیان کی جانے والی مثالی شخصیت ضرار رضی اللہ عنہُ بن الأزور سر فہرست ہیں،

ضِرار بن ازور رضی اللہ عنہُ نے اُس معرکے میں بھی اپنی اللہ داد بُہادری کے مُطابق ایسی جنگ کی کہ کوئی بڑے سے بڑا اجری بُہادر بھی اُن کے سامنے ٹھہر نہ سکا، بلا مبالغہ رُومیوں کے سینکڑوں فوجی اور کئی بڑے بڑے جنگجو لڑاکے اور سر دار جہنم کی طرف بھیجے، ضِرار رضی اللہ عنہُ نے اِسلام کی قُبولیت کے بعد ہر معرکے میں جوانمردی، جانفشانی، جانبازی، شمشیر زنی اور نیزہ بازی کے ایسے حیرت انگیز کارنامے سر انجام دیے جو قیامت تک تاریخِ اِسلام کے اوراق میں جگمگاتے رہیں گے اور جِن سے ہر دور میں اِسلام کے مُجاہدِ ایمانی حرارت حاصل کرتے ہوئے میدانِ جِہاد میں قابلِ قدر خدمات سر انجام دیتے تھے، دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے،

معرکہ ء اجنادین جسے جِہاد یمامہ بھی کہا جاتا ہے، میں ضِرار رضی اللہ عنہُ نے دُشمنوں کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ وہ سب کچھ بھول کر صرف اُنہی کے گرد ہو گئے اور ضِرار رضی اللہ عنہُ کی دونوں پنڈلیاں کٹ گئیں تو وہ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر اللہ کے دُشمنوں پر اللہ کا عذاب بنے رہے اور وہ سب کے سب مل کر بھی اللہ کے اِس مُجاہد پر اِس حال میں بھی قابو نہ پا سکے،

اللہ پاک کی راہ میں اپنی جان پیش کرنے کے شوقین، اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دُشمنوں

کے سامنے ایک لمحے کے لیے بھی نہ جھکنے والا، اللہ عزّ و جلّ کے یہ حقیقی اور سچے ولی ضِرار رضی اللہ عنہ ُ اِسی طرح اپنے گھٹنوں کے بل اللہ کی راہ میں لڑتا رہا یہاں تک گھوڑوں کے پیروں تلے بھی روندے گئے، لیکن معرکہ رُکنے تک میدان ءِ جہاد سے نہ نکلے، معرکہ رُکنے پر اپنے اُمیر اللہ کی تلوار، خالد بن الولید رضی اللہ عنہ ُ کے پاس پہنچائے گئے جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ُ اُس میدان ءِ جہاد سے رخصت ہونے والے تھے تو اُن کے رُخصت ہونے سے ایک دِن پہلے اللہ کا یہ حقیقی اور سچا ولی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا سچا مُحب اپنے رب کی طرف روانہ ہو گیا،

یہ تھے اللہ کے حقیقی اور سچے ولی، اور اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ اور اُس کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حقیقی اور عملی مُحب، اللہ کرے کہ ہم انہیں اپنے آئیڈیلز بنائیں،

اللہ ہمیں اِن کے نقش پا پر چلنے کی ہمت و جُرأت عطاء فرمائے۔

❁❁❁ خولہ بنت الازور رضی اللہ عنہا و اُرضاھا ❁❁❁

اِس مجلس میں اِن شاء اللہ میں ایک اور صحابیہ رضی اللہ عنہا کا ذِکر کروں گا،

خیال رہے کہ صحابی ہو یا صحابیہ رضی اللہ عنہم اجمعین، سب ہی ہمارے حقیقی ہیروز ہیں، اور کسی بھی سچے اِیمان والے کے لیے آئیڈیل ہیں،

جِنس کے فرق کا یہ مطلب ہر گز نہیں لیا جانا چاہیے کہ ذِکر کردہ شخصیت صِرف اپنی ہی جنس کے لیے مثالی شخصیت ہے بلکہ اِن میں سے ہر مرد ایک سچی مُسلمان عورت کے لیے مِثالی شخصیت ہے کہ وہ اپنے باپ، بھائی، خاوند، بیٹے اور اگلی اولاد کو اِس مثالی شخصیت جیسا بنانے کی تگ و دو کرے اور جو کچھ اُس مثالی شخصیت کے مثالی کِردار میں سے وہ خود اپنا سکتی ہے اپنائے، اور اِسی طرح کسی صحابیہ رضی اللہ عنہا کا ذِکر محض خواتین کے لیے ہی نہیں بلکہ ہر سچے مُسلمان کے لیے ہے کہ وہ اِس مثالی خاتون کی شخصیت کا پَر تو اپنی ماں، بہن، بیوی، بیٹی اور اگلی اولاد میں سے جو مؤنث ہیں اُن میں اُجاگر کرنے کی کوشش کرے اور جو کچھ خود اپنا سکتا ہے اپنائے،

آیئے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ایک نیک بندی اور ایک سچی اور حقیقی ولیہ کا واقعہ سُناتے ہیں،

اِس ولیہ کا تھوڑا سا تعارفی ذِکر سابقہ مجلس میں اِن کے بھائی "ضِرار بن الازور رضی اللہ عنہ ُ" کے ذِکر میں کیا گیا تھا، اور بتایا گیا تھا کہ رُوم کے خِلاف جہاد میں یہ اپنے بھائی کے ساتھ لشکر میں شامل ہوئی تِھیں،

مُجاہدین کا لشکر رُومی لشکر سے بر سرِ پیکار تھا، اور رُومی کافروں سے جِہاد زور و شور سے جاری تھا، اُمیر المُجاہدین، اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار، خالد ابن الولید رضی اللہ عنہ ُ اپنی تماتر بہادری اور مؤمنانہ فراست کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اُس کے دِین کے دُشمنوں پر اللہ کا قہر بن کر مُسلط تھے،

اِن معرکوں میں جو بات اُن کے لیے، اور تمام مُسلمان لشکر کے لیے حیرانگی کا باعث تھی وہ ایک ایسا گُھڑسوار تھا جو

بھرپور معرکے کے درمیان کہیں سے اچانک ظاہر ہوتا، اُس نے سارے جِسم کو ایک سیاہ چادر میں لپیٹا ہوتا اور ایک سبز چادرِ کی چوڑی پٹی اُس کی کمر پر اِس طرح بندھی ہوتی کہ اُس کا سینہ، گردن اور کمر کا پچھلے حصہ اُس میں چھپا ہوتا، جب وہ گھڑسوار نمودار ہوتا تو ایک چنگاری کی طرح دُشمن کی طرف لپکتا، اُس کے وار کِسی بڑی آگ کی لِپٹ کی طرح پُھرتیلے ہوتے کہ جِس طرف جاتا دُشمن گرتے ہی نظر آتے،

اُسکی پھرتی اور شُجاعت کے سامنے کہیں کوئی کھڑا نہ رہتا، دُشمن کی صفیں اُن کی لاشیں گِرا کر کاٹتا ہوا اُن کے اندر تک گُھستا چلا جاتا اور جب واپس آتا تو اُسکے کپڑوں کا رنگ صِرف دُشمن کا خون ہوتا، اور پھر ایک چکر لگا کر دُشمن پر ٹوٹ پڑتا، جب تک میدانِ جہاد گرم رہتا اُس کی یہ ہی کاروائی رہتی،

امیرِ جہاد خالد ابن الولید رضی اللہ عنہُ اُس کی بہادری دیکھ کر اُسے ملنے اور اُس کی شخصیت جاننے کی شدید خواہش کا اِظہار کرتے، لیکن جہاد کی کاروائی کی طرف سے کِسی اور طرف دھیان نہیں کر پاتے،

اُن کے عِلاوہ باقی مُجاہدین کی بھی یہی خواہش تھی کہ اُس مُجاہد کو پہچان سکیں، جِس نے رُومیوں کے بڑے بڑے لڑاکے قتل کر دیے اور بڑے بڑے جنگجو ماہرین کو کُوٹ کر پھینک دِیا،

رافع بن عُمیرہ رحمہُ اللہ، نے جب مُسلمانوں کا یہ شوق دیکھا تو کہا """ میں نہیں سمجھتا کہ یہ شہسوار خالد ابن الولید کے عِلاوہ کوئی اور ہو سکتا ہے """، رافع ابھی یہ بات کر ہی رہے تھے کہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہُ سامنے آگئے،

تو رافع رحمہُ اللہ نے کہا """ اے اَمیر، یہ شہسوار کون ہے جو اِس طرح اپنی جان کو شدید خطرے ڈال کر دُشمنوں کا بُھرکس نکال رہا ہے """،

خالد بن الولید رضی اللہ عنہُ نے کہا """ میں موجودہ حالت میں اِس کی اِن فدائی کاروائیوں کو مُناسب نہیں سمجھتا، لیکن مجھے اِس شہسوار کی بُہادری اور عقل مندی بہت پسند آئی ہے، اے اِسلام کے بُہادرو، سب جمع ہو کر اللہ کے دِین کی حفاظت کے لیے اِس دلیر کی مدد کیا کرو اور اللہ کے دِین کی حفاظت میں اُس سے پیچھے نہ رہنا """،

پھر سب اکھٹے ہو کر صف بندی کر کے خالد بن الولید رضی اللہ عنہُ کے پیچھے پیچھے دُشمن پر ٹوٹ پڑے،

جب وہ لوگ اُس شہسوار کے قریب پہنچے تو خالد بن الولید رضی اللہ عنہُ نے بُلند آواز میں اُسے مُخاطب کرتے ہوئے کہا """ اے اللہ کی راہ میں اپنی جان کو داؤ پر لگانے والے اور اللہ کے دُشمنوں کو برباد کرنے والے میرے بھائی، اپنے چہرے کو بے نقاب کرو کہ ہم تمہیں دیکھ کر اپنی آنکھیں اور دِل ٹھنڈے کر سکیں """،

وہ شہسوار کوئی جواب دِیے بغیر پھر دُشمن کی صفوں پر پِل پڑا اور پھر ویسا ہی ہوا کہ جِدھر وہ جاتا رُومی خوف زدہ ہو کر اُس کے سامنے بھاگتے اور وہ کِسی تُندرُو آندھی کے گرداب کی طرح اپنے دائیں بائیں اور سامنے والے ہر دُشمن کو اپنی تلوار کی لپیٹ میں لے لیتا اور کِسی خوفناک زلزلے کی طرح اُنہیں زمین بوس کرتا چلا جاتا،

ایک اور حملے سے فارغ ہو کر جب وہ پلٹا تو پھر کچھ مُجاہد اُس کے قریب پہنچے اور کہا """ ارے بھائی، تُم عجیب آدمی ہو، تُمہارا اَمیر تمہیں کوئی حُکم دے رہا ہے اور تُم اُس کی بات نہیں مانتے """،

اُس نے مُجاہدین کی بات کا کوئی جواب نہ دِیا، اور پھر سے دُشمن پر ٹُوٹ پڑا،

جب رُومیوں کی لاشوں کے انبار لگ گئے اور وہ پیچھے ہٹنے لگ گئے، تو خالد رضی اللہ عنہُ کچھ فُرصت پا کر اُس شہسوار کے قریب پہنچے اور کہا""" اے اللہ کے بندے، تم نے اپنے تمام مُسلمان بھائیوں کے اور میرے دِل میں بڑی ہی عِزت و احترام والی جگہ بنالی ہے کیا تُم اِس سے زیادہ احترام چاہتے ہو، جو اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتے، اپنا نام تک بتانے سے بھی گُریز کر رہے ہو"""،

تو اُس شہسوار نے بالآخر اپنی زُبان کھول ہی دِی اور کہا""" اے اُمیر میں آپ کی بات جواب اِس لیے نہیں دے پا رہی کہ میں پردے میں رہنے والی ایک مُسلمان لڑکی ہوں اور چُھپائی جانے والی چیز ہوں میری حیا مُجھے روکتی ہے کہ آپ سے بات کروں"""،

خالد رضی اللہ عنہُ نے کہا""" تُم ہو کون؟"""،

تو اُس نے جواب دِیا""" میں خولہ ہوں الأزور کی بیٹی مجھے خبر ملی کہ میرا بھائی ضِرار دُشمن کی قید میں ہے تو میں میدانِ جہاد میں آگئی کہ اب میں اپنے بھائی کی جگہ اللہ کے دُشمنوں سے جہاد کروں اور شاید اِس دوران اللہ تعالیٰ مجھے میرے بھائی کو آزاد کروانے کا موقع عطاء فرمادے"""،

خالد رضی اللہ عنہُ نے کہا""" اِن شاء اللہ ہم سب مل کر تمہارے بھائی کو آزاد کروانے کی کوشش کریں گے"""،

عامر بن طفیل رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے کہ""" میں اُس وقت خالد بن الولید رضی اللہ عنہُ کے دائیں طرف تھا، اُنہوں نے سب کو اکٹھے ہو کر پھر دُشمن پر حملہ آور ہونے کا حُکم دِیا اور ہمیشہ کی طرح سب سے آگے وہ خود ہوئے اور اُن کے بائیں طرف خولہ بنت الأزور ہو گئیں، جب رُومیوں نے ہماری تیاری دیکھی اور خولہ کو بھی خالد بن الولید رضی اللہ عنہُ کے پہلو میں دیکھا تو خوف سے چیخ کر پکارے""" اگر یہ قوم اِس شہسوار جیسی ہے تو اِس سے جنگ ہمارے بس کا روگ نہیں"""، اور اپنے ٹھکانے کی طرف واپس ہو لیے،

اِس کے بعد خولہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی کے بارے میں مجاھدوں سے پوچھ گچھ کرنے لگیں جب اُنہیں کوئی خبر نہ ملی تو اُنہوں نے بڑے رنجیدہ لہجے میں کہا""" اے میرے ماں جائے، تیری جدائی کا انگارہ تیری بہن کے دِل میں ہے، لیکن تمہارا کچھ پتہ نہیں چل رہا، کیا پتہ تُم ہمارے باپ سے جاملے ہو جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) کے سامنے شہید ہوئے تھے، اللہ تُم پر اپنی رحمت کرے"""،

مجاھدین اور خالد بن الولید رضی اللہ عنہُ اُن کی یہ بات سُن کر کافی رنجیدہ ہوئے،

اور خالد بن الولید رضی اللہ عنہُ اکیلے ہی دُشمن کی طرف پلٹے، خولہ بھی اُن کے ساتھ ہو گئیں، جب دُشمن نے اُن کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اپنے ہتھیار پھینک دیے اور امان طلب کی، خالد بن الولید رضی اللہ عنہُ نے اپنے ساتھیوں سے کہا""" اِنہیں پکڑ کر میرے پاس لے آؤ"""،

قید ہونے والے دُشمن کے اُن سپاہیوں نے بتایا کہ""" وہ وردان کے فوجی ہیں اور حُمص کے رہنے والے ہیں وردان تو بھاگ گیا ہے اور یہ لوگ صُلح کرنا چاہتے ہیں اور مُسلمان جو جزیہ بھی مُقرر کریں، یہ لوگ دینے کے لیے تیار ہیں"""، خالد رضی اللہ عنہُ نے کہا""" اگر میں تُم لوگوں کے علاقے تک پہنچا تو پھر اُس وقت اِن شاء اللہ صُلح ہو گی، فی

http://kitabosunnat.com/// محدث لائبریری /// کتاب وسُنّت ڈاٹ کام

الحال یہ بتاؤ کہ کیا تُم لوگ ہمارے اُس ساتھی (ضرار بن الأزور) کے بارے میں کچھ جانتے ہو جِس نے تمہارے سردار کے بیٹے کو قتل کیا تھا """ ،

تواُنھوں نے کہا """ کیاآپ اُس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جس نے اِس شہسوار سے بڑھ کر ہمارے ساتھیوں کو قتل کیااور جو اپنے دھڑ سے کپڑے اُتار کر لڑتا ہے، اور جِس کے بارے میں ہمارے لشکریوں میں یہ مشہور ہوا کہ وہ جِنّ ہے """ ،

خالد رضی اللہ عنہُ اُن کی یہ بات سُن کر مُسکرائے اور کہا """ ہاں وہی """ ،

اُنھوں نے کہا """ اُسے تو وردان نے ایک سو فوجیوں کی نگرانی میں باندھ کر بغل (ایک علاقے کا نام) کی طرف بھیج دِیا ہے تا کہ اپنے سردار کے پاس بھیجے کہ یہ وہ جِنّ ہے جو زِرہ پہن کر لڑنے کی بجائے ننگے دھڑ لڑتا ہے اور جِس نے ہمارے اَن گِنت فوجی قتل کیے اور تُمہارا بیٹا روان بھی """ ،

خالد بن الولید رضی اللہ عنہُ نے رافع بن عُمیرہ کو بُلایا اور کہا """ اللہ نے تُمہیں اِس علاقے اور یہاں کے راستوں کا سب سے زیادہ عِلم دِیا ہے ، اور تمہیں تدبیر (پلاننگ پاور) بھی وافر عطاء فرمائی ہے ، اپنے ساتھیوں میں سے جِس کو چاہو ساتھ لے جاؤ اور ہمارے ساتھی (ضرار بن الأزور) کو رہا کروانے کی بھر پور کوشش کرو ، عین ممکن ہے کہ اللہ تُم سے یہ کام لے لے """ ،

رافع بن عُمیرہ رحمہُ اللہ نے کہا """ جو آپ کا حُکم اے اُمیر ، اگر اللہ نے مجھے کامیاب کر دِیا تو یہ میرے لیے بڑی خوش نصیبی ہو گی """ ،

اُنھوں نے اپنے ساتھ لے جانے کے لیے بہادر ترین مُجاہدین میں سے سو گُھڑ سوار منتخب کیے ، خولہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے درخواست کی کہ وہ بھی ساتھ جائیں گی ،

تواُنھوں نے کہا """ میں اُمیر کے حکم کے بغیر آپ کو ساتھ نہیں لے جا سکتا """ ،

خولہ رضی اللہ عنہا جلدی سے اُمیر کے پاس پہنچیں ، اور اُس لشکر کے ساتھ جانے کی درخواست کرتے ہوئے کہا """ اے اُمیر ، آپ دیکھ چُکے ہیں کہ اللہ نے مُجھے اپنی حفاظت کا حوصلہ اور سلیقہ دے رکھا ہے ، مجھے ساتھ جانے کی اجازت دیجیے ، اِن شاء اللہ میں اپنے مُجاھد بھائیوں پر بوجھ نہیں بنوں گی بلکہ اُن کی مدد کروں گی """ ،

اُمیر المُجاہدین خالد بن الولید رضی اللہ عنہُ نے اجازت دے دِی تو عُمیرہ بن رافع رحمہُ اللہ نے خولہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے لیا اور دُشمن کے قافلے کے نشانات دیکھتے ہوئے روانہ ہو گئے ،

رافع بن عُمیرہ رحمہُ اللہ اپنے قافلے کو لے کر دُشمن سے پہلے ہی اُس کی منزل کے قریب پہنچ گئے اور "الحیات" نامی ایک وادی میں رُکے اور اپنے ساتھیوں سے کہا """ الحمد للہ ، خوشخبری ہے کہ دُشمن ابھی تک یہاں نہیں پہنچا ، بس اب ہم سب لوگ اِس وادی میں پھیل کر چُھپ جاتے ہیں اور دُشمن کا اِنتظار کرتے ہیں """ ،

اُن لوگوں کے چُھپنے کے تھوڑی ہی دیر کے بعد دُشمن کے قافلے کا گرد و غُبار نظر آنے لگا ، جوں ہی دُشمن کا قافلہ پورے کا پورے وادی میں داخل ہوا ، مجاھدین نے تکبیر بُلند کرتے ہوئے چاروں طرف سے حملہ کر دِیا اور ایک گھنٹے

سے کم وقت میں اپنے بھائی ضرار بن الأزور رضی اللہ عنہُ کو بھی آزاد کروالیا اور تمام کافروں کو قتل کر کے اُنکا اسلحہ اور سواریاں قابو کر کے واپس پلٹ گئے ، رضی اللہ عنہم اجمعین ،

دیکھیے اللہ کے وہ بندے اور بندیاں جو اللہ کی رضا کے طلب گار ہوتے ہیں کِس طرح اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مُقرر کردہ حدُود اور پابندیوں میں رہتے ہوئے اللہ کے دِین کے عین مُطابق اپنی زندگیاں بسر کرتے ہیں ،

اِن سچے اور حقیقی اَولیاء کی زندگیاں کوئی ماروائے فِطرت و عقل قِسم کے دیو مالائی قصے کہانیاں نہیں ، بلکہ تاریخی واقعات ہیں ،

کچھ لوگ اپنے اِیمان و عمل کی کمزوریوں اور خامیوں کو چُھپانے کے لیے عجیب نامعقول فلسفے بِھگارتے ہوئے کہتے لکھتے ہیں کہ ، اُن لوگوں کا زمانہ و حالات کچھ اور تھے ، ہمارا زمانہ و حالات کچھ اور ہیں ، وہ پرانہ زمانہ تھا ، اب نیا دَور ہے ، وغیرہ وغیرہ ،

اِس قِسم کی باتیں کرنے والوں ، اور اِن باتوں کا شِکار ہونے والے ہمارے کلمہ بھائی بہنوں کو شاید پتہ ہی نہیں ، کہ یہ جدت پسندی کا رونا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے دَور میں بھی رویا جاتا تھا ، کافر بھی تو اُس وقت اللہ جلّ وعُلا ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے احکام سُن کر کہتے تھے ﴿إِنْ هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ::: یہ سب تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ﴾ ، سورت الانعام (6) / آیت 25 ، یعنی ہمارا زمانہ تو نیا ہے ، نئے دور کی نئے تقاضے ہیں یہ مُحمد اور اُس کی باتوں کا زمانہ تھوڑی ہے کہ اب اِن پُرانی کہانیوں کو سُنا جائے اور اُن پر عمل کِیا جائے ، اور آج بھی اُن کے رُوحانی پیروکار کچھ اِسی قِسم کا فلسفہ بیان کرتے ہیں ،

خولہ بنت الأزور رضی اللہ عنہا کی بُہادری اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان داؤ پر لگانے کا یہ ایک ہی واقعہ نہیں بلکہ اور بھی واقعات ہیں ، لیکن بات کو مختصر رکھنے کے لیے اُنہیں بیان نہیں کِیا جارہا ، اِس واقعہ میں خاص غور کرنے کی چند باتیں ہیں :::

اِسلام میں عورت کی عِزت و عِفت ، اُس کے مُقام اور رُتبے کو محفوظ رکھنے کے لیے عورت کی مصروفیات اور مشغولیات پر کچھ پابندیاں ، کچھ حُدود ضرور عائد ہیں ،

لیکن جیسا کہ اِسلام کے خِلاف پرچار کرنے والے کہتے ہیں ، اُس طرح نہ تو اِسلام میں عورت کو ڈربے کی مُرغی بنایا جاتا ہے ، اور نہ ہی اِسلام میں عورت کو پردے اور چار دیواری کا قیدی بناتا ہے ، اور نہ اِسلام میں عورت کو سٹک کاک میں بند کوئی مکھی یا مچھر ،

جی ہاں عورت پر صِرف چند پابندیاں ضرور ہیں ، جو اُس کی فطری حیاء کو رونق بخشتی ہیں ، اُسے سِکھاتی ہیں کہ تُم ایک قیمتی نگینہ ہو جِس کی چمک دمک کے کئی رنگ ہیں اور اُن میں سے کوئی بھی بازار کے لیے نہیں ہے ، غیر محرموں کے لیے نہیں ہے ،

صِرف اُن کے لیے ہے اورصِرف اُس طرح ہے جِن کے لیے اور جِس طرح تمہارے خالق و مالک اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے ، وہ پابندیاں مُسلمان عورت کو، اُس کے لواحقین کو، مُسلم مُعاشرے کو مُسلمان عورت کی عِزت و عِفت ، مُقام ورُتبے کا احساس دِلاتی ہیں ،

اُسے یہ سمجھاتی ہیں کہ تُم کِسی کی بیٹی ہو ، بہن ہو ، بیوی ہو ، ماں ہو ، اور اگراِس کے عِلاوہ کچھ بنو گی تو پھر محض ایک جنسِ تماشا ہو جاؤ گی ، جِس کے طلب گار تو بہت ہوتے ہیں لیکن اُس کی کوئی عِزت نہیں ہوتی ، جو ہوس پرستی اور نفسانی خواہشات کا ہدف تو ہوتی ہے لیکن اُسے مُحبت نہیں کی جاتی ،

اِسلام میں عورت کواُس کی اپنی اور اُس کے خاندان کی عِزت اور حیاء کی حفاظت کے لیے مُقرر کردہ پردے کی حُدود میں رہتے ہوئے زندگی کے کِسی بھی مُعاملے میں شریک ہونے کا حق دیا گیا ہے ، اِسلام کی چند پابندیاں عورت کو وہ عِزت اور حِفاظت عطاء کرتی ہیں جواُس سے پہلے کِسی مُعاشرے و مذہب میں نہیں تھیں اور نہ اُسکے عِلاوہ کِسی معاشرے و مذہب میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق پہچاننے ، سمجھنے ، ماننے ، اپنانے اور اُسی پر عمل پیرا رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

::: مصادر و مراجع ::: قُران کریم ، تفسیر ابن کثیر ، تفسیر الطبری ، صحیح البخاری ، صحیح مُسلم ، مؤطا مالک، صحیح ابن حبان ، سنن الترمذی ، سنن ابو داؤد، سنن ابن ماجہ ، سنن النسائی ،مُسند احمد ،المستدرک الحاکم ،سُنن الکبریٰ للبیہقی، سنن سعید بن منصور، مصنف ابن ابی شیبہ ، مصنف عبدالرزاق ،الأحاديث المختارة ، المعجم الکبیر للطبرانی ، اسد الغابہ ، الاصابۃ فی تمیز فی الصحابہ ، حلیۃ الاولیاء ، سِیر أعلام النُبلاء للامام الذہبی ، دلائل النبوۃ للامام البیہقی ، تاریخ مدینۃ دمشق للعلی بن حسن ابن ہبۃ اللّٰہ ،تاریخ الاسلام للامام الذہبی، الثبات عند الممات للامام ابن الجوزی ، صفۃ الصفوۃ للامام ابن الجوزی ، مجمع الزوائد للھیثمی ، تھذیب التھذیب ، مقدمۃ ابن خلدون، الأستعیاب فی معرفۃ الأصحاب،سيرة أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه ، سمط النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي ، السيرة النبوية لابن كثير ، الرياض النضرة في مناقب العشرة ، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، الفتنة ووقعة الجمل ، الكامل في التاريخ ، تاريخ الرسل والملوك ، التاريخ الكبير للبخاری، معجم الصحابۃ للبغوی ،معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم ،الاستعیاب فی معرفۃ الصحابۃ لابو عمر ابن عبدالبر ، المنتظم فی تاریخ الأُمم و الملوک لابن الجوزی ، الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن حَجر العسقلانی ، الروضۃ الفیحاء فی اعلام النساء للیٰسین خیر اللّٰہ ، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، المنتظم فی تاریخ الأمم و الملوك لابن الجوزی ، البدایۃ و النہایۃ لابن کثیر ، الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن حَجر العسقلانی ، معجم البلدان ، تاریخ الطبری ، معجم مااستعجم ، فتوح الشام ۔

 محدث لائبریری /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام /// http://kitabosunnat.com